ان من الشعر لحکمۃ

المنۃ للہ کہ ان ایام فرخندہ فرجام مین دیوان فصاحت بنیان بلاغت توامان از تصانیف یار السلطان
آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسعد متخلص بہ قلق دیباچہ فرعیشق مسمی بہ

مظہر عشق

کہ ارشد تلامذہ و اقربا غرہ مہر سپہر سخنوری رشک ظہوری و انوری نکتہ سنج بے نظیر
جناب خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی متخلص بہ وزیر غفر اللہ القدیر سے ہین -

مطبع منشی نول کشور کانپور مین بھگوان دیال ایجنٹ نے چھاپا اور شائع کیا

اطلاع۔ اگرچہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جس کی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کرسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ٹٹیل پیج کے تین صفحہ جو سادہ ہین اُن بعض کتب کلیات و مثنویات اُردو وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات ودواوین اُردو		کلیات صنعت۔	۹ر۹ پائی
کلیات ظفر ہر چار جلد کامل۔ دو جلد مین۔	عہ/ ۱۴ر	دیوان شاہ تراب۔	۱۱ر۳ پائی
انتخاب کلیات ظفر۔	۶ر	کلیات نظیر اکبر آبادی۔	۶ر۶ پائی
کلیات مومن۔	۹ر۳ پائی	کلیات وہبی۔ کاغذ سفید چکنا۔	۹ر
دیوان ناسخ۔	۱۲ر۶ پائی	دیوان ذوق۔	۱۴ر۳ پائی
کلیات آتش۔	۸ر	دیوان فدا۔ جلد ثانی مسمّٰی بریاض گلفشان	۷ر
کلیات نعتیہ مجید۔ مصنفہ مولوی عبد المجید خان۔	عہ ر	دیوان رند۔ مسمّٰی بگلدستۂ عشق۔	۶ر۹ پائی
کلیات امیر اللہ تسلیم۔	۱۲ر	دیوان غالب۔ دہلوی۔	بلا وضعات ۱۴ر۶ پائی
کلیات میر تقی۔	عہ ۱۴ر	دیوان خاجہ میر درد۔	۱۴ر
کلیات سودا۔	عہ ۱۴ر	دیوان بہار عرب۔	ار۹ پائی
کلیات انشاء اللہ خان۔	عہ	دیوان لطف۔	۳ر
شاہد عشرت۔	۶ پائی	دیوان امیر۔ موسوم بہ مرآۃ الغیب۔	۱۱ر
سخن شعرا۔	۱۵ر	دیوان غافل۔ منور خان صاحب۔	۱۴ر
زبان ریختہ۔	۶ پائی	دیوان مرغوب بیان تصنیف تجمل حسین خان صاحب	۸ر پ
قطعہ منتخب۔	۳ر۳ پائی	دیوان نیاز۔	۲ر

بعون صانع مکین و فضل خلاق زمین و زمان

از تصانیف یار السلطان آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمیم جنگ عرف خواجہ اسد متخلص بہ قلق دیوان فصاحت بنیان دیباچہ دفتر عشق مسمی بہ

مظہر عشق

۱۹۱۱ء

کہ ارشد تلامذہ و اقرب اعزہ مہر سپہر سخنوری رشک ظہوری و انوری شاعر بے نظیر جناب خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی متخلص بہ وزیر غفر اللہ القدیر سے ہیں

مطبع منشی نولکشور میں بہ طبع مطبوع عین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ خاقان ابن خاقان سلطان ابن سلطان سلطان العالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودھ اختر نگر غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

زبس ہی جوش نمو از درون خمن رنگ بہار	ترڑپتی ہی رگ گل مثل نبض عاشق زار
ہوا بہار سے ہر اک پتنگ رشک ہزار	نہال شمع بنی شاخ شعلہ لائی بار
زمین ہو دہ ہوئی اندرون باغ بہار	کہ شاخ گاؤ زمین سبز ہو کے لائی بار
نہین صاف ہم آواز گلرخان عاشق	شکست رنگ کی آواز ہی ترانہ یار

درخت آگ کا پیدا ہو گر [illegible] سے جو شرار
یہ فیض باد بہار اندرون ہی عالم مین
پہنا دیا ہی گلون کو لباس آتش کار
بہار سے یہ عنادل سے زور گرمی کی
نہ وہ فرط رطوبت سے موج شبنم چمن
زمین باغ پہ رکھدو جو بیضہ طاؤس
عجب نہین ہی کہ دکھلائے گو بہار چمن
نسیم صبح نہ خوابیدہ کو کرے بیدار
پھنک سے غنچہ اگر مثل طفل نالان ہو
نہ نکلا مہر سے بستان سے شیر صبح بہار
بیاد گلشن عالم ہوا اس قدر [illegible]
بلبت دونون مین ہر آئی فرد بلبل زار
ہزار دست ہی کھیچون سے آتش ان چھایا
انسے ازانی کی ہی کیا چمن دو مین ہزار
چمن مین دیدہ گل نادیدہ کرتی ہی
کہ نکلا خال لبے سے برگ سبز خط یار
کھیون مین قوت نشو و نما کیا عالم

[illegible]

[illegible]

یہ عندلیب کے کہدے کوئی نسیم سے ... | سوار باد ہوئی بوے گل سلیمان وار
چمن میں گر کوئی بید بست و پا کو لے آئے | تو ہاتھ پاؤں میں ہوں پیدا برنگ شاخ چنار
دکھا رہی ہے مسیحا کی طرح سے اعجاز | چمن میں قوت نشو و نماے فصل بہار
نکالے آنکھ جو بالفرض کوئی مجرم کی | یقین ہے پھر وہ نکل آئے چشم نرگس وار
ہزار نکلیں پر و بال سعی نامیہ سے | عجب نہیں ہے جو مرغ کباب ہو طیار
کلیم آئیں چمن میں اگر پے گلگشت | یقین ہے ید بیضا سے نکلے بلبل وار
جو اشرفی ہے گل اشرفی تو زر زر گل | بنی ہے رشک چمن ہر امیر کی سرکار
یہ سعی نامیہ سے ہوتے ہیں ثمر پیدا | کہ قطرے شبنم تر کے ہیں دانہاے انار
زبس ہے قوت نشو و نما عجب کیا ہے | کہ گرمی دانہ سے پیدا اگر ہو شاخ چنار
پڑھوں وہ مطلع رنگین و عاشقانہ اب | ہزار جس کی کرے وصف بلبل گلزار

مطلع ثانی

نہال قد پہ اسکو کرے وہ فصل بہار | بلند ہو قد آدم اگر زمین سے غبار
دکھا رہی ہے یہ حد تمیں کثرت آج بہار | ریاض دہر میں اک ایک گل بنا گلزار

مطلع ثالث

[illegible]

۳ مطلع

[illegible]

ریاض دہر میں کی آپ نے یہ زر بخشی
کہ غنچا کی روش گل بھی ہو گئے زردار

بنی ہے رشک صدف آب فقیر کی کشتی
بھرے ہیں دانہ گندم کی جا در شہوار

چمن ہوا ہے زر گل سے گنج باد آورد
نثار ہے ہر گل اشرفی کو باد بہار

اٹھا کے بار عنایات کو جو چل نہ سکا
اسی سبب سے خمیدہ ہے چرخ کجرفتار

لکھوں صفت میں بھلا کیا عطا بجود کی
شمار ہو نہ سکے جس کا تا بروز شمار

کرم سے شاہ کے ہے جام جم جو کاسۂ فقر
گدا کو شاہ کہا کرتے ہیں صغار و کبار

کرم سے آپ کے ادنی بھی ہو گئے اعلیٰ
بنے ہیں کرمک شب تاب کوکب سیار

گلیم پوش دوشالے بچھا کے سوتے ہیں
جو تھے پیادے وہ اب ہو گئے ہیں خیل سوار

ہوا ہے حکم معلے جو بہر بت شکنی
شکستہ لکھتے ہیں لفظ بتاں کو سب دیندار

جنیو پہنا برہمن نے تو ہلاک ہوا
بنا جنیو کا ہاتھ اسکے واسطے زنار

لب پیالہ ساقی ہے مائل توبہ
صدائے قلقل مینا ہے صاف استغفار

جو آپ حامی دین ہیں تو یہ ہے ہیبت شرع
چھپا ہے دانہ سبحہ میں رشتۂ زنار

جم و سکندر و دارا و قیصر و فغفور
یہ کمترین غلام حضور ہیں دو چار

قصیدہ در مدح ولیعہدی حضرت سلطان عالم و عالمیان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

چلے جو باد بہاری تو پھولون کے ہار | فلک لٹائے تصدق مین کوکب سیار
بس اب زبانکو روک ای **قلق** ادب کر لوب | کہان تو اور کہان مدح شاہ عرش وقار
خدا کی شان ہی کیا خوب چھوٹا منھ بڑی بات | زبان روک ذرا سن چلکے ترے اشعار
ادا ے شکر کر اب تم کہ فضل سے اپنے | یہ تجھسے ہیچ کو دیا خدا نے وقار
کہ ایسا کامل و ذی مرتبہ ملا استاد | جہان کہ خسرو ملک سخن ہین باج گزار
ترا یہ منھ تھا کہ سلطان عالم و عادل | بنائین سر مبارک سے خود ترے اشعار
خوشا نصیب و خوشا قسمت و خوشا طالع | کہ ہو حضور کے شاگردون ترا بھی شمار
اگر یوہین ہی چنے نگاہ مہر حضور | برنگ مہر چمک جائین گے ترے اشعار
حضور مین جو ارادہ ہو عرض حاجت کا | تو اضطراب یہ بیجا ترا ہی اور بیکار
تو دل مین سوچ تو ایسے سخی سے ور سوال | جہان کہ ابر سخاوت ہی روز گو ہر بار
ہمارے خانۂ امید مین نہ آئے گی | کہان تلک **قلق** اس ابر فیض کی بوچھار
اٹھا کے دست دعا سوے قبلۂ حاجات | دعا مین مانگ یہ لے کہ ای مرے غفار
رواج عشق کا جبتک ہے زمانے مین | جہان مین گرم رہے تا کہ حسن کا بازار

نور مین ہر شجرِ باغ ہو اک فرشی جھاڑ
بزمِ گلزار مین لالے نیکو کنول ہین روشن

جوشِ گل ہی یہ چمن مین خس و خاشاک مین گم
آشیان پھولونسے چھاتا ہی ہر اک مرغِ چمن

بے سبب گل نہین تسخیر ہوے ہین شاید
عندلیبونکے گلے مین ہی دعاے سوسن

ہر سحر کرتی ہی مشاطہ گری بادِ بہار
صرفِ آرایش و تزئین ہین عروسانِ چمن

کیا فقط روغنیِ شمعِ گلِ شبّو ہی
چار سو سرو کے اک شاخ الگ ہین روشن

جس طرف دیکھو ہر اک رنگ مین ہین پیے مست
مد ھیان پھولونکی پہنے ہین جوانانِ چمن

غنچے ہین بلبلون کے ہر شجرِ گلشن پر
شاخونمین جھولنے کو ڈالی ہی عشقے کی رسن

یہ ہوا چلتی ہی جانبخش عجب کیا ہی اگر
مرغِ تصویر بھی پرواز کرے سوے چمن

وا ہوا غنچۂ دل دیکھکے اس موسم مین
بلبلِ طبعِ رسا نے یہ کہا مجھسے سخن

اب ولیعہد بہادر کی لکھو کچھ تعریف
ہو چکی ہو چکی رنگینیِ سخنیِ مشفقِ من

سن کے یہ نکتۂ دلچسپ ہوا جی محظوظ
شاہدِ طبع دکھانے لگا اپنا جوبن

نور آگین کیا اس رنگ کا مطلع موزون
جس سے شرمندہ ہوا مطلعِ صبحِ گلشن

مطلع ثانی

[illegible]

ضیغم بیشۂ جرأت ہی یہ تو رہین کڑے
شیر سے آنکھ ملائے تو جھکائے گردن

ایسے سردار نہ ہم پائین اگر ڈھونڈھا پھرین
چین و روم و ختن و مصر و بدخشان و دمین

خلق مین وضع مین ہمت مین و تمکین ہنوز
کہین دنیا مین عدیل اسکا نہین مشفق من

بانکا پورا ہی ایسا جو کہے منہہ سے کرے
محو دلسے رہے تا حاصل مطلب ہمہ تن

رفقا پرور و طباع و متین و دانا
نکتہ بین و ہمہ دان قدر شناس ہر فن

وہ طبیعت ہی کہ اس فہم و ذکا کے آگے
طفل مکتب ہی ارسطو تو فلاطون کودن

حال ہمت کا بھی اسوقت ہر اک پر کھلجائے
گنج قارون اسے ملجائے اگر خشفق من

گلشن نظم مین چہکے جو ذرا بلبل فکر
طرفہ دکھلائے بہار چمنستان سخن

زیور معنی رنگین سے عروس مضمون
یون سجے بزم مین سجی جاتی ہی جسطرح دولھن

روزمرہ وہ کہا مان گئے اہل زبان
اصطلاحات پہ صدقے ہوئے ارباب سخن

نثر انشا جو کوئی کی تو پروئے موتی
زیب ہی کہیے کہ درج در مضمون ہی دہن

طبع دشوار پسند آئے جو دشواری پر
روح طغرا کی بھی سمجھے نہ ذرا مغز سخن

سہل اس رنگ سے لکھا کہ ہوا مشکل تر
چونک اٹھا بلبل شیراز میان مدفن

[illegible]

کہا یہ قلقل مینا نے مجھ سے مستی مین | پیا نہ ہاتھ سے رکھ رکھ ادب سے مدح حضور
وہ کون یعنی کہ سلطان عالم و عادل | ملک سپاہ فلک قدر گردش فغفور
قوی ضعیف ہوے بسکہ عہد سلطانی مین | بنائے باز کے چنگل مین آشیان عصفور
اگر پتنگ کا دھوکے سے ایک پر جلجاے | تو اڑے خوف کے محفل سے شمع ہو کافور
کرم سے اپنے جسے چاہین تاج بخش کرین | پڑے جو سایہ بنے صورت ہما عصفور
نگاہ مہر عنایت سے رتبہ افزون ہو | جہان مین ذرہ ہر اک آفتاب ہو مشہور
جو آستین سے باہر ہو دست گوہر بار | وہین غبار یتیمی رخ گہر سے ہو دور
کرم سے شہ کے گدا بھی ہے شاہ کہلاتا | کہ پانون توڑ کے بیٹھا تو ہو گیا تیمور
اٹھا کے ہاتھ دعا مانگتا ہے قلق جو لیے | دکھایا صبح اجابت نے چہرۂ پرنور
خدا کے فضل سے تا ہے در اجابت باز | دعا قبول کرے جب تلک کہ رب غفور
رہے زمین پہ جب تک کہ آسمان قائم | ہمیشہ ماہ کو تا آفتاب بخشے نور
ہمارا شاہ شہنشاہ ہفت کشور ہو | رکاب چومے صد ارواح قیصر و فغفور

در تہنیت عید الضحیٰ

اقدام پہ اک شاہ کے ہر دم جھکا ہے
گلچین باغ عیش ہمیشہ یہ حضور
دامن گل مراد و دلی سے بھرا ہے

مطلع ثانی

[illegible]

دل کا نون کا ... بلبل کی طرح [illegible]

سرورش

[illegible]

گردش سے چشم مست شہ خوش نگاہ کی
دل دلبرون کا صورت سر مہ پسا رہے

سودا افزون ہوا الفت مژگان شاہ کا
کھٹکا یہ میرے گلشن دل مین لگا رہے

اہ ظل حق ہما کی سعادت ہو وہ اگر
محتاج کسب سایہ نعلین کا رہے

حاتم کی روح کی یہ صدا ہی کہ ای کریم
تاحشر اس سخی کا در فیض وا رہے

بادام چشم وسیب زنخدان حضور کا
عاشق کے درد دل کی ہمیشہ دوا رہے

اس نونہال باغ تمنائے خلق کی
ہر دم ریاض دہر مین نشو و نما رہے

یارب نہال عیش شہنشاہ کا مرے
گلزار روزگار مین پھولا پھلا رہے

نیسان کی طرح دامن امید خلق پر
دُربار ابر رحمت و جود و سخا رہے

بھرتی ہی میرے آگے ہوا خواہیو نکا دم
یا مین ہی اس چمن مین رہون یا صبا رہے

بوسہ اگر ملے لب میگون کا آپ کے
بنت عنب کو ہوش نہ باقی ذرا رہے

دریا دلی شہ کا بڑھے روز اوج موج
جوش و خروش قلزم جود و عطا رہے

سونگھے کبھی جو نکہت زلف حضور کو
ہر دم دماغ سنبل گلشن بسا رہے

لین اس گل عذار سے گل دام رنگ و بو
طوطی خط سبز سدا بولتا رہے

[illegible]

کہ نوبت چھڑی اور گل کاری کی تھی
عجب چال باد بہاری کی تھی
شگفتہ دل مدعا ہو گئی
[illegible]
گلستان کو یاد بہاری چلی
[illegible]
اٹھاؤن عنان کمیت قلم
[illegible] یاد بہاری مبارک

در تہنیت عید

خدیو جہان شاہ عالم پناہ
شہ با وقار و فلک بارگاہ
بہار گلستان ہندوستان
جہان پرور و جان ہندوستان
مہ برج شوکت دُرِ دُرج جاہ
گل باغ اقبال خاقان کلاہ
فریدون وقار و سلیمان حشم
ہمایون سریر [illegible]

[illegible]

رکاب سعادت مین کچھ کچھ خواص — چپ و راست چارون غلامان خاص
قلق اور برق و بتول و اسیر — کہ جن کا نہین چار حد مین نظیر
سلیمان سوار ہوا دار تھا — جلو ریز ہر ایک ہوادار تھا
کہین مجمع خوبرویان شہر — چنندہ جو تھے سب مین اور جان شہر
تماشائیون کا وہ ہر سو ہجوم — وہ چارون طرف آمد آمد کی دھوم
زہے حسن سلطان عالم پناہ — ٹھہرتی نہ تھی جس پہ ہرگز نگاہ
سمن بو صنوبر قد و گلبدن — وہ زیب بدن سوسنی پیرہن
نیا رنگ پوشاک لائی قلق — بہار گل سوسن آئی قلق
وہ چتون کہ غارت گر جان و دل — وہ آنکھین کہ نرگس بھی جنسے خجل
وہ تیور کہ شیرون کا زہرہ ہو آب — وہ صولت کہ تھرلے افراسیاب
پے عاشقان قبلہ و کج کلاہ — ستانون سے افزون وہ ترچھی نگاہ
جو کی تیغ ابرو سے سلطان کی دید — حسین ہو گئے کربلا مین شہید
الٰہی سلامت رہین تا ابد — نہ پہونچے قیامت تلک چشم بد

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(ردیف الف)

تو وہ خورشید ہی گردون یکتائی و وحدت کا
دو عالم ایک مطلع ہی ترے دیوان قدرت کا

عوض طاعت کے یہ عاصی نہین مشتاق جنت کا
مجھے منظور ہی احسان لینا تیری رحمت کا

ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے رہین ساقی
رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا

گنہگار روز پرسش عرض گستاخانہ اتنی تو
گنہگاری کا باعث تھا وہ بھی سایہ تیری رحمت کا

تو وہ ہی نخلبند گلشن ایجاد ای صانع
ریاض دہر گلدستہ ہی تیرے باغ صنعت کا

کریگا حشر مین ہم عاصیونکو سرخرو تو ہی
ترے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہی شفاعت کا

ریاض دہر مین سب تیری یکتائی کے شاہد ہین
ہر اک شمشاد پر عالم ہی انگشت شہادت کا

کلیم عیش ۱۱

کہیں کام آیا داغ آخر غریبی الفت کا
کہا اس مہر سے ہم کو جبا دو قصر جنت کا
ازل سے ہو نہیں کثرت پہ حسن و ملاحت کا
ملک جو چھوٹا ہے میں نے زخم و لیم شور الفت کا
تو وہ ہی برق ابر مہر الطاف و شفاعت کا
اسے جو ہو گا گرم ہنگامہ قیامت کا
شبیہ پاک احمد زینت اور نگ عالم ہے
کرو وہ نقش اول خامہ بہزاد قدرت کا
گل عارض اگر رنگ بہار آفرینش ہے
ترا سیب ذقن ... نخل باغ قدرت کا

تو اپنے نقد طاعت پر غرور اتنا نہ کر زاہد	نہیں ہے قاضی وزجہ اشتاق رشوت کا
وہ کم مایہ ہو نہیں روز جزا مرغ عمل میرا	بنے گا صید شاہین ترازوے قیامت کا
اڑا کرتا ہے جو شرم سیہ کاری سے بے پر ہو	مرا رخ آشیان ہے طائر رنگ ندامت کا
اگر ہو جاے تقف فریقے سے تو توکل کے	مزا ہو سوکھے ٹکڑوں نہیں بھی پیدا نان نعمت کا
نہیں جز انفعال جرم کچھ پاس مال دنیا سے	ہمارے بعد وارث پاینگے ترکہ ندامت کا
عرق نے انفعال جرم کے طوفان اٹھائے ہیں	فلک بھی ایک شیشہ ہے مرے آب خجالت کا
عجب کیا اگر ہو جوش انفعال جرم اسد تجھ کو	ڈبو دے کشتی تن کو مرے دریا ندامت کا
ہری ہو جاے گی کشت امید معصیت اکثر	اگر پڑ جائیگا چھینٹا کوئی باران رحمت کا
عجب کیا ہو وہ شاداب ہو مسند رب رحمت سے	جو کشت توبہ میں تو بوے تخم اشک ندامت کا
طمع بھی کیا بری شے ہے کہ مثل ماہ چند ہی میں	گھٹا دیتا ہے عزت کو بڑھانا دست حاجت کا
رہونگا جلوہ دیدار سے بیخود قیامت تک	کیا ماہ تجلی نے کتان ملبوس طاقت کا

قلق دیو طمع کو اک نہ اک دن ہم پچھاڑینگے
ہمیں ہے آزمانا زور بازوے قناعت کا

مطلع [illegible] ۱۲

عجب کیا ہو جو اس پر فخر ہو دین و ملت کا
کہ ہے وہ آب و گل جس سے بنایا ان کی صورت کا
زبان کے کیا جو ... خاتم شریعت کا
عجب کیا ہو نہ جب کہ ان کی ... عدالت کا
... ایمان ... بیا جو ... شریعت کا

۱۶

بند ۱۳

ہوا سجود افلاک آستانہ کسکا جز تیرے — فرشتہ کونسے در پر ہوا محتاج اجازت کا

نہان ہو میسے اُسکے ہی یہ رمز زینت افروزی — ترا سایہ بنا ہی سُرمہ چشم حورِ جنت کا

لیا عہد نجات نار حق سے وقت رحلت بھی — ہوا کوئی نبی الیسانہ دلسوز اپنی اُمت کا

کرو نگا زیر تیری ہیڑی سے نفس سرکش کو — ہی نقش پائے اقدس یکہ بازوے حمایت کا

کھینچنگی دیکھکر نقش قدم کو آپکے حورین — ستارہ اجکل جمکا ہوا ہی صبح جنت کا

دعائے مغفرت کی اسلیئے تا زیست روز و کر — بہت تھا پاس اُسکو آبروریزی اُمت کا

میں اُسکی خاک پا کو طوطیائے چشم کرتا ہون — نظر آتا ہی جسدم کوئی زایر تیری تربت کا

عطا کس پیار سے فرمایا مرحومہ خطاب اُسکو — خدا نے مرتبہ ایسا کیا ہی کسکی اُمت کا

زمین بوسی درگاہ معلی کا شرف دیکھو — فلک کو مرتبہ حاصل ہو اُکس اوج ورفعت کا

قلق یہ آرزو ہی چشم مشتاق زیارت کو
کہ ہو مرغ نگہ پروانہ اُس کی شمع تربت کا

ہوا آغاز و انجام اسطرح سے نظم خلقت کا — نبی مقطع رسالت کا علی مطلع امامت کا

ہوا بیت الحرم مشرق ترے نور حلاوت کا — تو ہی مصراع اول مطلع صبح امامت کا

[illegible]

نگین کی آبرو بس نام کے باعث سے ہوتی ہے
زمین سے تا فلک روشن ہے قدر و منزلت اسکی

کبھی انداز سے خورشید کے رعشہ نہیں جاتا
ترا کب فخر امامت سے ہو تو ہی فخر امامت کا

بلا شک شیر اعظم علی ہی برج عظمت کا
اثر باقی ہی ابتک شیر حق کے رعب و صولت کا

مقرر میرا شمع بزم دین تشریف لائے گا
قلق مجکو نہین ہی خوف تاریکی تربت کا

رگ و پے مین بھرا ہی میرے شور اسکی محبت کا
بنا نیسے مرے بگڑا یہ نگ انکی طبیعت کا

خریداری جنس حسن پر رغبت دلاتا ہی
صدائے آہ ہی مضراب غم کی چھیڑ سے پیدا

جو وقت قتل اسکے لعل شیرین کا پڑا پرتو
ہوا یہ دل نہ جب میرا تو پھر کیا اور کا ہوگا

زمانے کو تو میرے واسطے ان سب نے چھوڑا ہی
عبث آسودگان خاک کو بدخواب کرتے ہو

نمک پروردہ ہون یار کے حسن و ملاحت کا
ابھی سے ہی پریزادو نکو دعوے آدمیت کا

بنا ہی شوق دل دلال بازار محبت کا
دل نالان نیا پردہ ہی قانون محبت کا

پلایا آب تیغ یار نے شربت شہادت کا
بھروسہ کیجیو تم بھی نہ ایسے بیمروت کا

نہون کسطرح مین ممنون درد و رنج و محنت کا
ابھی سے کیون مچا رکھا ہی ہنگامہ قیامت کا

[illegible]

افسوس کچھ نہ میری رہائی کا ڈھب ہوا

قفس سے ادھر مین جان طلب ہوا

کھلا ہی آبیاری کشتِ غم سے سینے مین	مرے گلشن مین لالہ نام ہی داغِ محبت کا
وفورِ ضعف ہی فرقت کی شب کیا چین سے سودن	تنِ لاغر مرا تنکا ہی چشمِ خواب راحت کا
مرے ابرو کمانکے عشق نے یہ نام رکھوائے	دلِ ناشاد تو دابن گیا تیرِ ملامت کا
سوائے شورِ قلقل مست کب سنتے ہین واعظ کی	بھرا ہی پنبہ مینا سے پرہ گوشِ غفلت کا
وہ دیوانہ ہون جسکے پاؤنمین جب بیڑیان ڈالین	تو کوہ قاف مین کوندا گیا پریون نے منت کا
بتاتے سامری کو سحر برسون نرگسِ جادو	ترے ہونٹھون سے عیسیٰ سیکھ لین پیشہ طبابت کا
غنی ہونے پہ بھی عیبِ طمع جاتا نہین ہرگز	دلِ اہلِ ہوس پیوند ہی دامانِ دولت کا
ہوا ہی تنگ ہنسنا یادِ رخ مین باعثِ تزئین	لگا ہی خانۂ دل مین مرے آئینہ حیرت کا
دلِ شیدا مین جب اُس حور وش کا دھیان آویگا	تو ہر اک چاک جگر ہوگا دریچہ قصرِ جنت کا
بجائے فاتحہ ہر دم وہ یہ آ آکے کہتے ہین ق	ہماری قبر پر تعویذ ہی سنگِ ملامت کا

قلق ملتا ہی لطفِ حق پرستی بت پرستی مین
نہین عشقِ مجازی کام ہر اک بے حقیقت کا

تھا قصد قتلِ غیر مگر مین طلب ہوا	جلاد مہربان ہوا کیا سبب ہوا

۱۵ نظمِ عشق

رخصت طلب ہوا

شادی شبِ وصال کی ماتم ہوئی

رخصت طلب ہوا

کیا جانین وصف

بہشت کا

خلوت ناز بتان مین کب گذر ہو آہ کا
ہے نیازی حاجب بزم مزاج حسن ہی
آجتک فیصل ہوا جھگڑا کتان و ماہ کا
کیا دل صد چاک کو اس سر نغم آئے قرار
جب کیا نغم جو تین مین سے لا الہ اللہ کا
جاگ اُٹھے خواب عدم سے خفتگان زیر خاک
کیا مزا دل توڑ کر ایک بندہ اللہ کا
جو ترے پیرا غبار سے کی تخت گوئی ادھم تو
عالم لاہوت ہی صحن اسکی بازی گاہ کا
کیون نہ ہو سالک پہونچا وان فنا فی اللہ ہو

گرا ہی بتو تمھاری کرامات دیکھ لے	شیخ محرم مرید ہو پیر کنشت کا
خورشید روز حشر بنے صورت جل	سایہ اگر پڑے دل ظلمت سرشت کا
آیا نہ دام مین ترا دیوانہ ای پری	کوئی چلا فریب نہ حور بہشت کا
پامال ہو گئے یار کی رفتار ناز سے	مضمون کھلا یہ آج خط سر نوشت کا
سنگ ستم سے ٹوٹا دل اس بادہ خوار کا	اُٹھا نہ بوجھ اپنے سر خم سے خشت کا
یاد فروغ رخ تری ای غیرت قمر	ہو نور دیدہ دل ظلمت سرشت کا
دیکھا وہان بھی تجکو جو پہنے ہوے حریر	زاہد اُتار لونگا مین حلہ بہشت کا
مجھسے سیہ کار کا ہنگام باز پرس	ق کاغذ کرینگے پیش جو اعمال زشت کا
اتنا کہونگا کاتب اعمال سے ضرور	کیجیے مقابلہ تو خط سر نوشت کا

شیدا قلق ہین ایک بت شمع رو پہم
پروانہ اپنا دل ہی چراغ کنشت کا

تیغ دیوان مین ہی سو دن مصحف پاک اللہ کا	آشیان ہر دائرہ ہی مرغ بسم اللہ کا
مرتبہ ہی یہ ترے دیوانہ ذیجاہ کا	کشور وحشت مین ہی ہمراہ ڈنکا آہ کا

۱۶

ہر ورق فلک بھی اک گھر دیکھ گئے کھیل ہی
بوجھا ستخاک گرد سے گئے باز بیگاہ کا
جو ہجر دوزخ مین سمایا اسقدر عشق ذقن
جب دو جہان ہمارے عناصر سے بنا اس چاہ کا
بگیا بید ان سنگ صحن سب درگاہ کا
یاد مین اک نور آگین سے یہ جلتا ہی جگر
شمع آہ کا

جب اُٹھایا ہاتھ پایا پر جنگ قدر دعا
دیکھو جو رضوان ہو دوست دعا باب اجابت گاہ کا
دیکھیے ایک بوسہ دیکھیے لب سے خدا کی راہ کا
دیدہ بت کا اثر سودا ہو جو ہو تو جب
ای بت نادے ری ای ہی دل میرا حس دیا کا
دال و دل سادی ای ہی کیا دل شمع قمر کا
جلیہ ساری اک جور اپنی تیغ نظر سے ای شہادت گاہ کا
گشتہ ہین اک جور نام ہی اپنی عشق و ذقن کی نہاد اس چاہ کا
حسن جنت نامہ آشنا ان سے کیون ہست مگر کا
کہیے ابرو دین خرمن نیستان مین عشق شمع و راہ کا
اپنی جب ساقی دیوانہ جادہ راہ کا
عشق تیغ مژگان وحشت مین ہی جادہ راہ کا
جب ساقی در جانان سے پایا ہو جو غم
دے رہا ہی نشا جبین ماہ کا
کرم جبین ناب عدم کے رہیو فاعل عشق کا
بھی شیرین ہی یان رہرو کو مکہ راہ کا

سرطوان

کرطواف اپنے دلِ مجروح بتان کا تو اگر
ہو ثواب اس بتکدہ مین حج بیت اللہ کا

مجروحِ مژگان ہین بہت نازک مزاج اے دشت شوق
آبلون سے ناز اٹھیگا بس خار راہ کا

آتش عشق اس تن لاغر کی دشمن کیون نہو
روز اول سے عدو شعلہ ہی برگ کاہ کا

مردہ دل مخمور کو جانبخش ہی عیسی کیطرح
قلقل مینا ہی نعرہ قم باذن اللہ کا

اپنے قاتل کی ہین آمد سنکے بسمل ہو گیا
غل ہوا در پر جو بسم اللہ بسم اللہ کا

گنتی کے بوسے جو دیکر ہونٹھ کاٹا سمجھے ہم
وہ بھی بٹا کاٹ لیتے ہین تنخواہ کا

عرض شوق قتل کی جرأت نہین پڑتی مجھے
رعب قاتل سا نہوگا رعب نادر شاہ کا

تخت گردن مین پر گر پڑا اشکو نکے ساتھ
ہو گیا ٹھنڈا یہ سیپارہ کلام اللہ کا

آنکھین ہین آشوب عالم ہر بلا زلف سیاہ
فتنۂ محشر لقب ہی قامتِ کوتاہ کا

کسقدر اندھیر ہی اُس ماہ کی سرکار مین
روز ہوتا ہی تنزل اک ترقی خواہ کا

عشق خط مین لاغر ایسا ہون کہ مجکو ہی قلق
کو دسے بھی ہی زیادہ بوجھ برگِ کاہ کا

خضر ہی اپنا قاتل بجہ عشق مجازی کا
ہی موجِ بحرِ رحمت نام اُس تیغ حجازی کا

مطلع ۱۷ مشق

وحشت سے عیب مستی عصیان دھلکے مرے
ہر داغ دل کے جام کا سرپوش ہوگیا

رخصت مین گفتگو جو شب وصل اُسنے کی
شمع سحر کی طرح مین خاموش ہوگیا

جھک کر ملے جو عید کو اُس شاہ سے
ہالہ ہمارا حلقۂ آغوش ہوگیا

کیونکر ملائے آنکھ کہ کیفیتِ شراب حسن
ساقی کے جام چشم کا سرپوش ہوگیا

اُلفت مین چشم مست کے خود رفتہ دل ہوا
کم ظرف ایک جام مین بیہوش ہوگیا

زاہد جو داغ بڑھ گئے سودائے زلف کے
کعبہ ہمارے دل کا سیہ پوش ہوگیا

خط شعاع موج خرام آپ کی بنی
خورشید ہر ستارۂ پا بوش ہوگیا

قاتل نے سر اُتارا تقاضے سے ہوکے تنگ
گِر اُسے گران مین سبکدوش ہوگیا

کی زیب کفش نعوجو مین جان اُسمین آگئی
وہ پاؤن روح قالبِ پاپوش ہوگیا

جوبن نکالا یار نے دل غش ہوا مرا
اُسنے سنبھالا ہوش مین بیہوش ہوگیا

نزمین کے وقت دیکھکے نور عذار صاف
خجلت سے گھر مین آئنہ روپوش ہوگیا

تیغ نگاہ قاتل خونین کی سُنکے دھاک
آئینہ جوہرون سے زرہ پوش ہوگیا

باندھی ہوا یہ چرب زبانی نے یار کی
شب کو چراغ بزم بھی خاموش ہوگیا

قطعہ ۱۹

جگہ عشق خال گوشۂ ابرو لے بیٹھا ہی — سویدا بن گیا ہی سنگ اسود کعبۂ دل کا

یہ ثابت ہی مری لیلی کے سیارے بھی مجنون مین — نہین ہی ہالہ یہ مہ مین ہی حلقہ سلاسل کا

وہ مجنون ہین پس مرگ آئے وہ تو رشک کے مارے — غبار اٹھکر بنے پردہ مری محمل کے محمل کا

نہ کر حسن دو ہفتہ پر غرور اے ساقی مہوش — چھلک جاتا ہی اک ہی شب مین ساغر ماہ کامل کا

قلق ہوتی ہی آسانی سے جانبازونکی حل مشکل
حقیقت مین بہت ہی دم غنیمت تیغ قاتل کا

فسونگر حسن عارض ہی مرے نہرہ شمائل کا — گمان خط زنخدان پر ہی دود چاہ بابل کا

نہین کم ظلم سے لہو لعب بھی میرے قاتل کا — ہوا کرتا ہی جیسا اسکے گھر مین رقص بسمل کا

اٹھایا جب دوئی کا اتحاد عشق نے پردہ — تو عالم چشم مجنون مین ہوا لیلی کے محمل کا

شبیہ اس کشتۂ دیدار کی تو کھینچنا اے سپہر — مصور گر ورق پا تا بیاض چشم بسمل کا

دم قتل اسکی بے آبی نے میری آبرو رکھ لی — نہ مین شرمندۂ احسان ہوا شمشیر قاتل کا

نہ کیونکر بازی طفلانہ قاتل یہ دم بھر کے — ہوا ہی یک کھیل اسکو تماشا رقص بسمل کا

بڑا جھگڑا کا کمند لف کا ابکی اٹھایا ہو — بہت مشکل ہی بچنا ان بلاؤں سے اب مرے دل کا

٢٠

گھل گھل کے شمع بزم جو یون ہوتی ہی تمام	پرچھاوان پڑ گیا ہی کسی دلگداز کا
لی ضعف اور یونسے مری نازنین نے جان	انداز نے بھی ساتھ دیا اُنکے ناز کا
اُس نے ہر وقت غم کے گانے مین سنھ اگنی دکھائے	حائل اگر نہیچ مین پردہ ہو ساز کا
اظہار عشق رنگ رخ زرد نے کیا	بندے پہ اہتمام ہی افشاے راز کا
ہو گی قضا ہے عمر بی دراپنی تیر تیغ	آیا ہی آج وقت ہماری نماز کا
مرغان دلکی کشمکش اس دام مین رہے	کوتاہ حوصلہ نہو زلف دراز کا
نالان ہی ایک طفل مغنی کے ہاتھ سے	دامان دل بھی کیا کوئی پردہ ہی ساز کا
کیا کیا کھیے ہین شوخ تلون مزاج خلق	نیرنگ دیکھتی ہی مرے رنگ ساز کا
بحر جہان مین اپنی بقا ہی حباب وار	ہی نقش آب نام ہمارے جہاز کا
عیسی و خضر بھرتے ہین دم نیست کا عبث	دیکھا ہی نہین ہی منھ تری شمشیر ناز کا
مخصوص یار غمزہ و عشوہ ہی کچھ نہین	رکھتا ہی اُس سے ناز بھی دعوی نیاز کا
عشق بتان سے نزع مین توبہ کا دھیان ہی	ہنگام احتضار ہی وقت احتراز کا
پیدا تو کوئی اتنی حقیقت کرے قلق	دعوے کچھ ایسا سہل ہی عشق مجاز کا

ساقیا تھوڑی سی مے دے اب نہین کچھ سوجھتا
روئے میرے رونے پر جیسے بھی ہین دھوئین اسیر
اُس شہ خوبی کے داغ عشق سے خالی ہے کون
حلقۂ گیسو کو اُسکے پھانسنا منظور ہے
دل کیا آباد ہمنے داغہائے عشق سے
بت پرستی چھوڑ کر اب حق پرستی کیجیے
وقت میخواری جو وہ صیاد یاد آیا مجھے

اسطرح بے نشہ کی عینک سے چھوٹن خط جام کا
چشم گریان بنگیا ہر ایک حلقہ دام کا
ہاتھ دلمین سکہ جاری ہے اُسیکے نام کا
پڑ رہا ہے ڈورا مرغ دل پہ چشم دام کا
گنج ڈالا اس خزانے مین تھلکے نام کا
ہانپنے کہنا کہا تنگ نفس قر جام کا
پڑ گیا پھندا گلے مین موج مے کے دام کا

سوز غم سے اے قلق رونا مجھے یاد آ گیا
آہ جب ٹپکا کوئی آنسو کباب جام کا

بار بار رونے سے ہمیشہ اُس بت چالاک کا
کیا مہک ہے بس گیا سارا مکان ہے گلبدن
سانتا ہے ہین جا بسے مسکینی کے رات دن
عشق مین یہ جو دیہ ہوئین دونون برابر ہین مجھے

سرمۂ چشم ستم مین ہو یارب ہماری خاک کا
غنچہ چٹکا یا کھلا بقچہ تری پوشاک کا
سائبان کمر مین ہو بھی الست تاک کا
شام وصلت کی خوشی غم صبح وحشتناک کا

۲۱ عشق

غزل ۲۲

ابر مین چھپا ہے سبب جو یہ پکب جاتے ہو روز
تم بھی چھینٹا کھا گئے شاید کسی بیباک کا

الجھرے اُلجھتے ہین کیا کیا ای قلق حمام مین
یار پر میل طبیعت دیکھ کر دلّاک کا

ہے وہ مسکن آپ کے دیوانۂ بیباک کا
اک بگولا ہے فلک جس دشت وحشت ناک کا

مٹ گئے پھر بھی ہے باقی شوق دید روے یار
چشم پر حسرت ہے ہر ذرہ ہماری خاک کا

سچ تو ہے نشہ مین کیا ہی سوجھتی ہے دور کی
ماہ پر دھوکھا ہوا خشت خم افلاک کا

دشت غم مین رات دن رہتا ہے کیون چکر مجھے
کیا مین چکر رہا ہون مہد گردش افلاک کا

اوج پر اسدرجہ سیلاب سرشک گرم ہے
برق اک موج ہے بحر اشک آتشناک کا

ساقیا گلگشت مین بھی ہے ادب مدنظر
پھول آنکھون سے اُٹھا لیتا ہون نخل تاک کا

خال کا بوسہ دیا تو چشم میگون پھیر لی
نشا اُترا مُی کا نشا چڑھ گیا تریاک کا

دیکھکر جانبازون کا مجمع سہتاد نگاہ مین
حسرت دل تک رہی ہے منہ بت سفاک کا

زور دکھلایا اثر جذب دل نخچیر نے
بڑھ گیا حلقہ کمند آسا تری فتراک کا

دیکھنا کیا فیض صحبت ہے لب جانبخش کا
نام ہے جوہر حیات اُس شوخ کی مسواک کا

یہ تمنا ہی لب جانبخش ہو گر کوئی تیر	لون دہانِ زخم سے بوسہ لبِ سوفار کا
روکے جب و نے سے جھانکا ہی پری مین ہنس کر ام	کیا اثر دیوار مین ہی قہقہہ دیوار کا
خون سے تر ہر دم رہا کرتا ہی او خونریز خلق	زخم دامن دار کیا رومال ہی تلوار کا

رات دن کن گردشون مین اپنی کٹتے ہین فلق
انقلابِ دہر ہی پھرنا نگاہ یار کا

گر پڑی بجلی تو ذکر آیا ترے رخسار کا	چل گئی تلوار جب چرچا کیا رفتار کا
بل جو پڑ جائے سراسر نقص ہی تلوار کا	حسن ہی تیوری سے افزون ابروِ خمدار کا
حکم جنت مین تو جانیکا نہین شیطانکو	کوے جانا ہمین ہی یا رب دخل کیون اغیار کا
تیغ عریان پر پڑا جو اُس دُرِ دندان کا عکس	موجۂ آب گہر جوہر بنا تلوار کا
ہڈیون سے میری نفرت تھی ہما سے تیغ کو	استخوان تک پہونچی جب منھ پھر گیا تلوار کا
اسلیے ہر دم عرق افشان جبینِ یار ہی	تا بھڑک جائے نہ شعلہ آتشِ رخسار کا
او شکر لب تل عرق آلودہ عارض پر نہین	پی رہا ہی رس شکر خوار اگلِ رخسار کا
جو خریداری کو آیا جل گیا ہی برقِ حسن	آجکل شہرہ ہی تیری گرمیِ بازار کا

۲۳

شب کو کہتے ہین اُسے ماہ تو دنکو خورشید
اُنکے شرمانیسے ظاہر ہوا عشق پنہان
کی ہی جس مُنھ سے صفت اُس سے بُرا کیا کہیے

روز نیرنگ یہ دکھلاتا ہی نقشا اُن کا
اسقدر پردہ کیا کھل گیا پردا اُن کا
دہن زخم سے کچھ کیجیے شکوا اُن کا

اے قلق گو نہ کہین ملین سمجھتے ہین وہ خوب
میری اُلفت سے ہوا خلق مین شہرا اُن کا

وصل سے افزون مین شیدا ہو گیا
مر گئے تو مٹ گیا وہ شور و شر
رہتی ہی دل مین کرے یادِ بتان
مر گیا سُن کر صدا قلقل کی مین
ہون وہ مجرم جب اُٹھائے مین نے ہاتھ
بندۂ درگاہ کو کر کے شہید
اہل دنیا بھولے ہین اللہ کو
او شکر لب کیا لگا یا دانت پر

درد دل درمان سے دونا ہو گیا
سو گئے ہم شہر سونا ہو گیا
کعبۂ دل بھی شوالا ہو گیا
ہجر مین شیشہ تنہا ہو گیا
باب توبہ دفعتہً وا ہو گیا
نیمچہ قاتل کا دونا ہو گیا
ہر کوئی بندے کا بندا ہو گیا
نیمچہ جو منھ پہ میٹھا ہو گیا

یک بیک خندۂ افزودنسے نکل آئے اشک
لن ترانی کا مزا پوچھتا موسی سے کوئی

وائے تقدیر کہ ہنسنے مین بھی رونا نہ گیا
ارنی کہتے تو کہہ بیٹھے پہ دیکھا نہ گیا

خط تو قاصد کو دیا لکھ کے ولیکن مجھسے
ای قلق گھر کا پتا اُس کے بتایا نہ گیا

تجھسے گلزار جو ای بلبل نالان چھوٹا
اس دل افگار سے بھی کوچۂ جانان چھوٹا

تھا گرفتار وہ ہر روز نگہبانی مین
اک مرے مرتے ہی سو رنج سے دربان چھوٹا

مژدہ ای دل کہ بس اب اپنی اجل آ پہونچی
حسرت ای جان کہ ہمسے در جانان چھوٹا

حشر کو ہونگا مین ای دست جنون دامنگیر
چاک کرنے مین جو اک تار گریبان چھوٹا

گھر سے نکلو نہ مری جان کہ ہم سنتے ہین
ہوا و کوڑیکا جب گل سے گلستان چھوٹا

پھر کسی دام مین ہر گز نہ پھنسے گا دل زار
تیرے پھندے سے جو ای زلف پریشان چھوٹا

جیتے جی ساتھ نہ چھوٹا تو پس مرگ ای شوخ
خاک سے بھی نہ ترا گوشۂ دامان چھوٹا

غل مچا آگ لگی آگ لگی آگ لگی
کیا کسی داغ سے پھاہا دل سوزان چھوٹا

غیرت و شرم و حیا ہمسے چھٹی تیرے لیے
تجھسے اک دل کا جلانا نہ مری جان چھوٹا

مخمس ۲۵

کشتے ہیں گمان صدا سے تفنگ کا
وقت فغان جو دھیان ہی اک خانہ جنگ کا

پروانہ وار پھرتی ترے گرد بزم مین | ہوتا نہ عذر شمع کو گر پاے لنگ کا

اگر سین لگے چاک گریبان مرا سیح | دیوانہ ہو نہین حسن بتان فرنگ کا

نکلا پے شکار جو وہ شہسوار ناز | ہر صید شگفتہ ہوا زین خدنگ کا

لکھے ہین ہمنے وصف خط سبز یار کے | جو دائرہ ہوا ہے مین ساغر ہے بنگ کا

یارو جو تو نکی سنگدلی کا ہو نہین شہید | تعویذ چاہیے مری تربت پہ سنگ کا

پتھرائین آنکھین اُسکی آئی جو بے مثال | عارض ترا جو نور کا آئینہ سنگ کا

دریا مین چھینٹے جب کہ وہ مطرب پسر | جام حباب جام بنا جلترنگ کا

پرتو پڑے جو اُس بت قاتل کے چہرے کا | عالم ہو آب تیغ مین بھی آب گنگ کا

دیکھا جو ساتھ قافلۂ رشک کے قلق
دھوکا ہوا مجھے دل نالان پہ زنگ کا

زلف و رخ کی عاشقونکو فکر صبح و شام کیا | رند مشرب ہین ہمارا کفر کیا اسلام کا

اپنی لاسی مشگی ہمکو دوئی سے کام کیا | ہو انا المحبوب لب پہ نامہ و پیغام کا

خود فروشی پہ ہے مضطر آپ وہ سیم اندام کیا | ہو متاع حسن کا منظور اسے نیلام کا

برنگ شمع روشن ہو گئی ہر موج مے ساقی
پڑا پرتو جو ساغر مین حنائی روے گلگون کا

مے نزدیک کیا ہو بوے مشک و نکہت سنبل
کہ ہو نمین سونگھنے والا شمیم زلف شبگونکا

لکھی ہی جو غزل وصف دہان یار مین مینے
بنا ہو آشیان ہر دائرہ عنقاے مضمونکا

وہ دیوانہ ہون جیسے شیر تجکو شیر مادر ہی
نہین کم دامن یار سے ہین کوہ و ہامونکا

یہ کی اُس طفل لیلی وش نے عزت مین تخست مین
عوض پتھر کے مارا مجکو ڈھیلا چشم مجنونکا

گلستان جا بجر پڑھتے ہین لڑکے میرے دیوانکو
لکھا ہی وصف جو اک رشک گل کے روے گلگونکا

چُرا کر دلکو دزدیدہ نظر سے ساقی مہوش
کٹورا آب و دڑاتا ہی پتی چشم میگون کا

تصور جو ترے دانتونکا آیا عین وقت مین
نظر آیا ہر اک آنسو مین عالم دُر مکنون کا

وہ دیوانہ ہون سایہ جس شجر پر پڑ گیا میرا
ہوا اُسپر یقین ای یار بید مجنون کا

وہ منصف ہون کبھی افسانہ لیلی جو لکھتا ہون
قلم خامہ بنا لیتا ہون شاخ بید مجنون کا

پڑ گیا پرتو جو شب اُس انجمن افروز کا
شمع پر دھوکا ہوا خورشید عالم سوز کا

جلوۂ رخ دیکھکر اُس مہر عالم سوز کا
ماہتاب ان پہ ہوا عالم چراغ روز کا

غزل ۳۷

۲۰

روزن قبر سے جھانکے جو وہ عیسیٰ آیا
چوم لین نشہ مین آج اُسکی نشیلی آنکھین
رُخ سے اپنے جو نقاب اُسنے اُٹھایا تو کیا
وحشت مین رہے قیس سے لاکھون ہمراہ

مر گئے پر بھی ہمین دید کا آزار رہا
ہمین بیہوشی لذت مین بھی ہشیار رہا
پردہ شرم و حیا مانع دیدار رہا
سارے دیوانو کا مین قافلہ سالار رہا

بے خطا کون دل آزار خفا تھا تجھسے
عمر بھر تو جو قلق زیست سے بیزار رہا

جاے خون ہر زخم سے فوارہ چھوٹا نور کا
عکس پڑ جاے اگر اُس کے رُخِ پُر نور کا
کر گیا بیخود نظارہ ایک شک حور کا
ہوش کھو دیتا ہی سُننا اس سراپا نور کا
دیکھکر بیہوش ہون جلوہ رُخِ پُر نور کا
جان دی ہی دیکھکر حسن اک سراپا نور کا
جب چلا دو گام وہ اک حشر برپا ہو گیا

خنجرِ قاتل نے کیا چاٹا ہی پتھر طور کا
شمع کا شعلہ وہین بنجاے شعلہ طور کا
کاجل آنکھو نمین بنا کیا دود چراغِ طور کا
ہی چمک دانتو نمین جلوہ ہی برقِ طور کا
مٹی کے ڈھیلے کے بدلے سو نگھین پتھر طور کا
ہو مرا صندوق بھی چوبِ نہالِ طور کا
شورش خلخال کو سمجھا مین نعرہ سو کا

نظم عشق ۲۹

ہو گیا شاید گذر اس شوخِ برقِ طور کا — وادیِ ایمن میں اٹھتا ہے بگولہ نور کا

کچھ سیاہی بتلا رہی ہے بل نے تیرگی — صبح کی آنکھوں میں ہے کاجل شبِ دیجور کا

چاہیے جھک جھک کے ملنا سب سے دیکھو سرکشو — ٹھوکریں کھانا نتیجہ ہے سرِ مغرور کا

جو کہ روشن دل ہیں ان میں عیب بھی ہوتا نہیں — دیکھ لو دیکھا ہے کس نے چور شمعِ طور کا

دامنِ نظارہ خارِ خط سے الجھا ہے نہ دے — چاہیے اے رشک وہ چہرہ پُر نور کا

تم ہوئے آزردہ بوسے لیکے پچھتاتے ہیں ہم — کیا لبِ شیرین کا بوسہ بھی ہے لڈو بور کا

عشق خط نے کر دیا ہے ناتوان ایسا مجھے — قدِ خم گشتہ مرا حلقہ ہے چشمِ مور کا

دستِ نازک جھاڑ کی شاخیں کنول میں بتیاں — صاف قدِ یار فرشی جھاڑ ہے بلور کا

نور کے جھڑتے ہیں مجھے آگ جب دیتا ہے وہ — کیا تنپچے میں بھی ہے قاتل کے پتھر طور کا

گرمِ رفتاری تمہی اے شعلہ رو ہو شعلہ خیز — نقشِ پا گویا کہ ہے فرشی کنول بلور کا

اور دو دن مستو سبھی چسکیاں کر لیجیے — ایک دن ہو جاؤ گے لقمہ وہاں گور کا

سچ مثل ہے رد بر دچھوٹے کے سچا رو مر — بات حق کہنے پہ کیا درجہ ہے منصور کا

نالہ شوان کردن تحتِ دلِ عرش کے ساتھ — سقفِ گردوں میں لگا دوں جھاڑ میں بلور کا

شہرہ ہی شہر شہر خط مشکبار کا
کوڑی سے مول ہوگیا نافہ تتار کا
نقصان خط سے کچھ ہنوا حسن یار کا
اٹکا دیا ہی خار سے دامن بہار کا
پوچھا صبا سے ... کوے یار کا
دیکھو ذرا شعور ہمارے غبار کا

لکھنا ہی وصف شعلۂ رخسار یار کا
جلے ورق ہو ہاتھ مین پتا چنار کا

بیمار عشق ہون لب و دندان یار کا
نسخے مین میرے چاہیے شربت انار کا

رشتے کی طرح سے دُر دندان کا ترے زار
ساکن ہی کوچۂ گہر آبدار کا

آثار عشق خاک سے بھی اپنے ہین عیان
بیوجہ رنگ زرد نہین ہی غبار کا

ہر ذرہ اپنی خاک کا ہی چشم انتظار
یارب اودھر بھی ہو گذر اُس شہسوار کا

ہم عاصیونکو بعد فنا بھی یہ خوف ہی
تختہ اُلٹ نہ جائے زمین مزار کا

کلیان تا کہ نہ کلی نہین جب سے اسیر ہین
دیکھا مزا نہ کچھ چمن روزگار کا

چشمان یار کرنے لگین ہین دلونکو صید
ان آہوونکو شوق ہوا ہی شکار کا

وہ دل جلے ہین شعلہ جوالہ بنگیا
اُٹھا جو گرد باد ہمارے غبار کا

یاد مژہ نے باغ دل داغدار مین
کھٹکا لگا دیا خلش نوک خار کا

کشتہ ہون ایک ترک کے تیر نگاہ کا
انداز مرغ دل مین ہی زخمی شکار کا

رخت سفید صورت مینا لیے ہی سرخ
کیا رنگ پھوٹ نکلا ہی اندام یار کا

پھولونکی جا پیالہ ہو لبریز پھول سے
تیجا ہی میکشو قلق بادہ خوار کا

تو خاک ہوگئے ... تختہ مزار کا
بیگ روان ہی نام ہمارے غبار کا
پھر بھول جائیگا ... ستار کا
دامان عرش تک بھی پہونچا ...

۳۰

ہوا کشتہ میں جب وہ مسکرائے دو نمکی لیکر
بنی موج تبسم تیغا برق لن ترانی کا

رکھا جب زیر دنداں آپنے انگشت سیمیں کو
ہوا شک مجکو سیپارے میں کاغذ کی نشانی کا

صفت لکھتا ہوں کہ شاکِ قمر کے روے تاباں کی
سیاہی میں ہے موضم دود چراغ آسمانی کا

نہ گویا ہو سکا طوطی خط سبز بھی ابتک
اسی منھ پر ہے دعوا آپکو معجز بیانی کا

جسے عقد ثریا آسماں پر لوگ کہتے ہیں
پرانا دستہ ہے انکی قبائے آسمانی کا

آئی لکھنؤ میں کوڑیوں کے مول میں گل رو
سنوں شکوہ نہ جنس حسن جو بانکی گرانی کا

وہ ہم صیاد پیشہ ہیں تفنگِ کلکِ فکرت سے
شکار اب کھیلتے ہیں وہ زمرغانِ معانی کا

عدم کہتے ہیں عشاق کے کٹتے ہیں القاتل
ترے کوچے میں کیا چھرکاو ہے خنجر کے پانی کا

ستارہ وہ نکا جو شک ہے آپکے ماتھے کی افشاں پر
گماں نرم کفو نیہ ہے دود چراغ آسمانی کا

مرے قاتل کو طفلی میں بھی تھی مشق ستمگاری
معلم سے سبق پڑھتا تھا وہ شمشیرخانی کا

جھکا کر سر در یم فکر سخن میں ڈوب جاتا ہوں
گریبانِ تفکر ہے بھنور بحر معانی کا

کیا ہے سرمے کے دنبالے نے قتل ایک عالم کو
دکھایا آج جوہر اسنے تیغ اصفہانی کا

دم تحریر گلہاے مضامین خندہ کرتے ہیں
صریر کلک کیا نالہ ہے مرغ بوستانی کا

[illegible]

مین دیکھونگا کسیکو مصحف رخ کی قسم کھاکر
نکال اب منھ سے اوسکا فرنہ کلمہ بدگمانی کا

نہین دم مارتے ہرگز کہ مین ہین کٹے جتنے
لب خنجر سے کب شکوہ سنا تشنہ دہانی کا

گلون کی رونقی مین کار روغن کرتی ہی شبنم
اگر کچھ حال اپنی نظر و مین کنول ہی تیلپی کا

لگا تا ہون ریاضِ نظم مین نخلِ گلِ مضمون
قلق مین باغبان ہون گلشن رنگین بیانی کا

مجھے ناشاد چرخ کینہ پرور نے ستا رکھا
اسی غم نے میرے سودوسرے مجکو جدا رکھا

لگاوٹ اسطرح کرتی ہی کچھ پھر تیغ قاتل کی
مگر زخم دگر کو کیا کوئی تسمہ لگا رکھا

غنیمت جانتے تھے دور ہی سے دیکھنا اسکا
سو یہ بھی تونے او چرخِ ستمگر نا روا رکھا

نہ ہمکلین حسرتین دلکی رہی منھ دیکھنے کی لذت
مقابل آئینہ بس ہمکو صورت آشنا رکھا

تمنا دیکھنا جا شباد لاکھون مر گئے دوڑے
جو قاتل نے کبھی قبضے پہ ہاتھ اپنا ذرا رکھا

تو وہ گل ہی کہ سنکر تیری آمد عندلیبون نے
چمن مین فرش پا انداز پھولونکا بچھا رکھا

اڑا کر لے گیا دل طائر رنگ حنا میرا
بہشت بہتان مین تجھے پہ ای وزد حنا رکھا

غرض یہ تھی کہ بندے سے خطا کو مین پائین
خدا نے اسلیے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا

[illegible]

سُرخ رُو ہو گئی ثابت قدمی اُس کی قلق
پاؤن تک بہکے جو خونِ فصیر ہا دآیا

مہندی مل کر وہ اُٹرک ستم ایجاد آیا
خون بہا ہاتھ مین لیتا ہوا جلاد آیا

دم مین عاشق کے وہ شوخ ستم ایجاد آیا
دام مین صید گرفتار کے صیاد آیا

باغبان آیا گلستان مین کہ صیاد آیا
جو کوئی آیا مری جان کو جلاد آیا

وائے قسمت ہوا صدقے مین بھی چھٹنا نہ نصیب
روز بازار مین لے کر ہمین صیاد آیا

ذبح کرتے تو کیا پر مری بے جرمی پر
آٹھ آٹھ آنسو ون روتا ہوا جلاد آیا

بعد مرگ آئی لبِ گور فریدون سے صدا
ہمین اب ہے امنِ مادر کا ہمین یاد آیا

گلشنِ دہر مین وہ مرغ ستمدیدہ ہون
اُڑ گئی نیند اگر خواب مین صیاد آیا

آگے رکھ دیے تلوار پہ جانبازون نے
امتحانًا جو کسی روز وہ جلاد آیا

سخت جانی کا مری جان جو قاتل نے سُنا
دل کڑا کر کے بہت خنجر فولاد آیا

ہم موے جاتے ہین تم محو خود آرائی ہو
خنجر آیا ہے کہ آئینہ فولاد آیا

تھا جو قسمت مین لکھا ہو گا جو انہین خوبن
تو لڑکپن مین بھی تعلیم کو جلاد آیا

مخمس ۳۳

[illegible]

غزل ۳۴

حسد کی جا نہین یہ اپنی اپنی قسمت ہے ۔ کسی پہ لطف کوئی مورد عتاب ہا

شب فراق بس اک پل جھپک گئی جو آنکھ ۔ تمام عمر مجھے انفعال خواب ہا

فراق یار مین سیلاب جوش گریہ سے ۔ بسان مردم آبی میان آب ہا

کسیکی آتش فرقت مین یہ بھی جلتا ہے ۔ کبھی نہ تانے پہ آرام سے کباب ہا

ریاض دہر مین وہ خفتہ بخت ہین کہ سدا ۔ ہمارے باغ کا سبزہ بھی مست خواب ہا

تجھ کے وادی الفت مین رکھ قدم اے دل ۔ یہ راہ وہ ہے جہان خضر بھی خراب ہا

لگا یا ساغر می بھی نہ منہ سے اے ساقی ۔ امیدوار مشرف کا یہ آفتاب ہا

نجف کو اٹھ کے چلا اے قلق غبار اپنا ۔ یہ خاک اڑنے پہ بھی عشق بوتراب ہا

صلح ٹھہری فیصلہ باکید گر ہونے لگا ۔ غدر ادھر ہونے لگا شکوہ ادھر ہونے لگا

دم کی آمد شد نے وقت نزع یہ دھوکا دیا ۔ طائر جان پر گمان نامہ بر ہونے لگا

دست وحشت سے ہمارا ٹکڑے ٹکڑے ہر تار جیب ۔ صوف مرہم بہر ناسور جگر ہونے لگا

مین فقیر دشت پیما بادشاہ وقت ہون ۔ مجھ سے سر کو جب ہوئی جنبش جیغہ سر ہونے لگا

[illegible]

[illegible]

ای قلق مین ہون وہ نازک دل کہ فور ماہ سے
جب کتان پرزے اُڑا کر ٹکڑے جگر ہونے لگا

قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا
چھینا ہی نجم بخت نے برج آفتاب کا

اُس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہی آفتاب کا

ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہین
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا

انصاف پر نگہ ہو اُس کی تو باغبان
دے قبر عندلیب مین تختہ گلاب کا

رویائے وصل کہہ نہین سکتے ہین شرم سے
عالم ہی بنا خواب مین لوگونکے خواب کا

ہو گر وجود تو کھینچو مجھ پیر کی شبیہ
تصویر پر لگائیو روغن شباب کا

سیخ مژہ پہ دیکھ کے لخت جگر مرا
کیا کیا جلا بھنا ہی کلیجا کباب کا

مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہی
صدقے مین میرے دیجیو پیالا شراب کا

دامن جنون نے مین سحر ای چاک چاک
دھوکا عبث ہی خضر کو موج سراب کا

بیجا نہین ہی گریۂ شبنم دم سحر
لبریز ہو چکا ہی پیالا گلاب کا

پیر مغان کے عرس مین یون آئین اہل زہد
گاگر کے بدلے سر پہ سبو ہو شراب کا

۳۵

گلچین نہاں آرزوے عندلیب مین
دستِ نگاہ شوق کو پاسِ ادب رہا

یہ دیدہ مجکو چاہیے دینا گلاب کا
پردہ کیا نہ فاش تمھارے نقاب کا

چلتی ہو تیر مقتلِ عشاق مین بہت
دم چڑھ رہا ہے یار کی تیغ خوش آب کا

اب اے قلق وہ جوش وہ بدمستیان کہان
پیری اُتار دیتی ہے نشہ شباب کا

گلو نیر صاف دھو کا ہو گیا تیغِ کٹوریکا
رگِ گل مین جو عالم تھا تری انگیا کی ڈوریکا

برابر ایک سے مصرع نظر آتے ہین ابرو کے
توارد کیسے یا ہو ایک ہی مضمون چوریکا

بہت غم کھاتے کھاتے اک نہ اک دن جان جائیگی
ضرر رکھتا ہے اے دلبر نتیجہ سیر خوری کا

ہوا ہے ہمکو اک مطرب پسر کی زلف کا سودا
ہمارا شور وحشت بھی اک ٹپا ہے شوریکا

خفا ہو گالیان دو چاہو آنید وہ نہ آنے دو
ہین دو بوسے تو تکتے سوتے ہین مجھے لپکا ہے چوریکا

اگر تم بوسۂ سیب ذقن سے ہوگئے قاتل
گلے پر پھیر دیجیے چاقو میوہ خوریکا

کوئی شیدا ہے عارض ہے کوئی زلفونکا دیوانہ
کسی کو عشق کالی کا کوئی عاشق ہے گوریکا

کہین اچھی صورت دیکھ لون دو دیدۂ نظر و فسے
مری آنکھونکو چورونکی طرح لپکا ہے چوریکا

۳۸

کفر و اسلام کے جھگڑو نسے چھڑایا صد شکر	قید مذہب سے جنون نے مجھے آزاد کیا
محفل غیر مین بلوا کے جلایا ہم کو	تمنے خلوت مین کسی دن نہ ہمین یاد کیا
جسمین مضمون ستم تھا زہی خوش چشمی کا	تو اُسی شعر پہ اُستاد نے بھی صاد کیا
کوہ غم ہمنے بھی او غیرت شیرین کاٹا	جوش اُلفت مین تسے پیشۂ فرہاد کیا
ایک دن بھی نہ ہمارا کوئی کہنا مانا	ہم بجا لائے جو کچھ آپ نے ارشاد کیا
تیرے دیوانو نکا کس وحشت مین مسکن نہوا	کونسا ہو وہ خرابہ جو نہ آباد کیا
حسرت قتل ہی سے جان دی اپنی صد شکر	موت نے ہمکو نہ شرمندۂ جلاد کیا
دیکھو اس عشق فسونساز کے نیرنگ آخر	جان لی قیس کی کاٹے سر فرہاد کیا

لاکھ چاہا مگر اک شوخ ہمارا نہ ہوا
کیا جوانی کو قلق مفت مین برباد کیا

ہجر مین رونے سے دیدۂ تر کیا ہوگا	ایسے چھینٹو نسے فرو سوز جگر کیا ہوگا
یاد اغیار جو وہان ہر گذر کیا ہوگا	ولین اُس خانہ برانداز کے گھر کیا ہوگا
خرمن ہستی عاشق کو نہ کر خاک سیاہ	اسمین حاصل تجھے اے برق نظر کیا ہوگا

[illegible]

عمر بھر دشتِ بلا مین اُفعی زخمی کی طرح
صدمۂ بادِ خزان غمسے دلِ نالان رہا
جب سنا یا دردِ عشق دخترِ رز نے ساقیا

گیسوئے خمدار کے سودے مین سر بہکا کیا
یہ وہ غنچہ ہے کہ ہر موسم سدا چٹکا کیا
لیپ دُر پر بادہ گلگون کی لپٹ کا کیا

شاہ اختر کا یہ مصرع نقش ہو دلپر قلق
ناک کا لونگ کا ہماری آنکھ مین کھٹکا کیا

صاف لکھ بھیجا جواب اُسنے مری تحریر کا
اے منجم وصل ہوگا کس دن اُس مہ پارہ سے
جسکو دیکھو در بکف گلزار مین آتا ہے وہ
کٹ گئی عمر اُس قمر کی عشق ابرو مین تمام
زیب ہے کیسے وہم رنگین کلام یار اگر
پانوٗن سے مجھ وحشی لاغر کے یہ گھستی نہین
بے لیاقت مدعی پہونچا سکیگا کب ضرر
میری رسوائی اگر میدان محشر مین ہوئی

لو لفافہ کھُل گیا سادہ خط تقدیر کا
آئیگا روز شرف کب کوکب تقدیر کا
گُل کے ہاتھ آیا ہے کیا نسخہ کوئی اکسیر کا
رُخ عقرب مین ہے کیا کوکب ہی تقدیر کا
آشیان کنج دہن ہے طائر تقدیر کا
مورچہ کھاتا ہے خرمن دانۂ زنجیر کا
کارگر کیا نیش ہوگا عقرب تصویر کا
فائدہ کیا اسمین ہوگا کاتب تقدیر کا

گھٹ گیا دل میں خجالت سے ترا دیکھ کے قد
سرو گلشن کو بڑا ناز تھا رعنائی کا

دھوم سنکر تری خوش چشمی کی ای رشک چمن
چشم نرگس کو بھی ارمان ہی بینائی کا

چشم مشکیں سے جو اُس ترک فگن کی لڑی آنکھ
ہوگیا نشّہ ہرن آہوی صحرائی کا

غم عاشق میں کیا ترک نکھرنا اُس نے
گُل چراغ آج ہوا ملک خود آرائی کا

جب سے اِس نور کے بچے نے مجھے جھانکا ہی
چشم روزن میں گمان ہوتا ہی بینائی کا

سب گھمنڈ ٹوٹ گئے رقیبوں کے مٹا دیتا میں
پاس ہوتا نہ اگر یار کی رُسوائی کا

موجودی غیر کو ساقی نے کراہت دیکھو
شیشۂ مے کو مرض ہوگیا ابکائی کا

غلم خوبان جہان ہم سے قلق اُٹھ نہ سکا
نام بدنام کیا صبر و شکیبائی کا

شہرہ بیوجہ نہیں زینت و زیبائی کا
قطع جامہ ہی مرے یار پہ رعنائی کا

سیر دیکھو لب جانبخش صنم کے ہوتے
خضر خط کو بھی دعویٰ ہی مسیحائی کا

طول سا طول ہی مرتا ہون نہ ہوتی ہی سحر
روز محشر ہی لقب اُس شب تنہائی کا

مجھسے اُن آنکھوں کو وحشت ہی مگر مجھکو ہی عشق
کھیلا کرتا ہون شکار آہوی صحرائی کا

بیتابی الفت نے کیا ہی سبک ایسا
وہ سوختہ جان ہون جو اٹھے دود دل پنا

چھلنی کیا اس نالے نے پتھر کا کلیجا
جو بن پہ شب ہی ہوا چلتی ہی ٹھنڈی

لکھی ہی ترس کا وش خال لب شیرین
اب یہ نئی ہی کشتہ دیدار کی حالت

پیغام زبانی بھی کوئی کہنے نہ پایا
کس چین کی نیند آتی ہی کیا ہمین حسرت

خاطر پہ گران یار کی نظرون مین ہون ہلکا
دنکو صفت شام ہو نظر دیئین ڈھونڈ ہلکا

پوچھو جگر کوہ سے توڑا اپنی رفل کا
ساقی کوئی ساغر مئے گلرنگ کا چھلکا

خامہ بھی مرا ایشس ہی زنبور عسل کا
آنکھو نین وہ مر اٹکا ہی بھروسا نہین پلکا

خط پڑھتے ہی لکھوا لیا قاصد سے مچلکا
پوچھون جو معبر ہو کوئی خواب اجل کا

ہر وقت محبت مین مرے درپے جان ہی
پہلو مین قلق دل نہین دشمن ہی بغل کا

دل خستہ ہو تو لطف اٹھے کچھ اپنی غزل کا
عالم تھا پڑی خرمن جان برق اجل کا

اب یہ خط جام بھی دشوار ہی ساقی
مطلب کوئی کیا سمجھیگا مستو کی غزل کا

جب پیچھے کا موباف دوپٹے سے وہ جھلکا
قاضی نے لیا دختر رز کا بھی مچلکا

زلف ترس مین ہی ہوا ان کا وش خال لب شیرین [illegible]

خنجر قاتل سے مین دم بھر کی مہلت مانگے
دید کی حسرت نہ نکلی بس تھا جو وقت [illegible]
باغ رضوان حق سے کیا فردوس جنت مانگے

[illegible]

دل اپنا کوئے لف صنم مین ٹھٹک گیا
لو اور تُنیے خضر بھی رستہ بھٹک گیا

نظرونمین میری تیر نگہ وہ کھٹک گیا
سینہ جو توڑ کر جگر و دل تاک گیا

تڑپایا اس قدر ہمین درد فراق نے
بستر جگہ جگہ سے ہمارا مسک گیا

جلوے سے نور عارض روشن کے ای قمر
زخمی تمھاری تیغ نگہ کا چاک گیا

تشبیہ دی جواہر سے پرخم سے یار کے
طالع کا ماہ نو کے ستارہ چمک گیا

قاصد سے لیکے خط اشوخی تو دیکھنا
مضمون اضطراب کو پڑھکر بھڑک گیا

اب دام مین تمھارے مرا دل نہ آیگا
ای جان یہ غزال رمیدہ بھڑک گیا

بڑھ بڑھکے بوستا تھا مین رحمت کے نامہ پر
اعمال نامہ دیکھکے پیچھے سرک گیا

گرمی آتش رخ دلدار دیکھنا
مثل سپند خال کا دانہ چٹک گیا

بجھ رو سیہ کی پھیلی یہ تاریکی عمل
جگنو سا آفتاب قیامت چمک گیا

مین نے نہ پائی نام پہ مدہوش بیخودی
تاثیر دیکھو جام ہی از خود چھلک گیا

وحشت مین جب وہ خار مژہ یاد آگیا
کانٹا سا ایسے پانے جگر مین کھٹک گیا

وادی عشق مین مرے یوسف جمال کے
مین کیا تمام قافلہ رستہ بھٹک گیا

۵ نظم عشق

وہ مجنون ہون جو بنگ اگر ہو تن جنون اپنا [illegible]

[illegible]

مطلع عشق

ارادہ ہی قتن کا لینگے بوسہ اس ستی قلعے	غرا بہ کھینچنگے ہم بھی اگدن عیب نخدا انکا
مری مٹی مین بھی خاصیت اکسیر پیدا ہی	کہ مین کشتہ ہون اک بہارہ کے الماس دندہ انکا
پہونچتا ہو کب ہاتھ اس گل کے گریبان تک	ہوا ہی جسکی خاطر حال تار ان جیب و دامانکا
کیا ہی قتل مجکو یار کے دست حنائی نے	جو دیدہ چاہیے تربت مین مری شاخ مرجانکا
بیابان جنون مین کیون نہ رکھو مین عزیز انکو	گلستان خار مغیلان ہی تیرے موے مژگان کا
وہ ترک جنگجو مجھسے اگر آنکھین لڑائیگا	کھنچے گی تیغ ابرو کی چلیگا تیر مژگانکا
گل داغ جنون کثرت سے سینے پر شگفتہ ہین	مرا چاک گریبان بھی ہی دروازہ گلستانکا
مرے ہبکانیکو راہ طلب مین ہی خضر اکثر	بنا مانند چشم غول ہر ذرہ بیابانکا

	عنایت گرد صحرا کا قلوہ ہمکو کیا خلعت جنون نے رکھ لیا پردہ ہمارے جسم عریان کا	

اگر کرتا وہ نظارہ لب جانبخش جانانکا	سکندر ایک دن خواہان نہوتا آب حیوانکا
رقم کرتا ہون کچھ وصف ابرو و دندان جانانکا	دکھاتا ہون نہین جوہر اپنے کلک گوہر افشانکا
جو اُسکا سینہ پر نور دیکھا تو مین سمجھا	ہوا خورشید طالع مشرق چاک گریبانکا

[illegible]

[illegible]

وہ سخت جان ہوں عمر کٹا مجھے وہ قاتل فتق
تو تیغ کا بھی گلے ساتھ دم نکل جاتا

یہی چلن تھا جو بازار عشقبازی مین
ہمارا سکۂ داغ جنون بھی چل جاتا

بھلا ہوا نہ سنی ہم نے بدزبانی یار
ہمارے منھ سے بھی اُسوقت کچھ نکل جاتا

اثر اگر کشش شوق قتل دکھلاتی
تو تیغ چرخ کمر یار کا اُگل جاتا

صفا پر اُسکی مہ و مہر گر نظر کرتے
تمھارے چہرے پہ پاے نگہ پھسل جاتا

جو پانون توڑ کے اک جا نہ بیٹھ رہتا مین
تو کوئی جوڑ رقیبوں کا مجھپہ چل جاتا

شراب خانے مین ہوتا گذر جو واعظ کا
جمال دختر رز دیکھکر پھسل جاتا

تمھین بتاؤ مین ناصح کی کسطرح سُنتا
سنبھالنے سے دل غمزدہ سنبھل جاتا

نہ سہنے پڑتے اگر روز صدمۂ شب غم
تو اتنا جلد مین کیون دیے کی طرح ڈھل جاتا

فروغ دیکھ کے اُس شمع بزم کا شعلہ
تڑپ کے پردۂ فانوس سے نکل جاتا

مرے چلن پہ نکرتا نظر اگر وہ کریم
کھڑون کیساتھ یہ کھوٹا درم بھی چل جاتا

ہمارے روز سیہ دیکھتی تو ہیبت سے
شب فراق کا بھی رنگ رخ بدل جاتا

قلق رہا ہے مجھے پاس وضع عشق مین بھی
مزاج یار نہ تھا مین کہ جو بدل جاتا

[illegible]

[illegible]

فروغ دود ہان ہاشمی آگے نہ ایسا تھا	کیا ہر نام روشن آپنے اپنے اب وجد کا
لگا جاؤن ترے دیوانگان عشق گیسو مین	ملے آزاد نامہ جب مری روح مقید کا

قلق کوئی نہین اب دلمین ورارمان بجز اسکے
خدا دکھلائے جلدی مرقد انور محمد کا

ہم بغل جسوقت ہمسے وہ گل تر ہو گیا	پیرہن کیا جامۂ تن تک معطر ہو گیا
جب مقابل یار کے دانتون سے گوہر ہو گیا	آب خجلت سے تمام اسکا بدن تر ہو گیا
جسکو وصل اس آئینہ رو کا میسر ہو گیا	بخت اسکا غیرت بخت سکندر ہو گیا
اسنے دکھلایا اثر اپنے طلائی رنگ کا	نقرئی پہنا تو سب سونے کا زیور ہو گیا
پرتو رخسار سے اک آسمان حسن کے	ذرہ ذرہ روکش خورشید محشر ہو گیا
چاہتا ہر اسکا مین کلمہ پڑھون آیا ہو آئے	نامے کے لانیسے کیا قاصد پیمبر ہو گیا
اسقدر کی رخنہ اندازی فلک آ جانے	رفتہ رفتہ یار کی دیوار مین در ہو گیا
لاکھ در باؤ نکو بھر کائین وہ انداز ابتو کیا	دلمین اپنے خانمان برباد کے گھر ہو گیا
ہمنے لکھا تھا جو خط مین اپنی بربادی کا حال	راستہ ہی مین تباہ اپنا کبوتر ہو گیا

تکملہ ۴۷

[illegible]

۵۰

تیغ ابرو کے لگاتے جگر و دل پہ یہ وار
میرے قاتل نے ذرا مجھکو سنبھلنے نہ دیا

سخت جانی نے شہادت سے ہی رکھا محروم
حلق پر خنجر سفاک کو چلنے نہ دیا

بدگمان اتنا ہو غیرونکے بھڑکانے سے
یار نے عطر بھی پوشاک مین ملنے نہ دیا

وحشت عشق نے تا زیست بنا ہی مجھے
پانون باہر مرا زندان سے نکلنے نہ دیا

یاد ہین پیچ تری زلف کو کیا کیا اے جان
دام مین لا کے محبت کے نکلنے نہ دیا

پاس مہمان اسے کہتے ہین کہ تا زیست قلق
خار غم آبلۂ دل نے نکلنے نہ دیا

جو ساقیا تو نے پی کے ہمکو دیا ہی جام شراب آدھا
تو اپنے ہاتون سے کاٹ کھوے ہمارے منھ مین کباب آدھا

وہ پرگنہ ہین کہ رہ گئے سب اسیمین گنگیا وہ سارا
ہنوز محشر کے محکمے مین ہوا تھا میرا حساب آدھا

کہا لگی تب اڑا دہ لن ترانی تنہ بت جلوہ کی لاگ عاشق
ہنوز کھولا تھا پھر دیا اسنے بند نقاب آدھا

بھرے کا مل جو چاہتا ہی تو ذبح کر ڈال جلد قاتل
نچھوڑ تا مجکو نیم بسمل کہ پائیگا تو ثواب آدھا

دماغ دکھیو مر صنم کا گلا جو کرتا ہو مین ستم کا
تو دیتے ہین سیاری ہی لکھا وہ مجھے بدقت جواب آدھا

سفید و سرخ ایسی ہی رنگت کہ جب بنا ہوگا مجکا تیلا
ملایا ہوگا اسمین صانع نے دودھا میدہ شہاب آدھا

رضوان ہمین جو روکیگا چلا لینگے ملک
جانے دو ان کو ہین یہ غلامانِ مصطفا

کیا آفتابِ حشر کی گرمی ستائے گی
ہم ہون گے زیر سایۂ دامانِ مصطفا

بادِ خزان ظلم سے سب باغ یون ہی ہائے
تاراج کر دیا یہ چمنستانِ مصطفا

ہوتے نہ آپ خلق تو ہوتا نہ کچھ بھی خلق
دونون جہان ہین بندۂ احسانِ مصطفا

خوف اُنکو بازپرسِ قیامت کا کچھ نہین
جو اُمتی ہین تابعِ فرمانِ مصطفا

دُنیا کے ذائقون پر اسی سے نظر نہ کی
سب نعمتون سے سیر تھے مہمانِ مصطفا

خورشید آسمانِ نبوت حضور ہین
برجِ شرف ہی گوشۂ ایوانِ مصطفا

کس سے مثال دیجیے ایسا وہ کون ہی
برتر ہی سب سے بعدِ خدا شانِ مصطفا

عصیان سے کیون ہین سر بگریبان حشر مین
ہو گا ہمارے ہاتھ مین دامانِ مصطفا

ہو جائے رسا نصیب ہمارے بھی اے قلق
دیکھین گے ہم بھی مرقدِ ذیشانِ مصطفا

سودا ہوا ہی جب سے اُس زلف پر شکن کا
تارِ سیہ بنا ہی سنبل مرے چمن کا

بازار گرم کیونکر ٹھیرے دم نہ ہو سخن کا
آتش زبان ہی اک بلبل مرے چمن کا

۵۲

میسّر ہوا لکھے مین سب احکام قرآن و حدیث
رائے حق رائے نبی ہی عین رائے بوتراب

پیروی اُس رہنما کی کر کہ تا بھٹکے نہ راہ
مشعلِ راہِ یقین ہی نقش پائے بوتراب

دوستانِ مرتضی پر نارِ دوزخ ہی حرام
اک کلیدِ قفلِ جنت ہی ولائے بوتراب

حکم جاری اُسکا جن و انس پر کیونکر نہو
وقت کا اپنے سلیمان ہی گدائے بوتراب

عکس کی ہی تصویر کا آئینہ خورشید فلک
کرتی تھی کس سے زمین باتین سوائے بوتراب

پڑھیے بعد پنجگانہ اب وظائف کچھ نہ اور
لکھیے نعت محمدؐ اور ثنائے بوتراب

ردیف	مانگتا ہی یہ دعا اللہ سے ہر دم قلق بخش دینا بہر پیغمبر برائے بوتراب	**بائے موحدہ**

ہمکو ازل سے آج تلک غم ہا نصیب
رحمت کے نام سے بھی نہین آشنا نصیب

سمجھ جو ہمکو ہجر بتان کا ہوا نصیب
دشمن کو بھی یہ رنج نہوا ے خدا نصیب

ہمسے کجی فلک کی ہمیشہ چلی گئی
اک روز بھی ہمارا نہ سیدھا ہوا نصیب

ختم اُس نگار پہ ہی سب انداز دلبری
حور و پری کو کب مین نا یہ ناز و ادا نصیب

اکبار اُن سے اور کرو نگا سوال وصل
بخاے دشمن کچھ کہ بگڑ جائے یا نصیب

[illegible]

خضاب بالون پہ ہوتا نہین ہی پیری مین
عزیز کیون نہین پیری مین مکمو ے سیاہ

سیاہ بخت پہنتے ہین سوگوار شباب
کہ ابتو ہین یہی وچار یادگار شباب

کمال ضعف سے یہ ورد لب ہر آٹھ پہر
قلوح فدا ے جوانی قلوح نثار شباب

مجتث ۵۳

عاشق گیسو و قد تیرے گنہگار ہین سب
مستحق دار کے پھانسی کے سزاوار ہین سب

پاس اطبا کو ہے مایوس ہے ستار ہین سب
تیرے بیمار محبت کے بد آثار ہین سب

دل دہی کے بھی نہین طرز سے واقف اصلا
یہ حسینان جہان نام کو دلدار ہین سب

اب صورت ہی محبت مین تمہاری اے جان
اپنے بیگانے مری شکل سے بیزار ہین سب

ظلم صیاد سے مل جائے یکایک کیونکر
ہم اسیران قفس نالہ گرفتار ہین سب

حسن یکتا ے دو عالم ہے ترا اے دوست
تیری وحدت کے مقر کافر و دیندار ہین سب

ایک بھی ہاتھ نہ دل لیکے بنا ہین گے حضور
یہ زبانی ہی فقط آپ کے اقرار ہین سب

بے زبانی سے ہین مجبور نہین سن لیتے
قائل اس آبلہ پائی کے مرے خار ہین سب

نہ چڑھو فکر دہان و کمر یار مین تم
کوئی واقف نہین یہ غیب کے اسرار ہین سب

[illegible]

ادھر ادھر خراب ادھر ہم بھی ہین خراب
دل عشق ز نفس دنیع سے ہی کہین خرابیان
یارب ہوا خزان سے بیتر اچمن خراب
گلگون تری گلی ہے عاشق سے غرق
یادون سے تیری کر دیا گلشن مین خراب
بیہودہ گفتگو سے کیا کیون دہن خراب
دشمن جان سلطے خوبان جفا کار ہین سب
دوستی کر کے فلک ان سے بہت
اہل زر

[illegible]

بنا ہی کان کا اس ماہرو کے بالا سانپ
یہ حلقہ مار کے بیٹھا ہی پاس پانی کے
نکال لاتا ہی جو جھٹ سانپ والا سانپ
مین ڈرتے ڈرتے گیا ہون [illegible] زلف یون پیدا
[illegible] دشمن جانی بغل مین پالا سانپ
[illegible]

مٹی نہ ہو یہ عاشق خانہ خراب کی	مٹی کے عطر سے نہ کرو پیرہن خراب
کس درجہ ہجر یار مین ای موت دیر کی	رکھے ہی رکھے ہو گیا میرا کفن خراب
بن جائیگا جو خط وہ مرا رشک آفتاب	سورج کی ایک روز یہ ہوگی کرن خراب
زلفین چھٹین جو انکی کھلا پیچ و تاب سے	رونا تھے تیرے واسطے ہوگی رسن خراب
ظالم نے عیش باغ کو غمخانہ کر دیا	یارب اسیطرح سے ہو چرخ کہن خراب
گل مین نہ باغبان ہین نہ بلبل کے چہچہے	کیسے پڑے ہوے ہین چمن تیرے چمن خراب

ردیف	تھوڑی جگہ تو مرے کو اسکی گلی مین دو مٹی کرو قلق کی نہ ای جان من خراب	بای فارسی

تمھارا فنی گیسو تھا آگے کالا سانپ	بنایا کس لیے افشان نے کوڑیالا سانپ
خیال زلف مین ہم نے نہ وہ نالے کیے	ہر ایک روزن دیوار سے نکالا سانپ
رقیب چھوتا ہی زلف سیاہ جانانکو	خدا کرے کہین ڈسجائے اسکو کالا سانپ
ہوا ہون خاک کسی لگ کی یاد کاکل مین	کلال تو مری مٹی کا بھی بنا لا سانپ
نہ اسکے کاٹے ہوے جیتے ہین نہ مرتے ہین	تمھارا گیسوے مشکلین بھی ہی نرالا سانپ

[illegible]

درماندونکا ہی کون بجز تُجھکے دستگیر
بھر ردسیہ کی ہی یہ عادقت نازپرس

اپنے ایا ہی جو تکو وہ لینگے بناہ آپ
رکھیگا اپنے لطف و کرم پر نگاہ آپ

اُلفت کا کیا یہی ہی نتیجہ جہان مین
عاشق کو قتل کرتے ہین کیون بیگناہ آپ

دل دیکے بحر فکر مین ہی غوطہ زن عبث
دریائے عشق کی نہین پا ئینگے تھاہ آپ

ردیف تاے فوقانی

عزم سفر تو ملک عدم کا ہی ای قلق
کچھ اپنے ساتھ لے بھی چلے زادِ راہ آپ

دشمنِ جان ہین مرے شوخ پریزاد بہت
تشنۂ خونِ گنہگار ہین جلاد بہت

کہین شیرین سا حسین تو نظر آئے کوئی
اب بھی سر دینے کو موجود ہین فرہاد بہت

بیگناہی نے پس قتل اثر دکھلایا
ذبح کرکے مجھے رویا مرا جلاد بہت

دل جو دینا تو حسینونکو سمجھ کر دینا
عشقبازی کی بُری ہوتی ہی افتاد بہت

ابھی کچھ قدر شباب آپکو ای جان نہین
تھوڑے دن مین یہ دن کیجیے گا یاد بہت

شجر ظلم نہین پھولتے پھلتے دیکھا
جور مجھپر نکرا ہے بانیٔ بیداد بہت

جن مین انسانیت ہی کم ہی معشوق بہت ہین
آدمیت نہین جنمین وہ پریزاد بہت

عشاق کب آرائش دنیا کے ہین پابند
آزاد تعلق ہین گرفتار محبت

مرکر غم گیسو مین ہوا ہمپہ یہ روشن
تاریکی مرقد ہی شب تار محبت

لیتے ائر سیر تو مول کسی لف کا سودا
ہین داغ جگر سکۂ بازار محبت

گل داغ ہین اس باغ کے بلبل ہی تمنا
ہر چاک جگر ہو در گلزار محبت

الحول ہین کس امید پہ جان اپنی لٹاؤن
مشہور رہی بیقدری سرکار محبت

وہ عیسی دوران ابھی غیرونسے ٹھر جائے
جم جائے جو رنگ رخ بیمار محبت

بے پردہ وہ یوسف ہو تو حیران ہون خریدار
رخسار ہون آئینۂ بازار محبت

یہ خاک کا پتلا نہ اگر حوصلہ کرتا
کونین سے اوٹھتا نہ کبھی بار محبت

بیچ کے یہ مول لیا کرتے ہین سودا
ہوتے ہین عجب جنس خریدار محبت

اس یوسف خودکام کی قیمت تو ہو معلوم
بیعانہ نہین دل وینگے خریدار محبت

بکنے کی نہین ای قلق ان سیمبرونسے
یہ طالب زر ہین نہ طلبگار محبت

ہوئے صیاد سے یہ کہکے محبوس کہن رخصت
ہوئے ہم پرندی تو نے کی سیر چمن رخصت

ص

۵۷

اُس شعلہ رو کے دلکو جو اک لولگی رہی
مانند شمع کاٹی ہی رُو کر تمام رات

فرقت مین مجکو نیند نہ آئی تُرے بغیر
لوٹا کیا مین فرش پہ دِن بھر تمام رات

یہ انتظار یار مین تھا حال صبح تک
باہر کبھی تھا مین کبھی اندر تمام رات

اللہ رِی نازکی کہ نہ مُرجھایا ایک پھول
پھولونکا پہنے سوئے جو زیور تمام رات

وہ خفتہ بخت ہون کبھی بات صبح تک
بچپایا اُس قمر کو جگا کر تمام رات

کیون تمنے گرمیان جو شبِ وصل اِی قمر
کیا کیا جلا ہی چرخ ستمگر تمام رات

تم تو تمام روز بسر عیش مین کرو
تڑپا کرے یہ عاشق مضطر تمام رات

سر رکھکے سوگئے تھے کل اِی جان جسپہ تم
تحیہ دھرا رہا وہی دل پر تمام رات

اُن ابرؤنکے دھیان مین سویا نہ صبح تک
تیغین کھنچی رہین مرے سر پر تمام رات

بیدار بخت ہمسے سوا ہی جہان مین کون
سوئے بغل مین یار کو لے کر تمام رات

ابکی تکالیف دل کے سب ارمان اِی قلق
صحبت جو یار سے ہو میسر تمام رات

یہ بولے جو اُن کو کہا مے مروت
مین کیا تمسے بھی ہون سوا بےمروت

ردیف	یہ آرزو ہے قلق گر نصیب ہو شبِ وصل لپٹ کے سوئیے تا صبح ایک ہی کروٹ	تائے مثلثہ

وہ خفتہ بخت ہون سویا جو ساتھ بھی یار
تو شل طالع برگشتہ پھیر لی کروٹ

کہا جو وصل مین سو رہ لپٹ کے پیٹھ پہ پھیر
تو ضد سے بولا کہ ہم سوئینگے اسی کروٹ

مسافران عدم اسطرح عدم کو گئے
کہ پھر کبھی نہ ادھر مڑکے بھی لی کروٹ

لپٹ کے سینے پہ منہ رکھکے سوئے ضد دیکھو
تمام رات نہ مجھکو بدلنے دی کروٹ

سوال وصل پہ کس ناز سے حیا کے حجاب
مری طرف سے خفا ہوکے پھیر لی کروٹ

لپٹ کے سوتے تھے اس گل کیساتھ جس پہلو
لحد مین بھی ہمین چین آئیگا اسی کروٹ

ابھی کمال ہی الھڑ ہے وہ بت کمسن
لپٹ کے سونیکی عادت ہے ایک ہی کروٹ

کر دیا دل نے ہمین مورد الزام عبث
وہ بھلے نہوے ہم ہوے بدنام عبث

خوبرویان جفا کار سے الفت کرکے
بے زبانونکو دیا کرتے ہو دشنام عبث

جسکے ہم سنتے ہین جو جاتے ہو کہتے ہو
بے زبانونکو دیا کرتے ہو دشنام عبث

بندے اللہ کے پامال ہوے جاتے ہین
ای تو فتنہ بپا کرتے ہو ہر گام عبث

دیکھیں گر چشم تصور سے کریں کچھ وہ حجاب
پردۂ دل میں ہا کرتے ہیں مستور عبث

تن بدن سوزش الفت سے پھکا جاتا ہی
کے داغوں پہ دھرا ہم کا فور عبث

ردیف جیم

ای قلق ہو گئے انگشت بنمائے عالم
چاہنے والوں اُنکے ہوئے مشہور عبث

دلکو ہی داغ الفت دلبر کی احتیاج
ہی بادشاہ جسم کو افسر کی احتیاج

ہر دم تلاش گو ہر مضمون ہی طبع کو
ہی نو عروس فکر کو زیور کی احتیاج

دم بھر کو یاد کاوش مژگان کرم کرے
اپنے رگ جنونکو ہی نشتر کی احتیاج

تکیے ہی در پہ خاک نشینوںکو چین ہی
انکو نہیں ہی بالش بستر کی احتیاج

داغ جنون ہی تاج دریا ہی سر پر
حاجت نہ تخت کی ہی نہ افسر کی احتیاج

عاقل ہی تو تو زیست ہی میں [illegible] بست
انسانکو بعد مرگ بھی ہی گھر کی احتیاج

انکو ہان بوسۂ لب شیرین ہی بیزار
اس مور ناتوان کو ہی شکر کی احتیاج

انکو شکست گل ہزاروں اشید م عنادل [illegible]
خط بھیجنے کو ہی جو کبوتر کی احتیاج

یاد گلو و دیدۂ بیگو نسے مست ہین
ہمکو نہین ہی شیشہ و ساغر کی احتیاج

ہم تجھہ بتا ہی مین ہون مبتلائے رنج
آرام غیر سے واسطے مین ہون برائے رنج
کیا زیر خاک جاکے ہم اسکو کرینگے یاد
پہنچا آسمان سے ہمپانی نہ راحت سوائے رنج
ہم دوست ایسے ہین کہ مشہور سب مین ہے
راحت کی سے وفا کی بعد وفا کے رنج
رکھتے ہین جلد مین لہین یہ اسواسطے رنج
پھر ہے کو سے یار مین کیون روز پائے رنج
جنگو ذرا بھی ہو رحم الفت کا ذائقہ
کیسے ہین وہ جفا کی راحت فدائے رنج
سب باقی ہم ہین حسینان روزگار
راحت کبھی سے ہے جنپانی سوائے رنج
مہمان وہ چند روز کا پہ جلتے ہی ساتھ
بیوہ کر زیادہ عیش سے مجبور ہائے رنج
ارباب عیش بھاگ گئے ہین غم دورے
پہنچ وہ آسکے پاس مرے جو اٹھائے رنج
اتنا شفیق بھی شب غم مین کوئی نہیں

[illegible]

بے سبب ہی نہین سرگوشی ارباب فساد
عشق صادق کا مرے فاش ہوا ہے کچھ آج

امتحان کا اُسے پھر شوق ہوا ہے شاید
مجمع ہین درجلاد پہ جانباز کچھ آج

بے نیازی کی بدولت ہون ہمیشہ سے عزیز
کیا یہ معشوق اُٹھاتے ہین مرے ناز کچھ آج

ہر سر حرف ہے ہمسے جو وہ شوخ کم گو
بات بھی کر نہین سکتے ہین سخن ساز کچھ آج

دم رفتار قیامت ہوئی برپا ہر گام
شور سے کم نہین خلخال کی آواز کچھ آج

مرغ دل سے نگہ ناز پھری ہی ہیو جبہ
بیرخی کرتا ہے تیر قدر انداز کچھ آج

ٹالتے ہین مجھے ہر روز یہ کہکر وہ وصل
کل سے افزون ہے طبیعت کی ناساز کچھ آج

جذب الفت ہی یہ کس تیر فگن کا دلکش
اور دل سے ہی سوا طاقت پرواز کچھ آج

میری غیبت پہ اٹھین یار نے جھڑکا شاید
دم بخود دیر سے بیٹھے ہین جو غماز کچھ آج

تھوڑی ذلت ہی نہ جائینگے وہ اب لاکھ بولا مین
کل کچھ اعزاز ہوا ہو نگے سرافراز کچھ آج

چشمکین کرتے ہین اغیار سنبھل بیٹھو قلق
صحبت یار کا بے طور ہی انداز کچھ آج

پیدا ہوا ہون کیا مین اُسکی برائے رنج
راحت کے نام سے نہین واقف سوائے رنج

[illegible]

وہ خفتہ بخت ہین کہ نہ جاگے کبھی نصیب		دیکھا نہ خواب عیش بھی ہمنے سوائے رنج

فرقت مین ایک قاتل بیرحم کی قلق
چو رنگ دل کو کرتی ہے تیغ جفائے رنج

بیمار عشق اور تو سب کر چکا علاج		باقی فقط ہے اک ملک الموت کا علاج
جز وصل یار اور ہے بیفائدہ علاج		دردِ غم فراق طبیبو ہے لا علاج
آئے تھے کرنیکو ترے دیوانیکا علاج		اپنا ہر اک طبیب کو کرنا پڑا علاج
کیا کیجیے معالجہ شرمِ چشم یار		کرتا ہے کون نرگس بیمار کا علاج
بہرِ عیادت آئے تو ہمراہ غیر کے		اپنے مریض عشق کا اچھا کیا علاج
کیونکر کہوں امید شفا تو نہین مجھے		عیسی کرینگے عشق کے آزار کا علاج
اک دن ہماری جان ہی لیکر یہ جائیگا		دردِ جگر ہمارا طبیبو ہے لا علاج
احباب میرے ہوش کی اپنے دوا کرین		ہوگا طبیب سے دلِ بیمار کا علاج
خود سر کمال ہے دل دیوانہ ناصحا		ایسے جنون زدہ کا کرے کوئی کیا علاج
جانبر مریض عشق کو ہوتے نہین سنا		کوئی کریگا کیا مرض الموت کا علاج

نظم عشق ۱۹

[illegible]

آغاز عاشقی مین یہ انجام کا رونا ہے [illegible]

حیرت کا ہی مقام طلسم زمانہ دیکھ
غفلت مین جا رہے ہین کرتے ہین چار سوچ

فکر مآل کار تو کچھ زیست بھر نہ کی
زاد سفر کا اب ہی دم احتضار سوچ

کشتے کی تیرے خاک ہی تو روند شوق سے
کرتا ہی اتنا کسلیے اے شہسوار سوچ

وعدہ کیا تھا ہم سے کسی بات کا کبھی
کچھ جی مین اپنے ہی بت غفلت شعار سوچ

شاید کسی رقیب نے پھر بھر دیے ہین کان
خالی نہین ہی آپکا یہ بار بار سوچ

سے اس گلی کے پیچھے لگے گی نہ قبر سے
مدفن کی جا مری نہ کہین اور یار سوچ

پہلا اسیر زلف جو ہی اسکی قدر کر
اول بہا ہی مشک بہا جی مین یار سوچ

دی جان جسپہ فاتحہ کو بھی نہ آیا وہ
بعد فنا ہی یہ ہین زیر مزار سوچ

دلکو عبث مقابلہ عشق کی ہی فکر
کرتے نہان ہین مرد دم کارزار سوچ

دل بٹ گیا رقیبو نکے کبھی اک کھٹکا نہین خار
اپنے بجائے خود تو کچھ اے گلعذار سوچ

ہو گی کبھی نہ دام سے صیاد کے نجات
اے عندلیب فرقت گل مین ہزار سوچ

کر عرض حال کھیل گئے جان ہی پہ جب
کس بات کا ہی پھر تجھے اے دلفگار سوچ

دل دیتے وقت مجھے نہ افتاد عشق کی
بیجا ہی اب یہ اے فلق دلفگار سوچ

جنون ہوا جب مجھے تیرے صبح عارض کا
صفائے دل تجھے حاصل ہو اسد مہی اغافل
ہماری قدر حسین اس سے کرتے ہین کہ ہمین
وہ آفتاب بدن ہم جو جوہری دیکھے
بہانہ کرکے نہ آیا اندھیری راتون کا
کلیجا سنگ کا بھی آب ہو کے بہ جائے

ہمیشہ چاک گریبان ہا سحر کی طرح
سنان غم سے چھدے جب جگر گہر کیطرح
کمال عشق پہ ہر ناز ذی ہنر کی طرح
ترے پسینو نکے قطرو نکو ہے گہر کیطرح
وہ ماہ پردہ شب مین چھپا سحر کیطرح
اگر اٹھائے وہ صدمے مرے جگر کی طرح

خیال رنگ طلائی کو یار جانی کے
جگہ دی دل مین قلق نے زر کی طرح

چہرہ ترا ہی مہ غیبی جواب صبح
پیش نظر جو وصل مین تھا انقلاب صبح
تار شعاع مہر ہین فرقت مین تار اشک
منزل ہماری غفلت پہ ہی نے کھوٹی کی
آنچل ڈوپٹے کا رخ پر نور پر نہین

مہتاب شب ہین گال جبین آفتاب صبح
پوچھو نہ حال شب کا نہ کچھ اضطراب صبح
گریان ہی مرے حال پہ چشم پر آب صبح
وقت سحر گران ہو مسافر پہ خواب صبح
تار شعاع مہر بنے ہین نقاب صبح

ضعیف ہو کے سمجھتا نہین تعجب ہے
کرم کیا ہے غم عشق نے مرے دلمین

ہم آپ بند کیا کرتے ہین ہزار و نکو
بتو نکا کلمہ پڑھے تو ابھی ہمارے طرح

مین وہ ہون عاشق دیوانہ گر مجھے کی پند
کہین ہمارے طرح یہ بھی پھنس گیا شاید

کرون شباب مین ترک لغت بتان ناصح
مین کسطرح نکرون پاس مہمان ناصح

ہمارے سامنے کھولیگا کیا زبان ناصح
کمال عشق اگر پختہ ہو عیان ناصح

برنگ جیب اڑا دونگا دھجیان ناصح
کچھ آجکل ہے بہت ہمپہ مہربان ناصح

ردیف	قلق نہ حرف نصیحت زبان پہ لائے وہ پھر جو سن لے میری محبت کی داستان ناصح	خای معجمہ

ان شعلہ رخونکا ہے ہر اک عضو بدن شوخ
آنکھین تمہی آفت کی ہین اے غنچہ دہن شوخ

شیشے سے عیان دختر رز کی ہے شرارت
وہ فقرونمین کر دیتے ہین دل لاکھونکے بیچین

ورپکڑی ہین بہت ہاتھ نہین لگتی ہے لیکن
کیونکر نہ یہ بجلی کیطرح ہون ہمہ تن شوخ

کچھ ڈھکے نہین ایسے غزالان ختن شوخ
گھونگھٹ ہی مین ہو جاتی ہے معلوم کہ طفلن شوخ

ان شوخ بیانونکا ہے انداز سخن شوخ
پیری مین جوانونکی طرح سے ہے یہ زن شوخ

نظم عشق ۶۵

تمھارے کوچے مین جاکر یہ اب مچلتے ہین	کبھی ہوے نہین ایسے مرے قدم گستاخ
حجاب وصل کو توڑا ہی جی کڑا کر کے	بہت تو نہین ہوے اُنسے آج ہم گستاخ

لحاظ ہی مین شب وصل ہو گئی آخر
نہونے پائے **قلق** اُس سے کوئی دم گستاخ

ردیف دال مہملہ

ہوئی بلند جو اپنی شرر فشان فریاد	کرے گا صوت اسپند آسمان فریاد
وہ دل جلا ہون اگر پہونچے تا زبان فریاد	جلائے نوک زبان میری شمع سان فریاد
وہ عندلیب چمن آئے جو تا زبان فریاد	فغان کرے ابھی صیاد و باغبان فریاد
اگر یہی رہے بعد فنا بھی جور بتان	کرینگے صوت ناقوس استخوان فریاد
نہ نیند آتی ہے مجکو نہ موت آتی ہے	خیال زلف مین ہے کیا جلائے جان فریاد
تمھارے اس دل بیرحم کو دکھاوینگی	ابھی سُنی نہین عاشق کی مہربان فریاد
تری گلی مین جو عاشق کمان افسر ہے	پیادہ روند کا نالہ ہے پاسبان فریاد
چمن کی سیر مبارک ہو ہمصفیر دلکو	یہان قفس مین ہے ورد زبان فغان فریاد
جلائیو نہ اسے اے فروغ آتش گل	کرینگے مرغ چمن بہر آشیان فریاد

۶۶

جو آشیانے اُٹھین شعلے آتش گُل کے		مرا نہال تمنا ہو بارور صیاد

قلق نصیب ہو کیا سیر باغ بے کھٹکے
عدوئے جان ہی ادھر باغبان اُدھر صیاد

دیکھکر رُخسار تاباں کو جو شرماتا ہی چاند
اے مہ بُرج شرف بدلی مین چھپ جاتا ہی چاند

جستجو مین تیری چکر اسقدر کھاتا ہی چاند
آسمان پر شعلۂ جوالہ بنجاتا ہی چاند

تیرے تلوے سے جو کمتر آبکو پاتا ہی چاند
دو ہی ہفتے مین وفور غم سے گھٹ جاتا ہی چاند

دیکھکر تیری سپر کے چاند کا قاتل فروغ
کر کے شب تاب گھکر غم سے بنجاتا ہی چاند

نام کیا رکھین کسی پر اپنی اپنی ہی پسند
ہمکو وہ رُخسار تابان کبک کو بھاتا ہی چاند

جب اُلٹتا ہی وہ برق حسن چہرے سے نقاب
تاب نظارہ کہاں ہی جو چھپا جاتا ہی چاند

دیکھکر جسکو خرام ناز اُس خورشید کا
چاندنی کے پردے مین آپ ہی چھپا جاتا ہی چاند

جستجوے شرط کیا لم لکھنو ہی مصر سے
آگ نہ اک مثل مہ کنعان نظر آتا ہی چاند

روشنی بدر عارض دیکھکر اُس ماہ کی
کبک کے مانند از خود وجد مین آتا ہی چاند

ہجر کی شب یاد عارض دلکو تڑپاتی ہی جب
تیری تصویر اپنے آئینے مین دکھلاتا ہی چاند

[illegible]

محیط عالم فانی مین فائدہ منعم
شب فراق یہ ڈر تھا جلے نہ خرمن ماہ

سر غرور رہا گر حباب وار بلند
ہوے جو نالہ سوزان کے پھر شرار بلند

سر غرور ہوے سرکشون کے پت قلق
جو رزم مین ہوئی حیدر کی ذوالفقار بلند

اسیر کرکے تو لازم نہین جفا صیاد
پھنسے نہین کسی نا آشنا کے پھندے مین
رسا ہے تا مین نصیب اُسکے باغ عالم مین
دیا ہو دام نے زلفون کے مرغ دلکو مرے
نہین ہی رنج اسیری تو کچھ مجھے لیکن
نہ دلسے کر تا مین قطع امید آزادی
دکھایا سیر چمن نے جو اُسکو آئینہ
ہنر دکھایا شکار افگنی کا اپنی خوب
کسی کا موسم گل مین نہ آشیانہ اُجاڑ

قفس چمن سے نہ کرنا مرا جدا صیاد
ہزار شکر کہ ہی صورت آشنا صیاد
ہوا جو صید ترے دام زلف کا صیاد
فریب دانہ خال عذار کا صیاد
یہ خوف ہی کہ ہو کم سن بہت مرا صیاد
اسیر کرکے اگر پر نہ کاٹتا صیاد
خود اپنے دام محبت مین پھنس گیا صیاد
کہ ہم کو زندہ گرفتار کر لیا صیاد
خدا سے ڈر نہین گھر بار کیا ترا صیاد

۶۷

[illegible]

غم کھاتے کھاتے جان گئی پی ای قلق [illegible]

بن بن کے ہمارے جان ہماری بہت ای ہمالذیذ

[illegible]

بازار کی مٹھائی بھی ہوتی ہی کیا لذیذ

لکھی خط نے عیب ذقن کو لگایا عیب

سخت جانی مری بل اسکا نکالیگی ضرور		مجھسے کیا کرتی ہو قاتل تری تلوار گھمنڈ
عشق گل پہ ہو تجھے ناز بہار آنے دے		دیکھ لینگے ترا اے بلبل گلزار گھمنڈ
خط نکلنے پہ یہ ہاتی ہو صفا دیکھتے ہیں		اور دو دن ہو یہ آئینہ رخسار گھمنڈ
بیٹھو نہین کیا مری یہ چھاتی پہ ہے اسکو گرز		مجھسے کرتا ہو ترا سایۂ دیوار گھمنڈ
اہو بتو کبر و تکبر ہو خدا کو زیبا		کب ہو تم خاک کے پتلو تمکو سزاوار گھمنڈ
زور و زر کچھ نہین پھر ہوگا وہ تیر اسکو نکر		تجکو کس بات پہ ہو اے دل نادار گھمنڈ
کان رکھکر کبھی واعظ کی نہین سنتے ہین		تیری رحمت پہ یہ کرتے ہین گنہگار گھمنڈ

ذال معجمہ	اے قلق اپنی اطاعت پہ نہین کبھی ہو غرور حسن پر اپنے جو کرتے ہین طرحدار گھمنڈ	ردیف

شہد و شکر نہین کبھی اے سے سوا لذیذ		معجون بوسۂ لب شیرین ہو کیا لذیذ
داغ ابتدائے عشق کا کیونکر نہو عزیز		ہوتا بہت ہو پہلے پہل پھل نیا لذیذ
پوچھے زبان زخم جگر سے مزہ کوئی		قاتل ہو کیا ہی پھل تری تلوار کا لذیذ
چوسی زبان یار جو مین نے شب وصال		شیرین کے لب سے تو زیادہ پائی سوا لذیذ

[illegible]

ردیف راے مہملہ

دردِ دل کو قلق آرام ہوا دیتے ہی
نامہ لایا نہین قاصد کوئی لایا تعوید

لائے خدا ہی اُس بت ظالم کو راہ پر
چھائی ہوئی ہے بے اثری گریۂ و آہ پر

جائیگی جان سُرمہ چشم سیاہ پر
رکھتی ہے باڑھ یا لہنے تیغ نگاہ پر

ہے زاہدونکو زہد و عبادت کی حشمت
میری نظر ہے اُس کے کرم کی نگاہ پر

کچھ اسکا اعتبار نہین بیوفا ہے یہ
نازان نہو جیو زن دُنیا کی چاہ پر

ہنگام دید سامنے اُس رشک ماہ کے
یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر

پھر پیروی پر اُس کی قدم مارنے لگے
طاؤس و کبک آئے ہین کچھ کچھ تو راہ پر

خواہان نقد ہوش ہین وہ وقت عرض حال
جرمانہ اُلٹے ہوتا ہے یان دادخواہ پر

کب دھوپ مین ہے غنچۂ رنگین کی خیمہ آرائی
سُورج مکھی لگی ہوئی ہے رُخ ماہ پر

صید افگنی مین ایک ہے تو دور چشم ہے
صدقے ہے مرغ دل ترے تیر نگاہ پر

دیکھا جو پھر کے یار نے آنکھین جھپک گئین
بجلی کا شک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر

اس تیر کو خطا کبھی کرتے سُنا نہین
عاشق اثر ہے وار رسیدہ کی آہ پر

۶۹ نظم عشق

دعوت سگ حبیب کی ہم ضعف کیا کرون — باقی نہین ہی پوست تلک استخوان پر

فرقت کا غم ملامت ناصح ملال غیر — سو طرح کے عذاب ہین اس ایک جان پر

دنیا مین اور خانہ امید کون ہی — جاؤن یہ در مین چھوڑکے کس آستان پر

پائے ثبات کو مرے اللہ دے قرار — مین سر بکف ہون طبع صنم امتحان پر

نقش قدم حضور کا جسپر ہی جلوہ گر — اس سرزمین کا اب ہی دماغ آسمان پر

دیتی ہم صبح شام شفق آج شاہدی — ثابت ہی بیگناہون کا خون آسمان پر

بازار حسن مین جو وفا کی تلاش کی — دیکھی نہ ایسی جنس کسی کی دکان پر

آجائے دم بھی ہونٹھون پہ گر آئی شیشہ وصل — لاؤن کبھی نہ حرف تمنا زبان پر

دانتون نے اسکے دیتا ہی جان اپنی مرغ دل — گرتا ہی مثل سگ یہ ہما استخوان پر

حسن بیان دلیل شرافت جہان مین ہی — موقوف ہی بشر کی لیاقت زبان پر

لذت جتائے یار سے ہانی ہو اقتدار — آتی ہی شکر بن کے شکایت زبان پر

دلکو کمال داغ محبت عزیز ہی — شفقت ہی میزبان کی بس میہمان پر

قدرت خدا کی دیکھیے انسان اور غرور — اک مشت خاک کا ہو دماغ آسمان پر

دل مین تو ہو گر نہین آتا زبان پر [illegible]

ان واعظون کی ضد سے ہم ابکی بہار مین [illegible] پیر مغان کی دکان پر

نامرد اپنی بات کا کرتے نہین ہین پاس — اور دلیر رستے ہین سب آن بان پر

[illegible]

مخمس فلق

[illegible]

خمون

۱۷ عشق

جنون برسائے پتھر آسمان نے مزرعۂ جان پر
جفائے پیر سبقت لیگئی بیداد طفلان پر

لگایا عطر جب ہمنے لب رنگین جانان پر
تو گویا تیل چھڑکا آتش لعل بدخشان پر

نہین یہ معجزہ موقوف کچھ موسی عمران پر
پیالے ہین ید بیضا کف پر نور مستان پر

کبھی چلتی نہین باد بہاری اپنے گلشن مین
وہ بلبل ہون کہ وارفتہ ہون گلہائے حرمان پر

ریاض کوے جانان بلبل شیراز گر دیکھے
صفت اس نوبستان کی لکھے اوراق گلستان پر

کیا قتل اُسنے مجکو مین فدے کی قاتل کی آرائش
جمایا خون کا لاکھا لب شمشیر بران پر

پس دیوار تڑپوگے کہانتک شوق کہتا ہی
کمند آہ سے چڑھ جاؤ بام قصر جانان پر

تصور بندھ گیا وحشتین کسکے روے روشن کا
کہ عالم وادی ایمن کا ہی اپنے بیابان پر

ہمیشہ سبز رہتا ہی گلستان جود و بخشش کا
کبھی باد خزان چلتے نہ دیکھی باغ احسان پر

ہوا جامے سے باہر کسقدر شوق شہادت ہی
پڑی جسدم نظر قاتل تری شمشیر عریان پر

یہ کس مہر سپہر حسن نے رکھے قدم اپنے
گمان مہر ہی ہر ذرۂ خاک شہیدان پر

تمہارا مسکرانا جانتا ہون جان کھوئیگا
گریگی ایکدن برق تبسم خرمن جان پر

ہمین بس آجکل سلطان اقلیم شہادت مین
ہی اپنے نام کا سکہ زر گنج شہیدان پر

مخمس ۷۲

محل اڑاتے وقت وہ ہمکو اڑاتے ہین — ڈر ہی پڑے نہ پیچ رگِ جان کی ڈور پر

ای ضعف گوشہ گیر رہن مین ہر اک طرح — آتی نہین بلا کوئی روزن مین مور پر

تکل جو لکھکے ڈھاتے ہین اُن پاتے ہین جواب — یان بدلے تار کے خبر آتی ہی ڈور پر

رفتار ناز دیکھ کے اُس رشک ماہ کی — چھائی ہی مثل آئینہ حیرت چکور پر

لب پر ہی اُس ملیح کے کیتے ہجوم خط — میلا لگا ہی ساحل دریاے شور پر

اُس گل کے وصل کی جو مراد آئے ای قلق
چادر چڑھاؤن پھولون کی بلبل کی گور پر

بعد فنا ہی سوز دل اُس نور شور پر — جل جاتی ہی جو آگتی ہی گھانس اپنی گور پر

رکھے گلون نے کان نہ بلبل کے شور پر — دیکھا نہ مہربان قمر کو چکور پر

دی جان اک ملیح کے آغاز عشق مین — ڈوبا جہاز ساحلِ دریاے شور پر

اک بوسے کا جتاؤ نہ احسان کسطرح — لات آج تمنے ماری ہی حاتم کی گور پر

روشن ہو نام نیت ظاہر ہی سب عبث — جلتا نہین چراغ بھی حاتم کی گور پر

ای چرخ پیر اپنی نہ قوت دکھا ہمین — کیا اعتبار عہد ضعیفی کے زور پر

۷۳ نظم عشق

بار ڈر کھوتے ہین سفاک جو تلوارون پر — کیا چڑھائی ہی محبت کے گنہگارون پر

جوش پھر لالہ و گل کا ہوا کہسارون پر — آنکھ پھر آبلون کی پڑنے لگی خارون پر

ابر مینا ہی گھرا دور مَی گلگون ہی — کرم پیر خرابات ہی میخوارون پر

آدمی کرتا ہی کیون نہ رہے محبت اتنی — نقش حب سکے کی جا ہوتا ہی دینارون پر

دیکھکر ابر مسی کو ترے سمجھین وہ گھٹا — رقص طاؤس کرین باغکی دیوارون پر

خرمن ماہ پر اک روز گرے گی بجلی — گر یہی نور رہیگا ترے رخسارون پر

چوک مین جب کہ مری یوسف کی سواری نکلی — چڑھ گئے لاکھون بشر کوٹھون پہ دیوارون پر

کہہ دستِ حنائی کے کاندھے تھین مغنا ہو سوار — چڑھے پھرتے ہین جو لوگ آج ہوادارون پر

آپ کو مدِ نظر ہو اگر آرائش قصر — میری آنکھونکی سفیدی پھیرئے دیوارون پر

ابروے یار کا سر پیچ کئے سودا کون — کسکا قبضہ ہوا ان برہنہ تلوارون پر

نہ نیارے سے وہ اب جھانکتے بھی ادھر کرتے نہین — ناز ہر وقت کیا کرتے تھے جن یارون پر

جلوہ گر ہوتا ہی وہ مہر شب ماہ مین جب — چاندنی دھوپ نظر آتی ہی دیوارون پر

آنکھ لڑتے ہی لگے میٹھے لڑانے اک جان — نقد دل کے ہو طلبگار تھین کہ وارون پر

قسمت ہو آگے وصل میسر ہوا نہو
ایذائین صبح ہجر کی کینے بھی ہم نہ مانے
باہر ہوا مین جامے سے اپنے شب وصال
اُس ماہ رو کی دید کا اللہ رے اشتیاق
شکو خجل تھی اُسکی سفیدی سے چاندنی
فرقت کی رات ورو کے دریا بہا دیے

آئے تو منتوں سے وہ بارے پلنگ پر
وہ شام ہی سے آج سِدھارے پلنگ پر
کپڑے جو اُسنے اپنے اُتارے پلنگ پر
گردوں سے ٹوٹے پڑتے ہین تارے پلنگ پر
چادر کسی تھی ایسی ہمارے پلنگ پر
تکیے سب نے نہنگ ہمارے پلنگ پر

پٹی کے نیچے بیٹھا رہا رات بھر قلق
رکھا قدم نہ خوف کے مارے پلنگ پر

دم وصل اُس پری رخ ادا کے آئینہ دل پر
قضا بولی پڑی جب آنکھ اُسکی اپنے بسمل پر
نگاہ ناز رکتی ہی نہ عامل پر نہ کامل پر
خدا شرم اُسکی رکھے صیدہ گاہ دہقانی مین
شب وصل اُسکا نور حسن ترئین بخش ایسا ہے

تباہی مین جہاز آیا ہمارا آکے ساحل پر
وہ شاہین نگاہ ناز جھپٹا طائرِ دل پر
کوئی صیقل کبھی چلتے نہ دیکھی تیغ قاتل پر
قدم مارا ہی مُرغِ دلنے بھی رفتار بسمل پر
رستارہ نکلی ہی افشان لف و شمع محفل پر

جان اپنی دی جو اک بت شعلہ عذار پر
پروانون نے چڑھائی چراغی مزار پر

کیا منھ ہی عندلیب کا مجھسے کرے جو بحث
مین ایک اس چمن مین ہون بھاری ہزار پر

شمع وفا پہ جو ہے پروانہ عمر بھر
گھی کے چراغ جلتے ہین اُسکے مزار پر

کیونکر نہ انمین پھوٹ رہے ای جنون مدام
پروانے سارے آبلے ہین شمع خار پر

شان اُسکی دیکھو بس دل شیدا پر اب نہین
مجبور کر دیا ہمین اس اختیار پر

دلکی کشش سے ہوتے ہین یہ سیم بر مطیع
مفلس پہ منحصر ہی نہ کچھ مالدار پر

منظور ہی کہ کیجیے در پردہ دیدیار
نار نظر چڑھاے ہیے اُسکے ستار پر

یون ہی ہجوم غم دل شیدا پہ ہجر مین
جسطرح دوڑ آتی ہی تقصیر وار پر

شبنم کے قطرے دیکھکے لالے پہ سمجھے ہم
پھاہے چڑھے ہین اُسکے دل داغدار پر

وہ ناتوان ہون بعد فنا پاے مور کی
زیر زمین بھی پہونچی دھمک جسم زار پر

ڈالی نہین ہی اُس دل وحشی پہ اُسنے آنکھ
چھوڑا ہی شاہباز ہرن کے شکار پر

محو مژہ وہ پھر دل حق گو کو کرتے ہین
منصور کو دوبارہ چڑھاتے ہین دار پر

اک طور پر قلق نہین رہتا مزاج یار
دو پہر مین مہربان تو غصہ ہی چار پر

۷۶

بیٹریان زلف کی دیوانو نکا پہنا دیجے
بال مرسٹ کے جو رکھولے ہین جانان سرپر

بال نچتے ہین مرے تار گریبان نہ سمجھ
دشت وحشت کہین ہوتا ہی گریبان سرپر

تمنے غیر ونکو دیے مصحف رخ کے بوسے
جھوٹ بولوگے تو رکھدونگا مین قرآن سرپر

چاند سورج توہین پر چاہیے تارے ای ماہ
بدلے ماتھے کے چھڑک لیجیے افشان سرپر

سر قدم پہ ہے اُس رشک پری کے اپنا
نہین درکار جنون چتر سلیمان سرپر

سوت آئے کہین ای گلش نہین آئے نہ مین
جو بلا آنی ہو آئے شب ہجران سرپر

پنجو نکے بل نہ چلو خوب نہین ہی یہ چلن
ٹیڑھی ٹوپی نہ رکھو ای مہ تابان سرپر

تیرا شیدا ہی جو مجنون اداے رنگین
داغ جاے گل دستار ہو جانان سرپر

بجلی چمکا دے اب ای نالہ وحشت تو بھی
بارش سنگ ہی اور شورش طفلان سرپر

سچ ہی قول و قسم پہ نہ کسی کو بھی دے
جتنے جھوٹے ہین لیے پھرتے ہین قرآن سرپر

ہین ہمین دنیا مین شہ کشور ترک دنیا
عوض چتر ہو ظل شہ مردان سرپر

اب تلک گرم بغل کہنے کی کچھ فکر نہ کی
اور آ پہونچی قلق فصل زمستان سرپر

ای جنون مجھکو یقین ہو گیا آئی بہار
کچھ تراوت سی گل داغ جگر مین دیکھکر

وصل کی شب طالع خوابیدہ جاگ اُٹھے مگر
سو گیا وہ ماہ جب صبح گجر مین دیکھکر

غنچۂ گل ناف کو باندھین مشاعر کس طرح
شاخ گل کی سی لچک تیری کمر مین دیکھکر

جی مین کھٹکا دیوار پھاندہ کر نکہت گلکی ہوس
بدگمان کیا کیا ہوا قفل اُسکے در مین دیکھکر

تھا جو شوق قتل سمجھا عید قربان کا ہلال
چاند اُس خورشید عالم کی سپر مین دیکھکر

ہمتو کیا ہر بے ہنر کو صبر آیا ای قلق
بھیک کا کاسہ کف اہل ہنر مین دیکھ کر

ہٹ گئے جب اُسکے آگے طائرِ دل چھوڑ کر
آپڑا بازِ نگاہِ یار کُندے جوڑ کر

سخت جانی نے کیا یہ مرتے دم اچھا سلوک
تیغ قاتل بیٹھتا ہے چلی مُنھ موڑ کر

کہدو آئے اب تصور اُس بُت بیباک کا
پردہ آنکھون نے کیا مژگان کی چلمن چھوڑ کر

پیاس الٹی ہے قاتل اور اک قطرۂ آبِ تیغ کا
مانگتا ہے خود دہانِ زخم تن مُنھ پھوڑ کر

جسکو اُس صیاد نے تاکا نہ کی ہرگز خطا
ناوکِ مژگان کو ابرو کی کمانین جوڑ کر

ہو گیا غیرون سے آخر بزم خوبان مین بگاڑ
لیگئے تشریف تمتو ایک شوشا چھوڑ کر

ہمصحبتی غیر کی کیا ہی یہی جگہ
بعدِ فنا تو ہمکو نہ زیرِ مزار چھیڑ

وہ دل جلا ہون بعد فنا بھی جلوہ گاہ مین
پروانوںسے کریگی جو شمع مزار چھیڑ

ابرِ سیاہ چھایا ہی ساقی شراب دے
بارش نے تار باندھا ہی مطرب ستار چھیڑ

شاید کسی رقیب کا پھر جوڑ پڑ گیا
کرتا ہی بات بات مین پھر وہ نگار چھیڑ

پہلو مین میرے بیٹھ کے ذکرِ وفائے غیر
مجھسے نئی یہ تونے نکالی ہی یار چھیڑ

ممکن نہین جو عشقِ گل تر سے باز آئے
گلشن مین عندلیب کو گلچین ہزار چھیڑ

جی خوش ہو آدمی کا تو ہی دل لگی کا لطف
ہم اپنے غم مین ہین ہمین اے نگار چھیڑ

دکھلا کے نقش پا اُسے ہو کا گاو نکا دے
بلبل کو چل کے باغ مین اے گلعذار چھیڑ

آزردہ ہو نجائے کہین پہلی شب ہی آج
اُس بدمزاج کو نہ **قلق** بار بار چھیڑ

ہو دل اپنی جنس دل لگا نہ بحرِ ارے بگاڑ
سودا اپنا ہوا نہ خریدار سے بگاڑ

امید وار رہتے تھے قابوئے وقت کے
غیر و کی بن پڑی جو ہوا یار سے بگاڑ

ویسے بھی اپنے ہمسے صفائی نہ تھی وہی
جیسے ہوا اُس آئینہ رخسار سے بگاڑ

گو صاف اُنھین کیا یہ کدورت نہین گئی
میری طرف سے دل مین ہین وہ بدگمان ہنوز

مرکر بھی عشق زلف کا چھوٹا نہ سلسلہ
ہوتے ہین حرف شانہ مرے استخوان ہنوز

گلشن مین مجھ اسیر قفس کے ہین یادگار
باقی جو کچھ ہین خار و خس آشیان ہنوز

چکھا ہی جب سے اُس لبِ شیرین کا ذائقہ
ہونٹھو نپہ پھیرتے ہین ہم اپنی زبان ہنوز

پیوند خاک ہوا ہون مین نالہ کش
اک شور رہی زمین سے تا آسمان ہنوز

یہ نیلگون لباس ہے لیتا نہین کبھی
کس غمزدے کے سوگ مین ہی آسمان ہنوز

اُسکی گلی مین قبر شہیدان ناز کے
باقی برائے نام ہین کچھ کچھ نشان ہنوز

گو بند کر چکا ہون مین سو بار انھین مگر
آمادہ بحث پہ ہین مرے ہمزبان ہنوز

تیغ نگاہ ناز سے قصہ تمام کر
قاتل تڑپ رہے ہین ترے نیمجان ہنوز

باغ جہان مین ہمسا نہین خانمان خراب
پائی جگہ کہین نہ پہ آشیان ہنوز

ہون رشید دست شاہ جنون مثل پیشکش
مجنون کی روح بھیجتی ہی ارمغان ہنوز

سو بار انقلاب زمانہ ہوا مگر
نامہربان مرا نہوا مہربان ہنوز

بلبل سے مجھسے نالون کی جب سے ہوئی ہی بحث
گلچین ہی چپ سکوت مین ہی باغبان ہنوز

وہ عاشق جانباز ہون گہجان پہ کھیلون
پھندے سے تری زلف کے دل نکلے تو کیونکر

یا نون پہ گرے یار کی شمشیر کا انداز
ہی مفسدہ پرداز ادا فتنہ گر انداز

ہر رنگ کی صحبت مین قلق بیٹھے ہین سب روز
بدلا نہ طبیعت کا مگر عمر بھر انداز

کی یہ اطاعت دلِ دیوانہ چند روز
ہمنے بتو تمکو دلمین جگہ دی تو کیا ہوا
سُن ابھی دو دانہ کر دے آتی ہی بہار
پھر داستان لیلی و مجنون کبھی نہ بھائے
منہ لگ گئی تھی دختر رز کتنی ساقیا
ہم بزم ہمکو یار سے رہنے نہ دیگا چرخ
بے یار زندگی مری کم موت سے نہ تھی
جلسے پری جمال کے رہتے تھے رات دن
ہالہ ہی تا صفائی گل روے یار غیر

سمجھا کیا یگانہ تجھکو بیگانہ چند روز
کعبہ بھی تو رہا ہی صنمخانہ چند روز
رہنے دو مجھکو اور بھی دیوانہ چند روز
سُنیے اگر ہمارا بھی افسانہ چند روز
چھوٹا نہ میرے ہاتھ سے پیمانہ چند روز
مہمان ہی یہ رونق کاشانہ چند روز
بدتر رہا لحد سے بھی کاشانہ چند روز
اپنا بھی گھر رہا ہی پریخانہ چند روز
ہی کہکشان شمع ماہ کا پروانہ چند روز

کیا اڑا لائی صبا تیرے بدن کی بو باس
کہ لباس گل میں ہے دلھن کی بو باس

بوسہ لے لیتے ہیں ہم بادہ کشی کے بدلے
مست کر دیتی ہے ساقی کے دہن کی بو باس

بے پیے مست ہوے جاتے ہیں ہم بادہ پرست
ساقیا دختر رز میں ہے دلھن کی بو باس

صحبت گیسوئے مشکین کا تری ہے یہ اثر
نافہ خال میں ہے مشک ختن کی بو باس

پھولوں کی سیج میں خوشبو یہ کہاں تھی توبہ
بچ گئی اے گل تر تیرے بدن کی بو باس

منھ پہ منھ رکھ کے ترے مر گئے یوسف کی طرح
جان دی سونگھتے ہی سیب ذقن کی بو باس

اے نسیم نفس سرد دکھلا دے ان کو
ہر کلی میں ہے مرے غنچہ دہن کی بو باس

گلشن کوے صنم میں تو کبھی لا صیاد
بلبلو تکتے ہے دماغوں میں چمن کی بو باس

ہمکنار ایسے ہیں اس گل کے جو ہوں شاید ہم
آئے آغوش لحد سے بھی دلھن کی بو باس

عرق جسم سے کیا تحفہ چمن سینچے ہیں
رخت گل میں ہے ترے جامہ تن کی بو باس

کم لحد سے نہیں گلزار مجھے فرقت میں
گل نسرین میں ہے کافور کفن کی بو باس

کس گل تر کا تصور ہے کہ اے بلبل زار
بس گئی دل میں عروسان چمن کی بو باس

ہے قلق الفت گیسو کو چھپاتے ہو عبث
کبھی چھپنے کی نہیں مشک ختن کی بو باس

سوتی ہو بزم کا فردوسیند رے ترے — زاہد حرم میں ہیں برہمن اداس

خوش ہو حسیں بیگناہ سے ہوتا نہیں کوئی — ہے مجکو قتل کرکے مرا تیغ زن اداس

شاید مرے نصیب میں وصل صنم نہیں — سوچہ کب ہوا ہے رخ برہمن اداس

سوتی ہر سیج پہولونکی برہم ہر انجمن — کمرا پڑا ہے بے ترے ای گلبدن اداس

صیاد بعد اپنے وہ رونق نہ پھر رہی — سنسان ہر جو کنج قفس تو چمن اداس

کیا کوئی دل لگا کے کہے شعر ای قلق
ناقدری سخن سے ہیں اہل سخن اداس

لیکئے یوں مجھے منانی بیداد کے پاس — ایسے لیجائیں گنہگار کو جلاد کے پاس

حسرت قتل کا ہمسے نہ تقاضا اٹھا — خود ہی سر بھیجدیا کاٹ کے جلاد کے پاس

دام الفت کی اسیری کا یہ تھا شوق مجھے — گھر کرائے کو لیا خانۂ صیاد کے پاس

وقت اظہار غم وصد نہ دوری قاصد — رحم دل کوئی نہ تھا اس ستم ایجاد کے پاس

قصد دیوانہ خشم کے بخوبی کھوٹے — مژدہ بار سا نشتر جو ہو فصاد کے پاس

کیسی تصویر کبھی ہاتھ سے اٹھا نہ قلم — جا کے بیٹھے آئی کئی روز وہ بہزاد کے پاس

یون تو ہین آنکھون مین بدا رحسن مین
آن بت دونہ کی جستجو ہی نہ زنّار کی تلاش

ہی اپنے جنس دل کے خریدار کی تلاش
آن بت پنہ پہنے ہین ای شیخ برہمن

فرقت مین ڈھونڈتے ہین دل گم شدہ قلق
پہلو مین اپنے کرتے ہین غمخوار کی تلاش

مخمس ۸۳

مثل فلک ہی منزلت دوشان میفروش
ہی آفتاب شمسۂ ایوان میفروش

جمشید اسے کہین تو ہی شایان میفروش
جام جہان نما ہی کہ دکان میفروش

ظاہر اگر ہو رتبۂ عرفان میفروش
واعظ ہون منبر ہی نیہ ثناخوان میفروش

رنگین گلا ہو نسے ہی دکان میفروش
پھولا پھلا ہے یہ گلستان میفروش

اپنا خمار ہجر نہ ہے لب سے لب ملا
بنت عنب تجھے قسم جان میفروش

واعظ ہی امین صاحب کیفیت ایک ایک
کیا پوچھتا ہی حال مریدان میفروش

ہی وہ ور چشم مست پڑ ہین لوگ خط جام
ہر مدرسے مین چاہیئے دکان میفروش

کیا نا سکے آگے عقل فلاطون خم نشین
وہ بھی تھا ایک طفل دبستان میفروش

صحبت نصیب ہو تو وہ کیفیتین اٹھا مین
قاضی و محتسب ہون ثناخوان میفروش

کوئی مرے کوئی جیے پروا اسے نہین
ہم مبتلاے رنج ہین کرتا ہی یار عیش

ساقی کا لطف دیکھکے کہتے ہین جلکے غیر
کرتا ہی آجکل **قلق** بادہ خوار عیش

ردیف صاد مهمله

لیتا نہ میر اُس ستم ایجاد سے قصاص
بلبل کا کون لیتا ہی صیاد سے قصاص

شیرین کو چاہیے تھا یہ تیشے سے پوچھتی
کس جرم کا لیا سرِ فرہاد سے قصاص

کرتا ہی سرو جو قد سے تمھارے برابری
لیتا ہی ارہ اسلیے شمشاد سے قصاص

برسون ملال دیتا ہی دم بھر کی عیش کا
لیتا ہی آسمان دلِ ناشاد سے قصاص

لب پر دہانِ زخمِ جگر کے یہ شور ہی
کوئی نہ لے مرا کبھی جلاد سے قصاص

فصلِ بہار آتے ہی پہنائین بیڑیان
لیتا ہی کیا جنون مجھے حداد سے قصاص

اے گل جو سیر چمن اٹھو تو کے پھینکدے
لے فاختہ کے خون کا شمشاد سے قصاص

انصاف کو نہ ہاتھ سے دے باغبان اگر
لے خون عندلیب کا صیاد سے قصاص

بیٹے جفا کے کرتا ہون مہر و وفا **قلق**
کیا لون مین اپنے بانی بیداد سے قصاص

ردیف ضاد معجمه

کیا جانئین کون روگ ہی عشق بلا جان	سایہ ہی کوئی یا کہ جھپیٹا ہے یا مرض
عیسی کے پاس بھی کوئی اسکی دوا نہین	کہتے ہین جسکو عشق وہ ہے موت کا مرض
وعدہ وصال کا نہ کوئی سچ کیا کبھی	تمکو بھی جھوٹ بولنے کا ہو گیا مرض
آئینہ رو جہان کوئی دیکھا بھسل پڑا	آئے ہمارے دل کو تو ایسا نہ تھا مرض
بقراط کیا مسیح بھی دیکھین تو دین جواب	تیرے مریض عشق کا ہی لا دوا مرض
دانتو پہ شیفتہ تھے ہوئے اب فدا ہے لب	تھا روگ ایک تو یہ ہوا دوسرا مرض
آرام درد عشق سے دل کو کمال ہے	صحت سے بھی عزیز مجھے ہے سوا مرض
واقف ہین ہم نتیجۂ آزار عشق سے	بے گور کے جھنڈ کا ئے تو یہ جا چکا مرض
الفت کے عارضے کی دوا ہی اجل کے پاس	جاتے ہوئے کبھی نہین ایسا سنا مرض
کیا کیا ترستی ترس کے نکلتی ہی جان زار	اس عشق کا ہی سب کے نمونے سوا مرض

دل کو ہمارے الفت عارض ہے عارضی
کیا اے قلق رہا ہے کسی کا سدا مرض

اے قمر خط سے رہیگا نہ جمال عارض	مثل خورشید ہے اک روز زوال عارض

کس کے گیسو کی کبھی گاہ خیال عارض
جیسے روشن ہو کوئی وادی ایمن مین چراغ
یون درخشندہ ہے اُس برق کا خال عارض

ردیف الضاد

اس قدر عاشق تیرا خورشید اسے ہوا ہے رو پوش
خواب مین بھی نہین آتا ہے خیال عارض

ہو مقابل تو تری گرمی بازار ہو سرد
ہے یہ خورشید درخشان سے سوال عارض

بوسے لینے مین جو کاٹا تو نشان دانتون کا
بن گیا حسن نزاکت سے ہلال عارض

سبزۂ رخ یہ ہے پروانہ شعاع خورشید
ماہ کی آنکھ کا تارا ہے وہ خال عارض

چشم یار آئینۂ رخ مین ہے کب عکس فگن
کہتے ہین اہل نظر اس کو غزال عارض

غیرت تار شعاعی ہے ترا سبزۂ خط
رو کش شمع تجلی ہے جمال عارض

جوہر آئینہ سے دیجے اسے کیا تشبیہ
سبزۂ خط ہے ترا گرد ملال عارض

فلک حسن و لطافت یہ زحل تابان ہے
یا سویداے دل حور ہے خال عارض

مثل آئینہ ہے وہ چاند سا چہرہ شفاف
پرتو ابروے پر خم ہے ہلال عارض

مہر و مہ پر نہین موقوف کچھ اُلٹے جو نقاب
شمع طور آج ہے مشتاق جمال عارض

خانۂ دل مین لگا دیتے ہین ہم آئینہ
فکر تزئین مین جو کرتے ہین خیال عارض

چاہیے جا ہے خط سبز پہ قربان کرے
نقد دل عاشق رخ کا تو ہے مال عارض

خط کی آمد مین تو باقی نہ رہی وہ رونق
اے قلق دیکھیے کیسا ہو مآل عارض

لب و دندان ترے یاد آتے ہین صاف	جو کرتے ہین ہم شیر و شکر ربط
ضرر ہو پہنچے مقرر اک نہ اک دن	کرے نا جنس سے انسان اگر ربط
دماغ اتنا کہان ہے بے جو احسان	نہ صندل سے کریگا درد سر ربط
بہت موزون ہے تیری بیت ابرو	بہم رکھتے ہین یہ مصراع تر ربط
جلاوے گی جگر کو آہِ سوزان	کرے گا پینے سے کیونکر شرر ربط

ردیف	قلق کا اُن سے تھا جو رنگِ صحبت گل و بلبل مین کب ہے اس قدر ربط	طائے معجمہ

ہم تو اگر نہووے یان کبھی دم بمحظوظ	لوگ اس غمکدہ مین ہوتے ہین کیونکر محظوظ
جیسے زندان سے رہا ہو کے ہوئے یوسف شاد	روح یون قید بدن سے ہوئی چھٹکر محظوظ
صبح عیش اپنی شب غم ہمین دکھلائیگی	رنج کے بعد ہوا کرتے ہین اکثر محظوظ
شادی قتل سے ہی دلمین ہر اک شادی مرگ	تیرے جانباز ہین کتنے تہ خنجر محظوظ
آتش عشق سے ہے دل سوزان کو ہاے چین	آگ مین رہنے سے ہوتا ہے سمندر محظوظ
دل مرا نفس کُشی کر کے ہوا یون شاباش	قتل دارا سے ہوا جیسے سکندر محظوظ

ہے ہجر کی قسمت مین ہی [illegible] شادی وصل محظوظ
غمزدہ ہوتے ہین ایسا [illegible] نہ ہم غم سے محظوظ
[illegible] ہم انسان کو [illegible] ہیں عجب ہوتا ہے
[illegible] دنیا مین [illegible] محظوظ

[illegible]

نرگس کے ہے فقط بے [illegible] آنکھ کا لحاظ
کیا وصف [illegible] چشم یار کرون [illegible] سامنے
شیر مغان کی روح کا کرنا پڑا لحاظ
ساقی کی برہمی کی کہان تاب [illegible]
ناز و ادا و غمزہ و [illegible] سب لحاظ
تنہا مین اور لئے وہان [illegible] رقیب
وہ ابتدا مین کرتے تھے ابتدا لحاظ
[illegible] اجتناب بھی کرتے ہین
[illegible] آنکھ مین بھی نہین [illegible] ذرا لحاظ

عاقل ہے تو نصیحت پکڑ
جتنا ہے اسی پہ قناعت کر ای قلق بجز طمع
جسطرح کیمیا کی ہوس ہے ... بجز طمع
ہوتی دولت وصال کی ... اجل کی ہوس بجز طمع
جاتی نہین حریص کی بھی عمر بھر طمع
ہوتی ہی کی طرح آس پاس بھی ہوتا نہین ہے
انسان کو خوار کرتی ہے ... سگ نفس
ہم گز ... ہین آدمی سے سوا جانور طمع
جتنا نہین ہو ہوتی ہے ... نعم بخش

حرمت بڑی ہی اُس کی نکر ہجو اسقدر			لازم ہے دُخت رز کا تجھے وعظ کا لحاظ
نکلی نہ خم سے بزم جوانان مست مین			پیر مغان کا بنت عنب نے کیا لحاظ
پھر مجھے اسطرح کی نہ کیجے گا دل لگی			خبر اس گھڑی تو آپ کا مین کر گیا لحاظ
بیخود شراب شوق نے شب کو یہ کر دیا			اُن کو رہا حجاب نہ مجکو رہا لحاظ
قربان اس حجاب کے اس شرم کے نثار			اتنا نہ عاشقوں سے کرا ہی نہ تھا لحاظ
ردیف	محجوب ہی مزاج قلق اپنا اس قدر کرتے ہین اپنے خرد کا بھی ہم بڑا لحاظ		عین مہملہ
دل کو نہین ہی اور اب ای سیمبر طمع			ہی تیرے نقد وصل کی آٹھون پہر طمع
دزات بڑھتی جاتی ہی دولت کے ساتھ حرص			اللہ آدمی کو بھی ہے اس قدر طمع
ہو گا بغیر ذلت و خواری نہ کچھ حصول			تقدیر سے سوا جو کرے گا بشر طمع
چھاتی کے نیچے رکھتی ہی گنجینہ ملے زر			او آسمان زمین کو بھی ہی کسقدر طمع
مستغنی المزاج ہون ایسا کہ اہل زر			رکھتے ہین مجھ فقیر کی مانند زر طمع
شوق جواب نامہ مین حاضر ہی نقد دل			لے لے اگر تجھے ہو کچھ ای نامہ بر طمع

دل سوز کس قدر ہے اگر ہاتھ آئے شمع
پروانہ اسنے دل کے کنول مین بٹھائے شمع
سوز جگر بہار ا اگر دیکھ پائے شمع
پھر بے سوز غم کے نہ آنسو بہائے شمع
ہو بزم دل مین جلوہ فروز ا تیرا خیال
ہو کس چراغ داغ جگر سے جلائے شمع
اس شعلہ رو کا عاشق دلگیر پوچھو حال

سکر دلگی کی زبان سے سنو ماجرائے شمع
آرائش نقاب ہے ... شمع
پروانون سے ... شمع
یہ قدر حسن عشق مین پایا ... شمع
اتنا فروغ بزم ... شمع

قاتل تو شمع ... شمع
گلگشت ... شمع
دل ... شمع
... شمع

[illegible]

یون ارہی علم ہوئی باوصف عذر لنگ
محسوس آجتک نہوے نقش پائے شمع

جلنے سے سوز عشق مین پروانیکے حصول
اس سے تو کاش اتنی اودھر کو لگائے شمع

اس شعلہ رو کی دیکھے جو عاشق سے گرمیان
پروانونکو نہ اپنے کبھی یون جلائے شمع

مین جل رہا ہون اک رخ روشن کی ہا مین
مجھ دل جلے کے سامنے کوئی نہ لائے شمع

جل جلکے ایک رات مین طے کی عدم کی راہ
سیکھی فراق یار مین رفتار پائے شمع

اک شاخ گل کے بزم مین بھرتا ہون آہ گرم
باد سموم چلتی ہی گل ہو نجائے شمع

اس درجہ ہی مہیب جو آئے تو خوف سے
ظلمتکدے سے میرے وہین بھاگ جائے شمع

شعلہ کیطرح عاشق آتش زبان ہون مین
میرے جو منہ چڑھے تو بہت منہ کی کھائے شمع

پروانونسے یہ کرتی ہی ہر بار گرمیان
محفل مین یار کے نہ کوئی گل کھلائے شمع

ایسا فروغ آتش حسن صنم کا ہی
چاہے تو اپنے شعلہ رخ سے جلائے شمع

کرتی وہ سوز غمسے قلق کیا برابری
عاشق کی طرح سے دل روشن تو لائے شمع

ہاتھ سے اپنے اگر روشن کرے وہ حور شمع
روشنی پیدا کرے مثل چراغ طور شمع

[illegible]

جو دیکھے تجکو تو ایسا ہو شرمسار چراغ
چھپے پرون مین پتنگون کے بار بار چراغ

گر اپنے داغ محبت سے دل مرا روشن
خدا کے گھر مین جلاتے ہین ای نگار چراغ

حضور زلف صنم سوز داغ دل ہے کیا
جلے نہ سامنے کالے کے زینہار چراغ

وہ دل بجھا ہون کہ روشن کبھی نہو اگر
جلائین گر سر تربت ہزار بار چراغ

سموم آہ نے گل کر دیا اسے بھی ہائے
شب فراق مین تھا اک جو غمگسار چراغ

ہجوم داغ تہ عشق زلف مین یون شاق
ہو جیسے گر میکی رات مین ناگوار چراغ

تمھاری زلف کا سودا ہوا ہی گل ایسا اسے
حریر شعلہ کو کر ڈالے تار تار چراغ

یقین ہی آئے چپکا چوندھ اسے بھی مہر کی طرح
جو بے نقاب تجھے دیکھے ای نگار چراغ

بہار بھی مری نظرون مین ہی خزان شب ہجر
چھٹے جو پھول مین سمجھا ہی اشکبار چراغ

فروغ شمع خوبی نہ کیونکر اسکا ہو
دیار حسن دل افروز کا ہی یار چراغ

نشان دولت الفت ہی داغ سر میرا
جلاتے ہین سر بام اپنے مالدار چراغ

شب فراق بھر و نہین جو آہ گرم کوئی
ہوا مین اڑتے پھرین صورت شرار چراغ

وہ نور حسن ہی تیرا کہ مثل پروانہ
فدا ہو شمع ترے چہرے پر نثار چراغ

شعلے کے اضطراب سے روشن تھا بزم پر
کرتا ہی پیش شمع رُخ یار گر میان
لالہ اُگا چمن مین تو مجکو یقین ہوا
اُنہونسے داغ دلکو ہوتا تھا کچھ فروغ
انگشت شعلہ بہر شہادت بلند کی
فانوس تک سے پڑنے گیے تجکو دیکھکر
اُس مہر وش کے پرتو نور عذار سے
سمجھا مین نور خال فرق اُسکا دیکھکر
بھڑکا یہ شعلہ حسن سراپاے یار کا
نالہ شرر فشان وہ کیا اُسکو سمجھے لوگ
بھلسایا تھوڑا ہجر کی شب یون لُجھلا ٹے
اُس شمع رو کا گرم نظارہ ہوا جو مین
نور سے کو آفتاب سے تھوڑے ٹھہری

تیغ فروغ حُسن سے بسمل ہوا چراغ
پروانونکو جلانیکے قابل ہوا چراغ
روشن سر مزار عنادل ہوا چراغ
روشن ہوا مین گھر کا بہ مشکل ہوا چراغ
شب اُسکے نور حسن کا قائل ہوا چراغ
دیوانہ ایسا ہی مہ کامل ہوا چراغ
چندے مین رو وکش مہ کامل ہوا چراغ
روشن کوئی سرچشمہ بابُل ہوا چراغ
ہر رونگٹا فتیلہ ہر اک تل ہوا چراغ
روشن میان کوچۂ قاتل ہوا چراغ
یان بھی جلانیکے لیئے نازل ہوا چراغ
جلکر حسد سے بیچ مین حائل ہوا چراغ
اُسکے مقابلے کے بھی قابل ہوا چراغ

آب تپش ہوا نہ فراموش ابھی اُسے	خورشید حشر اپنا اگر دیکھ پائے داغ
اُنمین کہان یہ سوز یہ ٹیس اور یہ تپک	لالہ نہ میرے داغون سے اپنے ملائے داغ
زاہد کو ہو جو صحبتِ رندانہ کی ہوس	توبہ کا اپنی دامن دل سے چھُڑائے داغ
دم بھر یہان بسر نہوئی اپنی عیش سے	دست جفائے چرخ سے داغون پہ کھائے داغ
سینے کو میرے تختۂ لالہ بنا دیا	اُکی بہار مین تو نیا رنگ لائے داغ
شورش ہے اُسکی ہتی ہو سینے مین دل لگی	رحمت رسان دل نہین کوئی سوائے داغ
بھڑکا رہا ہو آتش فرقت کو سینے مین	ڈر ہو کہین نہ آگ کوئی اور لگائے داغ
ہو جلوہ گر خیال رُخ آتشین اگر	مشعل ہمارے خانۂ دلمین دکھائے داغ

ردیف	دل میرا اور بلبل و لالہ کا ہی قلق پیدا ہوا ہو باغ جہان مین برائے داغ	ف

یہ مانگتا ہون دعا ہات اُٹھا کے سوئے نجف	مرا غبار اگر ہو خاک کوئے نجف
چلا ہون لیکے مین دنیا سے آرزوئے نجف	رہیگی مجکو جنان مین بھی جستجوئے نجف
نگین دلمین تصور ہو زلف حیدر کا	ہمارا در نجف ہو گیا ہو موئے نجف

بیٹھا ہی کب سے منتظر ... نگاہ مہر ... کی طرف [illegible]

[illegible]

۹۳

یکایک اُٹھے تپ غم کی کسطرح ایذا
خیال خط نہین آتا ہو دلمین بھولے سے بھی
ہنوز عارض دلبر ہی گرد خط سے پاک
وہ ایک رات تو مجھسے الگ نہ سویگا
چڑھے گا جستہ یہ جن جان لیکے اُتریگا
وہ مست خمکب ہی بلبل چمن مین شورنگر
وہ ناتوان ہون مرے دم سے لاغری ہی زیست

کبھی ہوے ہین فصلی بخار سے واقف
خضر ہو نہین میرے دیار سے واقف
یہ آئنہ نہین اتباک غبار سے واقف
ہوا جو لذت بوس و کنار سے واقف
نہین ہی نشۂ الفت اُتار سے واقف
نہین تو ناز کی خوے یار سے واقف
اجل نہین ہی مرے جسم زار سے واقف

ہم ابتدا ہی سے دل کا کہا نہ کرتے قلق
جو ہوتے عشق کے انجام کار سے واقف

بولے گا کون عاشق نادار کی طرف
جن آنکھ سے لیا تھا دل اب وہ پھری ہی آنکھ
دربان کبھی جو روکے وہ نازک مزاج ہین
ہاں مجھے ہو بوسونکا کرلو ابھی حساب

سارا زمانہ آج تو ہی یار کی طرف
حیرت سے دیکھتا ہون رُخ یار کی طرف
منھ کرکے سوئین ہم نہ دیار کی طرف
فاضل ہی کچھ ہمارا ہی ... کار کی طرف

جلا کا جنون ... سے گلزار کی طرف
برباد کر نہ خاک ... کی طرف
... دلدار کی طرف
... طرفداری ... قلق

[illegible]

... معشوق

مصر مین ایک ہی سفت تھے مہانگی گہو
کچھ نئی ہمچہ نہین کرتا ہو بیداد وہ شوخ
یون تو محبوب جفا کیش بہت ہین لیکن
عشق بازی پہ مری طعن نہ کر اے واعظ
زہر و تریاق کی ہو آنکھ مین جسکی تاثیر

لکھنؤ شہرہ ہی حسین ہین گھر گھر معشوق
ستم و جور کے سب ہوتے ہین خوگر معشوق
کوئی مرضی کے موافق ہو ستمگر معشوق
میرے اللہ کا ہو میرا پیمبر معشوق
ابتک ایسا نہ چڑھا کوئی نظر پہ معشوق

اک پریزاد کو تسخیر کیا ہو جب سے
اپنے مشتاق قلق رہتے ہین اکثر معشوق

دلمین ہی اُنکے غم حال تباہ عاشق
دی ہی اللہ نے جن شوخ نگاہو نکو کچھ آنکھ
دل معشوق تو کیا تم ابھی نا واقف ہو
قدردان جتنے ہین خوش چشم یہ حال اُنکا ہی
اُنکو آنا ہی عیادت کو دم نزع تو آ مین
دور مین روز تصور کی لگی رہتی ہی

بو تخش کعبہ بنا بخت سیاہ عاشق
تاڑ لیتے ہین وہ لاکھون مین نگاہ عاشق
عرش اعظم کو ہلا دیتی ہی آہ عاشق
دیکھتے رہتے ہین ہر وقت نگاہ عاشق
کھو ئی کیون وقت سفر کرتے ہین راہ عاشق
حال معشوق کا ہی پیش نگاہ عاشق

دل ہی مجھ مست کا دیوانۂ چشم ساقی — اس خرابات مین ہی جام پہ مینا عاشق

یاد کاکل مین شب ہجر سحر ہو کیونکر — تیرہ روزی پہ مری ہی شب یلدا عاشق

جام سان جو رہا کرتی ہی مستی مین مدام — جام ساقی پہ ہی کیا نشۂ صہبا عاشق

حال موسیٰ کا نہین آنکھ سے دیکھا شاید — کسکے دیدار کا کرتے ہین تقاضا عاشق

جان پا جاتا ہی دوبا تو نہین ہی دل مردہ — اس تکلم پہ ہی اعجاز مسیحا عاشق

تیری بازار محبت کا نرالا ہی چلن — مول ہان لیتے ہین بیچ کے سودا عاشق

ہمسے مفلس کے لگے ہاتھ تو دکھلائین مزا — مالدارونپہ عبث ہی زن دنیا عاشق

طوطی گلشن اعجاز ہی تیرا خط لب — ہو تو کیا دیکھین تو ہون خضر و مسیحا عاشق

وہ مسے غیر سے تم اور حسین سے نہ ملو — جور معشوق کا لیتے نہین بدلا عاشق

چلے ہین والونپہ نیرنگ جہان ناز کرے — ہین نہ معشوق کسیکا نہ کسی کا عاشق

دل تو پروانۂ شمع رخ دلبر ہی مرا — سوز حسرت ہی مرے داغ جگر کا عاشق

فکر ملبوس ہو کیا آپکے عریانون کو — کبھی ہوتے نہین آلودۂ دنیا عاشق

ہمنے تو سیکڑون کو دلسے فقط پیار کیا — کوئی معشوق گر اپنا نہ پایا عاشق

ابتک نہ میرے ملنے کی پروا اُسے ہکو ئی
آتا ہو سنگ لیتے ہوے مجکو نام شوق

رہتی ہو صید نو کی اُسے فکر ہر گھڑی
صیاد مرغ دل ہو گرفتار دام شوق

رکھتا ہو راہ عشق مین ای کبک گر قدم
بسمل سے پہلے سیکھ لے طرز خرام شوق

وحشت جنون مین جاتے ہی دی یہ صدا
دیوانگان عشق کو پہونچے سلام شوق

پڑھتا ہو وہ ہاتھون مین کلمہ ہر اک حسین
مانند معجزہ ہو ہمارا کلام شوق

دیتا نہ جان اپنی چشمان یار پر
ہوتی جو اختیار مین میرے لگام شوق

باقی ہو عشق رفتہ کا پیری مین بھی نشان
داغ دل و جگر ہین **فلق** نقش گام شوق

دیکھے جو اُسکے شمع گلو مین ضیاے طوق
پروانے کی طرح ہو مُنہ نو فداے طوق

وحشت ہوئی ہو دیکھکے اُسکی اداے طوق
حداد ساتھ بیڑیونکے کیون نہ لائے طوق

جنبش کرون جگہ سے تو زنجیر کھڑکھڑائے
نالہ کرون جنون مین تو گردن دبائے طوق

لاغر جنون نیچہ زگس مین ہون بکمال
درکار اُس پریکا ہی چھلا برائے طوق

طفلی مین ای پری ترا دیوانہ ہون مجھے
زیور کوئی پسند نہین ہو سوائے طوق

آخر اے چرخ تجھے ہونا ہے پامال زوال
دیکھیں رکھتا ہے بلند اپنی تو گردن کب تک

لاشہ اٹھ جائیگا تو روح رہیگی باقی
کیا بتاؤں ترے کوچہ میں ہے مسکن کب تک

تیرے ذرے سے عیان ہوتی ہے گلشن کی مثال
جذب دل لائیگا اسکو سر مدفن کب تک

صحبت بلبل و گل کے ہے عبث تو درپے
باغبان سبز رہیگا ترا گلشن کب تک

آخر اس شعلہ مزاجی کی بھی کچھ حد ہے حضور
رہیگا غیر کے بھڑکانیسے بدظن کب تک

لیا نسے لیجیے سر تن سے جدا کیجیے مرا
خم رہے تیغ کے مانند یہ گردن کب تک

ہر سخن مین ہے کنایہ تو ہر اک بات مین رمز
سبزہ آغاز ہے صاحب لڑکپن کب تک

سبز کر کشت تمنا مری اے ابر وصال
آتش ہجر جلائے مرا خرمن کب تک

اک نظر دیر مین یا کعبہ مین دکھلادے جمال
بحث کرتے رہین یہ شیخ و برہمن کب تک

قطعہ

اسد اللہ مدد کے لیے کافی ہین
حیلے روبہ کیطرح ڈھونڈھینگے دشمن کب تک

اس خاکسار کو یہ ہوئی ہے پسند خاک
ہوتی نہین زمین سے ہرگز بلند خاک

برباد اس ہوا مین ہے روز چند خاک
روندے کبھی تو آکے تمہارا سمند خاک

نمبر ۹۷ مثمن

آخر غبار خاطر گردون دون ہوئی
زینت جو تھی زمین سے بسر کی بلند خاک
[illegible] عشق [illegible] پڑی ہے اور داغ ہین
[illegible] جو مری [illegible] خاک
[illegible]

جو موج ہوا کی کمند خاک
مجنون زار اگر [illegible] بلند خاک
[illegible] ہوتی [illegible] اے خاک
[illegible] عشق [illegible] بلند خاک

اک عمر سے [illegible] زردی رنگ [illegible] بلند خاک
ہوتی ہے عاشقون کی یہ اکثر بلند خاک
ہم خاک بھی ہوئے [illegible] سمند خاک
پہونچی نہ تا بر امن زین سمند خاک

[illegible]

دامن تلک اُسکے پہونچی ہی اُڑکر پسِ فنا
کس درجہ ہی **قلق** مری اقبالمند خاک

بارِ الم کے ہون متحمل کہان تلک
بوجھ بقدر اُٹھائیے اُٹھے جہان تلک

یوسف کا میرے مول ٹھیگا کہان تلک
بندے کو بھی عزیز نہین نقدِ جان تلک

اُس خوش نگہ کی گردش چشم سیاہ نے
پیسے برنگ سُرمہ مرے استخوان تلک

لاغر وہ ہون جو سایۂ بال ہما پڑے
سارے بدن کی چور ہوئین ہڈیان تلک

کہنا کہ محو خال نے افیون کھائی ہی
لاؤ اُسی بہانے سے اسکو یہان تلک

مانند شمع سوز نہان کا ہی ایک حال
داغ جگر سے لیکے ہماری زبان تلک

کیونکر ہمارے جانکی اب کوئی نکلے راہ
اغیار سے گھٹے ہوئے ہین پاسبان تلک

بدرنگ ہین غنچے ہی ہمسے کیا ہین شاد
محو دعائے خیر ہی پیر مغان تلک

آنسو تجھے نہ بلبل نالان کے ایک دن
آئی نہ برق خندۂ گل آشیان تلک

ایسی گریز سب کو ہی مجھسے ترے طرح
آتی نہین قضا بھی ترے نیمجان تلک

جو رنگ کرچکے جگر و دل تو میری جان
تیغ ادا کے ناز اُٹھاؤن کہان تلک

[illegible]

نظم عشق ۹۹

قدرت ایسی وہی ہے حق نے آپکو گر چاہیے
کیجیے ارض و سما زیر و زبر یا غوث پاک

صورت روباہ بھاگے سامنے سے شیر نر
ہو سگ در آپکا گر حملہ ور یا غوث پاک

مائل پرواز اگر ہو آپکا باز جلال
نسر طائر کے بھی کانپین بال و پر یا غوث پاک

جن و انسان کیا میان مجلس وعظ حضور
کون تھا جسکا نہوتا تھا گذر یا غوث پاک

یہ توکل تھا سوائے فقر و فاقہ آپ نے
عمر بھر دیکھا نہ سیم و مال و زر یا غوث پاک

فاسق و فاجر تھا کیسا ہی ہوا کامل ولی
پڑ گئی جسپر توجہ کی نظر یا غوث پاک

جن و انسان و ملائک سے بھی یہ ممکن نہین
جو ریاضت آپنے کی عمر بھر یا غوث پاک

اولیا مین آپسا حاجت روا پاتا نہین
آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہون جسقدر یا غوث پاک

بعد ائمہ کے خدا نے اپنے بندونکے لیے
ختم کی حاجت روائی آپ پر یا غوث پاک

آپکے خوان کرم سے کیا ملک کیا جن و انس
کون تھا ہوتا نہ تھا جو بہرہ ور یا غوث پاک

فیض اسے کہتے ہین تھا جسنے وہ آپکا
آرزو بر آئی اُسکی جلد تر یا غوث پاک

غیر ممکن ہے وہ بھٹکے منزل مقصد کی راہ
جس کسی کا ایسا ہو راہبر یا غوث پاک

جو شرف اندوز درگاہ معلیٰ ہوتے ہین
ہو نہ غبطہ کیونکر اُنکے بخت پر یا غوث پاک

[illegible]

ہیں تمھارے بلبل و گل منھ چڑھینگے کیا	دو نو کو کر چکا ہو نہین قائل الگ الگ
مکر و نفاق عشق سے مدت تلک رہا	مین دلسے اور مجھسے مرا دل الگ الگ
تا ہو تمیز لذت بادام و شہد مین	بوسونکا چشم و لب کے ہون سائل الگ الگ
کس کسکو دو نہین سخت مصیبت مین جان ہی	رخسار و زلف کے لگتے ہین دل الگ الگ
کیا مہر و ماہ کیا گل و شمشاد آئینہ	سب ہو چکے ہین تیرے مقابل الگ الگ
یکتا تو وہ ہی مومن و کافر یہود و گبر	وحدت کے تیرے سب ہین یہ قائل الگ الگ
پائے نگاہ اہل نظر کے ترے ہین تل	رخسار ناز مین یہ نہین تل الگ الگ
آگے تو ساتھ رہتے تھے ہم ہالہ سان پہ اب	رہتا ہی ہمسے وہ کامل الگ الگ
انداز و ناز و غمزہ و شوخی و کجروی	ہین ایک ہمسے دم کے یہ قاتل الگ الگ

قبضے پہ ہاتھ رکھکے **قلق** نے ملائی آنکھ
کل ہر رقیب سے سر محفل الگ الگ

ہی گل کہانسے لائیگی ایسا بیانکا رنگ	بلبل ہزار اڑالے مری داستانکا رنگ
وہ تیر ہی جو دیکھ لے رنگت بتانکا رنگ	کٹ جائے شرم سے شفق آسمانکا رنگ

[illegible]

لاکھا لبوں نہ پہ دیکھکے مجکو یہ شک ہوا
لاکھی ہو سیر یار کے درج دہاں کا رنگ

ہستی کی ہم عدم میں بہت دھوم سنتے تھے
دیکھا وہاں سے آکے عجب کچھ یہاں کا رنگ

نیل آنکھوں کا ڈھلا ہی تمنائے دید میں
بیسطور کچھ ہی گل سے ترے غنچہ ہاں کا رنگ

صحرا سے عزم کوچۂ قاتل ضرور ہی
اب چند روز دیکھیے جلکر وہاں کا رنگ

وصف دہان عجب انداز سے کیا
محفل میں جم گیا قلق خوش بیاں کا رنگ

ہنتو ہوں دل لیے در زمین پاس اور لوگ
سونگھیں گل عذار کی بو باس اور لوگ

واعظ ہمیں ڈرا نہ وفور گناہ سے
اُسکے کرم سے ہوتے ہیں بے آس اور لوگ

سودائے عشق یاں تو ہر اک سر میں بھرا ہوا
نام جنون سے کرتے ہیں وسواس اور لوگ

آزادگان عشق ہر اک حال میں ہیں شاد
ہونگے اسیر رنج غم و یاس اور لوگ

ہیں سیر بوریائے توکل کے فاقہ مست
ہوتے ہیں مضطرب دم افلاس اور لوگ

یاں ہی فقط ہوس ورد وندانکے دید کی
کھلتے ہیں اُسکے دانتوں پہ الماس اور لوگ

ہنوگ ایک اپنا تمہارا ازل سے ہی
پوچھیں برہمنوں سے تو راس اور لوگ

گلزار مین ہر سمت گھٹا چھا گئی ساقی
غنچے مین گلابی مین بھرا ہی شفق مین پھول

خار اُسنے دیا مجکو تو یون بھول گئے غیر
مجذوم کا جسطرح سے جلتا ہی بدن پھول

آیا پئے گلگشت چمن جب وہ شہ حُسن
بلبل نے تصدق مین لٹائے کئی من پھول

اے گل جو ترے گوہر دندان کا پڑے عکس
بنجائین ابھی موتیے کے در عدن پھول

تو آنکھی جا چاہیے کچھ شغل گلستان
بلبل کے گرین جبکہ جوانان چمن پھول

مہر رُخ انور سے جو اُٹھین گے نقاب آپ
بنجائینگے سورج مکھی اے غنچہ دہن پھول

مجھ مست کو گلشن مین صبوحی ہو جو درکار
خورشید ہو ساقی شفق صبح چمن پھول

جب کرتے ہین سیر چمنستان مضامین
چُن لاتے ہین گلچین کیطرح اہل سُخن پھول

خوش چشمو نکی پڑتی نہین آنکھین گل خیر
سنبر کے عوض چرتے ہین اے گل ترے ہرن پھول

لکھی جو قمے رنگ طلائی کی صفت خوب
سونے کے لٹاؤنگا دم فکر سخن پھول

چڑیا تر ہی الگیا کی بھی بنجاتی ہی بلبل
محرم مین جو رکھتا ہی تو اگر شک چمن پھول

ہوگی نہ کبھی اُس لب رنگین کے مقابل
جس رنگ سے چاہا ہی شفق شام مین پھول

کیوں اتنا چمکتا جو شب زلف مین اے گل
کیا صبح بنا گوش کا تارا ہی کرن پھول

[illegible]

لذتین جن نے یہ پائی ہین کہ سو بار ہون قتل	زندہ کردے جو خدا دو دو بارا قاتل
تیری تلوار کو رومال ہین بھاری وہ لگا	سبکی سے سر اگر تن سے اُتارا قاتل
واجب القتل وہ ہین سر ہین خمیدہ جنکے	تیغ ابرو کا تری ہے یہ اشارا قاتل

جیتے رہنے کی ندامت سے موٗا ہین بہوت
سخت جانی سے **قلق** جب ہی ہارا قاتل

سامنے ابر مژہ کے جو ہین آئے بادل	عرق شرم مین غیرت سے نہائے بادل
ہجر دلدار مین ہر سمت جو چھائے بادل	تو مری آہ کے جھوکون سے اُڑائے بادل
چشم تر سے نہ مری آنکھ ملائے کہدو	آبرو اپنی بڑھا کر نہ گھٹائے بادل
ابر مژدہ سے بھی بدتر نظر آئے مجکو	فرقتِ یار مین گھر گھر کے جو آئے بادل
در گلزار یہ برساتین مستونکی ہین و ک	سیر مہ باغ کی دیوار جو ڈھائے بادل
دون جو تشبیہ تری ابرسی سے اے گل	چمن دہر مین پھولے نہ سمائے بادل
سُرخی پانکی مسی پر نظر آجائے بہار	شفق شام کا عالم بھی دکھائے بادل
ہے وہ برسات کہ دامن سے دل زاہد کے	کیا عجب داغ جو تقوی کا چھڑائے بادل

نمبر ۱۰۳ [illegible]

[illegible]

داغ پر داغ محبت کے سہے اُف بھی نہ کی
میری درمان سے ہی پرہیز جو اُس عیسی کو
پاس گو کچھ نہین جز درہم داغ سودا
سارے دنیا کے بکھیڑو نسے چھڑایا مجکو

ہوگئی شہرۂ آفاق وفاداری دل
موت کے پاس تو ہی چارۂ بیماری دل
سوز اُلفت ہی مگر گرم خریداری دل
لاکھ جانسے ہو ممنون گرفتاری دل

فائدہ ملتا ہی تریاق کا اس سم مین ہمین
راحت جان ہی قلق درد گرفتاری دل

اللہ رے حسن صنعت و قربانئے دل
ہو لطف وصل یار جو رونق فزائے دل
اور ان جفا شعار حسینو نپہ آئے دل
بھائی ازل سے اُنکو یہ دولت سرائے دل
دکھلائے جذب عشق مین کچھ کام آئے دل
شاید ہی کوچ قافلۂ عقل و ہوش کا
کہنے مین پیار کرنے پہ تو غش ہین یہ مگر

وسعت مین بڑھکے عرش سے بھی ہی تنگنائے دل
عشرتکدہ بنے ابھی ماتم سرائے دل
اپنے کیے کی آپ سزا کچھ تو پائے دل
کوئی مکان پسند نہین ہی سوائے دل
اسوقت مین تو آنکھ نہ مجھسے چرائے دل
آتی ہی میرے کانمین بانگ درائے دل
اُنکی گرہ مین اور نہین کچھ سوائے دل

[illegible]

مثل زمین ہو عالمِ بالا کو زلزلہ	پہونچین جو گوشِ عرش تلک نالہائے دل

اشعار میرے کیون نہون پر درد اسقدر
موزون کیے ہین مین نے **قلق** نالہائے دل

نہ کل تک تھے وہ منھ لگانیکے قابِل	ہوے آج باتین بنانے کے قابِل
تری بندگی اور یہ کار مجھسا	یہ سَر اور ترے آستانے کے قابِل
لبِ زخم دلبر یہ ہو شور قاتل	تری تیغ کا پھل ہی کھانے کے قابِل
نکالے صنم پیٹ سے پانون تمنے	ہوے جب کہین آنے جانے کے قابِل
دل بو الہوس لائق داغ اُلفت	یہ درہم نہ تھے اِس خزانے کے قابِل
ان آئینہ رویونکی اُلفت نے ای دل	نہ رکھا ہمین منھ دکھانے کے قابِل
یہان تنگ ہین گھٹکے چلو اس چمن سے	نہین یہ جگہ آشیانے کے قابِل
پتنگے ہین گستاخ ای شمع پیکر	نہین تیری محفل مین آنے کے قابِل
کوئی اُس کے منھ دخلسے یہ کہدے	بر انقد دِل ہی چُرانے کے قابِل
کبھی خون مین میرے بھی ہاتھ تر کر	یہ مہندی ہی تیرے لگانے کے قابِل

[illegible]

بدعہد اگر سمجھتے تو دیتے نہ دل کبھی
دم مین تمھارے آگئے قول و قسم سے ہم

پاتے ہین ذرے ذرے مین اُس مہر کا فروغ
دنی کو بھی نہ دیکھین کبھی چشم کم سے ہم

جادو بیان ہین قہر غضب کے ہین چالیے
اُس شوخ کو گھر اپنے لگا لائے دم سے ہم

اقلیم عاشقی مین سلیمان وقت ہین
تسخیر کرتے پریون کو نقش و طلسم سے ہم

پامالون کا ہے پایۂ اُفتادگی بلند
سیکھے یہ چال یار کے نقش قدم سے ہم

درد و جفا سے ہوتی ہے چشم وفا کمال
راحت بہت اُٹھاتے ہین تیرے ستم سے ہم

بچتا ہے ہین ترک ملاقات یار سے
خوش چھٹکے ایک ن کنبوئے قید غم سے ہم

دلکو ہمارے اُلفت مژگان یار ہے
رکھتے ہین کام خنجر قاتل کے دم سے ہم

جب نکہت دینگے بوسۂ تریاق خال لب
جانبر نہونگے افعی گیسو کے سم سے ہم

کرتے ہین فیض بادہ سے سیر طلسم نشہ
جام اپنا کم سمجھتے نہین جام جم سے ہم

عشق میان یار ہے مارا ہے بے گناہ
نالش کرینگے حاکم ملک عدم سے ہم

روز جزا کا خوف نہین کچھ ہمین قلق
پائینگے خلد اُلفت شاہ اُمم سے ہم

پامرض ہین فتح و نمی کا طلب ہین لازم ہم
عشق لب پخ ہین کرتے ہین یاد خط لکھو یار
فارغ البالی ہوئی سودا ہے گیسو نصیب
جھگڑے سے [illegible] ہوتے ہی لیں دام ہم
لب پہ جو آسے بھی تو یہ کانہ لائین نام ہم
اس خرابات جہان مین ہین وہ مئے آشام ہم
اپنے فسق پہ لیے اک نعمت کا الزام ہم
کہی ہستی مین عدم سے کر چکے کیا کام ہم
پالا اپنا سوچ پینا مہربان انجام ہم
[illegible] الفت مین تجھ کو اب دھیان ہے کام ہم

اب شکایت ہیچ کی بھولا کو نہ ایذا کا گلا
منہ ز الفت کرچکے ہین راحت و آرام ہم
اُلفت ہم سا ہے کس نے زر دیا ہی ایسا نزار
اب تصور مین بھی جل سکتے نہین دو گام ہم
شکل عنقا نام راحت کا جہان معدوم ہی
ہوسکتے ہین اس غمکدے مین خالی [illegible] ہم
یار پاس کے کار قبول کے ہوا ایکن ملال

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ڈر یہی ہے نامہ بر کا سر نہو تن سے جُدا	بھیجکر پچھتائے ہین وصل کا پیغام ہم

جب کوئی نایاب ہاتھ آتا ہی مضمون وہین
ای قلق بیشک سمجھتے ہین اُسے الہام ہم

صاف باتون سے ہو گیا معلوم	ہوتے ہو مطلب آشنا معلوم
کشتۂ تیغ نگہ سے کیجیے گا	چشم و ابرو سے ہو گیا معلوم
ابتدائے محبت دل کی	یہ نہ تھی ہم کو انتہا معلوم
کچھ دہن ہی نہین ہی وہ ناپید	کمر یار بھی ہی نا معلوم
دور تک اُس کے مری رسائی ہو	تجھ سے ای بخت نارسا معلوم
جب کہا رو کے تجھ پہ مرتے ہین	ہنس کے بولا وہ بُت خدا معلوم
مہربان آج کل ہی وہ نئے مہر	اسمین ہوتی ہی کچھ دغا معلوم
تم سخن ساز ہو بڑے ای جان	طرز تقریر سے ہوا معلوم
جب مَے مین ذکر وصل کیا	بولا مطلب نہ کچھ ہوا معلوم
بدگمان وحشتِ در سے واعظ ہو	ہم کو ہوتی ہی پارسا معلوم

[illegible]

قدر اپنی نہ جہاں میں ہوئی باوصف کمال
صفت بوئے گل اس باغ میں برباد ہیں ہم

شکوہ کرتا ہوں تباہی کے تو فرماتے ہیں
خانہ بربادیِ عشاق کی بنیاد ہیں ہم

جان نثار دو تُسے ہی تیغ نگہ یار کا قول
دم میں لاکھوں کو کریں قتل وہ جلاد ہیں ہم

ہم شکایت نہیں کچھ کرتے تمھیں منصف ہو
واجب الرحم ہیں یا قابل بیداد ہیں ہم

ہم سمجھتے ہیں پڑھائی ہوئی باتیں گرد
طفل مکتب ہو تم اے جان ابھی استاد ہیں ہم

گیسوئے یار کے سودے نے کیا خانہ خراب
کیا ہوا خواہی صیاد میں برباد ہیں ہم

آج ہوتی ہے **قلق** قطع امیدِ دیدار
نگران اسلیے سوئے رُخ جلاد ہیں ہم

ردیف نون

کرینگے ہمسے وہ کیونکر نباہ دیکھتے ہیں
ہم اُنکی بھوؤں کی طرف دونوں اور چاہ دیکھتے ہیں

گمان قاصد گم گشتہ ہمکو ہوتا ہے
کبھی جو کوئی کبوتر تباہ دیکھتے ہیں

تمھاری آنکھوں کے کشتے ٹرے مبصر ہیں
یہ خوب اصالت تیغ نگاہ دیکھتے ہیں

مزا اٹھا تو زمانے کی سن نہ واعظ کی
کہیں کریم بھی ہو دل گناہ دیکھتے ہیں

یقین ہوتا ہے برگشتگی قسمت کا
پھری ہوئی جو تمھاری نگاہ دیکھتے ہیں

صفائے حسن جاناں حیرت افزائے زمانہ ہو
اٹھوں تا روز محشر سرخرو کشتوں میں قاتل کے

کریگا باندھکر الٹا دھڑا ہیا دفینہ اسکو
ہے شہرہ قاف سے تا قاف ہم جادیہا نونکا

حرف وہ ہوں کہ اٹھا دوں تعظیم کی خاطر
بیاباں گرد ہوں ہمسایہ تیرہ درد کا ہوگا

وہ ہوں آزاد عشق قید لگا کر باغ میں بستر
دل سودازدہ پہ سیر آنکھ انکی نہیں پڑتی

ہوا ہیں پانچوں نکلے ہے اثر باد بہاری کا

جوانی کیا جلا کر دیتی ہے آئینہ رو دیں
لحد میں چھوٹی مسند ہی اسکی رکھنا میرے پہلو میں

زر گل تو لیگی لیس جو نظروں کی ترازو میں
وہ انسان ہیں جو لاتے ہیں پریزاد دوںکو قابو میں

جب آیا ناوک قاتل جگہ دی میں نے پہلو میں
مرا مرقد بنایا تربت مجنوں کے پہلو میں

قفس قمری کے لٹکائے گئے سرو لب جو میں
زر داغ جنوں تلتا ہے نظروں کی ترازو میں

صدائے خندۂ گل ہے نری جوتی کے گھنگرو میں

مبارک دیر و کعبہ ہوں قلق شیخ و برہمن کو
بچھائیں گے مصلا چل کے ہم محراب ابرو میں

کیا جب ضبط گریہ فرقت ساقی مہر میں
ہوئے ہیں انقلاب عشق سے سب اپنے بیگانے

نکل آئے برنگ شیشۂ مے خشک آنسو میں
مرے قابو میں دل تھا پہلے اب ہے انکے قابو میں

امان چاہیں نہیں پاسے ہین کشتۂ دیدار
تمھاری تیغ نگہ کی کہین پناہ نہین

عبث ہی غفلت طفلانہ چونک اے غافل
یہ مہد دور جہان بہر خوابگاہ نہین

وہ خوش نصیب ہین جو ہین بسلبرنگ حنا
پہونچین وہ پائون ہین اتنی دستگاہ نہین

ہین یوسف دل گم گشتہ کی تلاش مین رونہ
نہ جھانک آیا جسے کوئی ایسا چاہ نہین

وہ ایسا قاتل بیرحم و بے مروت ہی
کہ اسکی تیغ کے قبضے مین بھی پناہ نہین

تمھاری آنکھ سے کب ہووے انکو نصیب
ہرن اگرچہ ہین خوش چشم خوش نگاہ نہین

طریق عشق مین ہو جابجا نشیب و فراز
جو قطع تیز روی سے ہو یہ وہ راہ نہین

فزون حصیر توکل ہو تخت شاہی سے
کلاہ فقر کم از تاج بادشاہ نہین

مرے کریم کی رحمت ہی بیحساب اے شیخ
نہو جو عفو وہ ایسا کوئی گناہ نہین

نہین ہین قابل تکلیف شرع دیوانے
زمین شور سے سلطان بھی باج خواہ نہین

اس آرزو پہ ہوا خاک بھی مگر اب تک
مرے غبار کو دامن سے اسکے راہ نہین

کرونگا عرض دم پرسش عمل اتنی
ترے کرم سے زیادہ مرے گناہ نہین

ضرور چاہیے عاشق پہ شفقت معشوق
گدا نواز نہو جو وہ بادشاہ نہین

قطعہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۱۱

یون شب وصلت ہے ہر شب القدر ملتی نہین | جیسے صبح عید سے کوئی سحر ملتی نہین

سب تو قصر و باغ بنوا مین فلک منصف تو ہو | میرے مردے کو زمین بالشت بھر ملتی نہین

ہمسا عاشق قسمتون سے پا گیا ہو قدر کر | جنس اے کمار مغت اے مفت بر ملتی نہین

خوب دیکھا خوب ڈھونڈھا ہر سوائے لکھنو | کوئی بستی صورت آباد اے نظر ملتی نہین

ہم بھی غیرون سے عوض لے لیتے لیکن کیا کرین | چار دانگو بھی حکومت اسقدر ملتی نہین

دم بدم اٹھتے ہین شعلے دم سے ہجر یار مین | اک نفس آسودگی مثل شرر ملتی نہین

جان عالم ہو مرا سلطان عالم ہو قلق | حسن کی دولت کسیکو اسقدر ملتی نہین

دیکھکر جو بن دم گلگشت چشم مست کا | آنکھ نرگس کی بھی گھڑیون چھپ کر ملتی نہین

شام کو نسبت سواد زلف والا سے نہین | صبح نور روئے اقدس سے سحر ملتی نہین

گو ہنرمندان عالی کی کرون کس منھ سے وصف | مجکو گلی کے لیئے آب گہر ملتی نہین

گو مشابہ چشم اقدس سے ہے کچھ آہو کی آنکھ | پر یہ چتون یہ لگاوٹ کی نظر ملتی نہین

نور گرد رہ کے آگے چاندنی بھی گرد ہے | نقش پا سے بھی فر شکل قمر ملتی نہین

اسقدر رعب عدالت شہ کا ہے نہان تو کیا | شیر کی روباہ سے بھی اب نظر ملتی نہین

اچھا نہین ہی غیر ونکا مجمع مکان مین
مطعون ہو نجاؤ کہین تم جہا نین

پہنے ہماری آنکھونکے گرہین نصیب تھے
جھالر مژہ کی چاہیے تھی سائبا نین

مانند برق کوندتی ہو ابر زلف مین
ای جان صاعقہ ہی کہ بجلی ہی کانین

اس طفل کی جو دھیا نین تھی توتلی زبان
ہنگام نزع ہو گئی لکنت دہا نین

گاتا ہی جب بہار مرا غیرت چمن
کیا منہ سے پھول جھڑتے ہین اک ایک تا نین

قاتل ہمارا جیتے جی ہوتا نہ فیصلہ
پڑتی نہ تیری تیغ اگر درمیان مین

مینخوار دنکے ہجوم سے ہی تنگ مئفروش
شیشونکو بھی جگہ نہین ملتی دکان مین

لکھا جب اپنی آبلہ پائی کا ماجرا
چھالے پڑے ہزار قلم کی زبان مین

مر مر گیا مین ابروی پرخم کو دیکھ کر
کیا تیر کا ہی توڑ تمھاری کمان مین

ایفای وعدہ کرکے ہمین توجلا لیا
ای جان تم جو آئے توجان آئی جان مین

خود بینی آج کل ہی یہ مد نظر انھین
دیکھو کہ آئنہ ہی جڑا خاصدا نین

جلتے ہین میرے شعلہ آوازی رقیب
مانند شمع رکھتا ہون آتش زبان مین

ای جان جان یہ شہپر پرواز حسن ہی
چھالا نہین ہی موتیونکا تیرے کانین

زلزلہ آجائے ہو جائے تہ و بالا زمین
کون تجھسے لڑ سکے ہے شکل کشائے دو جہان
دم سلامت طفل اشک خون کا دنیا مین ہے
چاہتا ہون میری تربت کا نیا ہو رب کا طرز
کہتے مین کیا ہی حسینون ہی مین میرا ذکر حسن

مین اگر آمی آسمان آمادہ فریاد ہون
تیر سے ہاتھ تیغ سے مین طالب امداد ہون
چار مین کہنے کو تو مین صاحب اولاد ہون
کشتۂ انداز خوبان ستم ایجاد ہون
جسکے ہاں جان دیتی ہین وہ آدم زاد ہون

لاکھ یہ کھوٹے کرین مجھسے مگر اپنی اے تسلوع
دم مین آنکھ مین پرکھ لیتا ہون وہ نقاد ہون

سماۓ حسن کے خورشید انور جان عالم ہین
خدا خود ناخدا ہے کشتی اقبال عالی ہے
ہر اک نقش قدم ہے آشیان مرغ سعادت ہے
سو بزم عالم شعلۂ رخ سے ہنو کیونکر
فروغ نام حاتم روبرو ایسونکے ہوتا ہے
ملاحت اک نمک پروردہ سرکار عالی ہے

ضیا بخش رخ ہر ماہ پیکر جان عالم ہین
جہاد و بندگان حق کے لنگر جان عالم ہین
ہماۓ اوج اقبال سکندر جان عالم ہین
کہ شمع محفل ہر ماہ پیکر جان عالم ہین
سپہر بخشش و ہمت کے اختر جان عالم ہین
صباحت مین سمن رو دو سمن بر جان عالم ہین

[illegible] جان عالم ہین
[illegible] قیصر باغ مین
[illegible] قیصر باغ مین
[illegible] قیصر باغ مین
[illegible] قیصر باغ مین

محتسب کے ہاتھ سے تنگ بقدر رہین اہل شوق
آئے ہین نالش کو سب میخوار قیصر باغ مین

پنہان بھی ہو وہ رخِ روشن نقاب مین
رعشہ گر پڑا ہے تنِ آفتاب مین

ہر جوش بحرِ اشک کا چشم پر آب مین
دریا مین ہر حباب کہ دریا حباب مین

کب ہے شباب بجز جہانِ خراب کو
دیکھا ہو ابھری ہے دماغِ حباب مین

معشوق خنجر نگین پہ کیون نکلے اپنی جان
مینا کیون سے لطف ہے ہر حجاب مین

بس عشق سے بچا نہین کونین مین کوئی
انسان تو کیا فرشتے پڑے ہین عذاب مین

بے اذن کوئی گھر مین ہمارے نہ آنے پائے
دربان کو یہ حکم دیا میرے باب مین

دریا پہ بہر غسل گیا جب وہ آفتاب
آنسو بھر آئے دیکھ کے چشم حباب مین

اُسکے رخِ صبح سے دعوی ہمسری
منہ دیکھے صبح آئینہ آفتاب مین

تب قائل کرامت پیر مغان ہو شیخ
قاضی کو حال آئے جو بزم شراب مین

جام جہان نما سے نہین کم یہ نیند بھی
دنیا کی سیر کرتا ہے انسان خواب مین

مجروح ہو کے مست محبت سوا ہوا
تلوار کیا بجھائی تھی قاتل شراب مین

۱۱۵

پرتو فگن ہی آئینے مین یون رخ حبیب | پڑتا ہی عکس ماہ کا جس طرح آب مین

پیری نے ہمسے سب کا عوض لے لیا قلق
جو جو مزے اُٹھائے تھے عہد شباب مین

دل ہی ملول یا در رخ بے نقاب مین | کھاتا ہی لعل خون جگر آفتاب مین
کیونکر نہ غصہ تیز ہو اُنکا شباب مین | ہوتی بہت ہی دھوپ سے تلخی گلاب مین
دل ہی امید وصل سے کس پیچ و تاب مین | گو خضر اسیر ہو گئے دام سراب مین
بجرے پہ جسکا ساز بجائے وہ زہرہ وش | جلسہ ہی جا بجا تر ناس کا قصر حباب مین
لاکھون بناؤ ایک بگڑنے مین اُنکے ہین | ملتا ہی کیا ہی لطف صنم کے عتاب مین
کیا شوق دید نشتر مژگان بیان کرون | مانند نبض ہی رگ جان اضطراب مین
کب ان جلونکی عشق مین ہوتی ہی چشم تر | گریان ہی جبتلک کہ ہی خامی کباب مین
اور نا حین کسی سے ہو عاشقی کا مست | مستی ہی فیل مست کی کیا اس شراب مین
خوش صبح سے ہو کشتہ رنگ صبح کیا | پروانہ شاد ہو نہ شب ماہتاب مین
ہم رند مشرب ہین نہین خوف باز پرس | یکسان ہی اپنا حال خطا و صواب مین

خاک اپنی بعد مردن بھی اُڑ دی طلب مین
رکھّا رواں کی صورت ہر وقت ہی سفر مین

ای دل یہ زلف گیسو ہی پُر خطر نہایت
لٹ جاتے ہین مسافر اکثر اسی سفر مین

بنت العنب کی فرقت دلکو نہین گوارا
بوتل لگی ہوئی ہی آٹھون پہر کمر مین

برباد کر رہا ہی کیون میری خاک ظالم
کیا فائدہ فلک کا ہو گا مرے ضرر مین

سکو ہی پاس مہمان تو دلکو لوٹتی ہی
انکی لٹ یا اندھیرا ہی ترے ہی گھر مین

غیر فرِ نسے اب انکا بھی ہوتے نہین کبھی وہ
آگے تو آہ میری مشہور تھی اثر مین

ای ماہ مصر خوبی آگے تمھارے کچھ بھی
حسن جناب یوسف جچتا نہین نظر مین

وہ برق حسن مسی ملنے مین ہنس رہا ہی
بجلی چمک رہی ہی داماں ابر تر مین

معشوق کی تواضع عاشق کو نفع کر دے
لب خشک ہین صدف کے گو آب ہی گہر مین

وہ آفتاب تابان آیا ہی کس چمک سے
ساقی مجھے صبوحی دے تو بھی جام زر مین

چھوڑ آئے یار پہلی منزل ہی مین ہیچ ہی
سب حال و دستی کا کھل جاتا ہی سفر مین

حال دل قلق کیا ہر بار پوچھتے ہو
جسکی نہین دوا کچھ وہ درد ہی جگر مین

ہین اک غریب بیٹھا اور سات آسمان ہین
کس سرزمین پہ جاؤن [illegible]
آغاز عاشقی ہی کہ [illegible] امتحان ہین
ای [illegible] محبت ہی [illegible]
یاران رفتگان [illegible] تو وہان ہین
اہل عدم سے اتنا ہین پوچھتا جو [illegible]
رونق تھی جن کی بزم کی وہ لوگ اب کہان ہین
محفل ہین دوستون کی [illegible] ڈھونڈھتی ہین
ہم سب جہان ہین راضی وہ خوش ہین جہان ہین
شکوہ نہین جو گھر مین غیرون کے مہمان ہین

[illegible]

سیر کرنے آئے دیکھا ہی جو بازاروں مین
مشورے ہوتے ہین یوسف کے خریداروں مین

چاہتے ہین کہ کوئی غیرت یوسف بنین جائے
کسقدر کھوٹے کھرے بنتے ہین بازاروں مین

دو قدم چلکے جو تو چال دکھاوے اپنی
ٹھوکرین کھاتے پھرین کبک بھی کہساروں مین

خون عشاق سے لازم ہی یہ پرہیز کرین
کہ شمار آپکی آنکھون کا ہی بیماروں مین

شیخ کعبہ ہو دیا برہمن بتخانہ
ایک ہی در کے یہ دونون ہین پرستاروں مین

دیکھیے کتنے خریدار ہین کیا اُٹھتا ہی
جنس دل بیچکے لکھوائی ہی بازاروں مین

فصل گل آئی خزان بھی ہوئے گلزار مگر
طائر دل ہی ہنوز انکے گرفتاروں مین

سیر کیواسطے نکلا جو وہ رشک یوسف
بند ہوتے ہوئے ٹھٹھ لگ گئے بازاروں مین

یہ نیا یار کی سرکار مین دیکھا انصاف
بے گنہ بھی گنے جاتے ہین گنہگاروں مین

ڈھونڈھے سے بھی ملتے تھے نہ ارباب کمال
جن دنون قدر شناسی تھی خریداروں مین

تیغ قاتل کے گلے ملتے ہین خوش ہو ہو کر
عید قربان ہی محبت کے گنہگاروں مین

کسی من سے نہ اُٹھا ہوئی صحبت گل
ہی ضعیفی تن لاغر اپنا ہی اُن خاروں مین

قلق اثبات وہن منھ کے نہ کھلوائے کبھی
ہی بڑی بات اگر بات رہی یاروں مین

آئینہ کائے کوئی مقرر نہین ہو دن | اٹھ نکلے ایک بار کہین سال و ماہ مین
پھینا گلی مین انہے حسینون نے نقد دل | لوٹا ہو رہزنون نے مسافر کو راہ مین
کرتی ہو قتل بانکی ادا اسکی خلق کو | پٹھا لگا ہو تیغ کا تیری کلاہ مین
لٹتے ہی اس سے آنکھ فنا تھے حباب وار | بحر فنا کا گھاٹ ہو تیغ نگاہ مین
دل آ گیا وقن پہ تری یک بیک مرا | گرتا ہو کوئی دیدۂ دانستہ چاہ مین
خوش چشم تو وہ ہو کہ غزالان چین و ہند | آنکھے مرے سماتے نہین ہین نگاہ مین
ہر شور آمد آمد قاتل جو ویرسے | ہنگامہ جان نثار و نکا ہو قتل گاہ مین
کیا تمکو حظ زیست ہو اتنا تو پوچھنا | ہوتی اگر خضر سے ملاقات راہ مین
اے سرو قد گیا ہون پئے سیر باغ جب | لپٹا ہون ہر شجر سے ترے اشتباہ مین
خورشید ماہ کی بھی جھپکتی ہو اکثر آنکھ | ذرونکی وہ چمک ہو تری گرد راہ مین
آتا ہو او شکار فگن گر تجھے تو آ | امیدوار صید ہین نخچیر گاہ مین
سیندور اسکی مانگ مین دیتا ہو یون بہار | جیسے دھنک جھلکتی ہو ابر سیاہ مین
غفلت یہ ہو کسیکو نہین قبر کا خیال | کوئی ہو فکر تاج مین کوئی فکر جاہ مین

اثر یہ ہو نہ جائے کہین خوف ہو کمال | رکھتے ہین طفل اشک کو اس سے نگاہ مین

ہم صاف دل ہین صورت آئینہ اے قلق
سب نیک ہین ایک ہماری نگاہ مین

آزاد نشین عیش ہین گل و سرو چمن مین | شاید چمن آرا کوئی وارد ہو چمن مین
بیہوش ہون اک چشم خمارین کا مین ساقی | مرتے قدح ناف غزالان ختن مین
پوچھا جو نکیرین نے تو شرم عمل سے | منھ ڈال دیا مین نے گریبان کفن مین
خجلت سے ترے آگے سفید ایسا ہوا ہو | اک بوند لہو کی نہین لالے کے بدن مین
صیاد نے کی ایک نئی طرح کی بیداد | لٹکایا قفس لا کے مرا نخل کہن مین
اُلفت نے بہت اُسکی کنوین مجکو جھکائے | جی چاہتا ہو ڈوب مرون چاہ ذقن مین
سنتے ہین سنا ہمسری قد کی وہ دین گے | شمشاد چھنے جائینگے دیوار چمن مین
دیکھا دم گلگشت تو نقاش ازل نے | رنگ اُسکا بھرا پھیر دو گلہاے چمن مین
پہنچائیگا منزل ہو کر ہمی دیکھ کہا مان | کچھ زاد سفر باندھ لے دامان کفن مین
وہی ہو ترے قامت سے کسی نے اُنھین تشبیہ | بیوجہ اکڑتے نہین شمشاد چمن مین

نمبر ۱۱۹

[illegible]

بہار آئی ہی غل زنجیر کا ہر شور نالون کا
نہ دیوانے زندان جنون آباد کرتے ہین
تسے اند و ہین اصطلاح دلکو شاد کرتے ہین
تصور مین انہی کے تسے ہین لبون کی لذت
تخیلی مین ہمت عہد جوانی یاد کرتے ہین
بشر کو قدر نعمت ہوتی ہی بعد زوال اکثر
جنون مین خاطر زنجیر کو آباد کرتے ہین
دیوانے ہو دم قدم سے رونق زندان
پر ازادو کو آدم زاد کرتے ہین
کبھی یہ حیرت ہی

تو ہی منصف ہو عاشق کو کوئی اتنا ستاتا ہی
تجھی سے ہم ترے بیداد کی فریاد کرتے ہین

قلق ایسے ہین ہم فراموش انکی خاطر سے
کبھی بھولے سے بھی ہمکو نہین وہ یاد کرتے ہین

ستم وہ طرفہ کرتے ہین نئی بیداد کرتے ہین
اسیر اور دلکو کرتے ہین ہمین آزاد کرتے ہین
بہار آئی ہی مشق نالہ و فریاد کرتے ہین
مدرس ہی جنون اپنا سبق ہم یاد کرتے ہین
قلق جب دوستان رفتگانکو یاد کرتے ہین
مآل کار اپنا سوچکر فریاد کرتے ہین
بتونکے جور سے نالے جو ہم ناشاد کرتے ہین
خدا سے ساکنان عرش تک فریاد کرتے ہین
وہ ہمکو بیچکر گلشن مین گلچھرے اڑاتے ہین
قفس مین ہم تڑپتے ہین مزے صیاد کرتے ہین
کوئی مجھسا نہو گا کشتۂ ناشاد عالم مین
تاسف نوجوانی کا مری جلاد کرتے ہین
سمجھتے ہین جو دیوانہ مجھے زینت پسند ونکا
تکلف بیٹر یونمین ہر برس حداد کرتے ہین
الٰہی شکر نالون نے اثر اتنا تو دکھلایا
وہ دلکو تھام لیتے ہین جو ہم فریاد کرتے ہین
مرے نالونسے تنگ آئے ہین ایسے میرے ہمسائے
خدا التمین کی جا جا کے سب فریاد کرتے ہین
نہین دیکھا ہی شاید اس سہی قامت کو گلشن مین
یہ دعویٰ اتنی کا اپنی کیا شمشاد کرتے ہین

[illegible]

۱۲۰

دل ناشاد **قلق** کو یہی کبھی شاد رو
اے شہ حسن فقیروں کی دعا لیتے ہیں

روتے روتے ہجر میں بے نور آنکھیں ہوگئیں
رشک فتنہ صورت ناسور آنکھیں ہوگئیں

ضعف سے طاقت گئی بے نور آنکھیں ہوگئیں
دوستو یا بیکار ہیں معذور آنکھیں ہوگئیں

فرقت ساقی میں مژگان دار رسبت تاک ہیں
آنسوؤں نے خوشۂ انگور آنکھیں ہوگئیں

کون نشیلی آنکھ پیوٹے سے لڑ گئی گلشن میں آنکھ
نرگس شہلا کی کیوں مخمور آنکھیں ہوگئیں

نوح کی کشتی قد خم گشتہ میرا بن گیا
اشکوں سے طوفان اٹھا تنور آنکھیں ہوگئیں

نارسا اس وقت میں نالان ہوئے تار نگاہ
دیکھ مطرب کاسۂ طنبور آنکھیں ہوگئیں

دیکھکر میں گر پڑا غش کھا کے موسی کیطرح
میری خاطر اسکی برق طور آنکھیں ہوگئیں

لوٹ لیتے ہیں متاع دل ہر اک انسان کا
اسلیے رہزن تری مشہور آنکھیں ہوگئیں

خانہ ہائے چشم میں یہ سیم بر رہنے لگے
ہم فقیروں کی تو ذی مقدور آنکھیں ہوگئیں

دیکھکر آنکھیں تری پیدا ہوا آزار دید
شکل نرگس میری بھی رنجور آنکھیں ہوگئیں

صورت مژگان بھری ہاتھی ہیں دوست ناز کو
حسن کی دولت سے کیا مغرور آنکھیں ہوگئیں

[illegible]

[illegible]

اُنکے بوسو نہین ہوا ملتا ہو کسلیے جو قلق
لب شیرین نہین مدت ہین شکر پارے ہین

اور بھی پیاری نظر آتی ہین پیارے آنکھین
نشے مین جو ہین لو آج تو پیارے آنکھین

گو کیا کرتے ہین خوش چشمی کا وعدہ آہو
آنکھین کھلجائین جو دیکھین تری پیارے آنکھین

کہکشان مانگ ہو شب زلف ہو ابرو ہو ہلال
رخ جو ہو چاند کا مکھڑا تو ستارے آنکھین

تیرے دانتو کا تصور جو رہا پیش نظر
رات بھر سحر مین گنتی رہین تارے آنکھین

نیچی نظرونسے مجھے دیکھتے ہین وصل کی شب
دو بھی کرتے نہین وہ شرم کے مارے آنکھین

کبھی مجھکو کبھی غیرونکو لگا دیتے ہین
جھوٹ سیکھین ہین لگاوٹ کے اشارے آنکھین

دیکھ لو صاحب بینش نہین ہوتے خود بین
اپنے کر سکتی نہین آپ نظارے آنکھین

تو وہ خوش چشم ہے ہو دیدۂ نرگس بھی نثار
تیری آنکھو نے ہرن صیتے اُتارے آنکھین

محض نادان ہین تجھسے جو کرین ہمچشمی
چشم انصاف سے دیکھین تو چکارے آنکھین

پھوٹ جائین وہ ہین غیرونکی آنکی آنکھین
نظر بد سے جو دیکھین تری پیارے آنکھین

اے قلق ہاو نیدہ ماہ جو افشان چھڑکے
دیکھنے کے لیے بنجائین ستارے آنکھین

۱۳۲

[illegible]

[illegible]

وحشت گرا سے سیر سے ٹری ہو کے بھاگتی
دو ہوتے ای پتنگ جو شمع لگن کے پانون

خاک چمن پہ پانون جو رکھین بہار مین
قمری کیطرح سرخ ہو زاغ و زغن کے پانون

قدرت خدا کی بے سر و پائی ہو یہ ستم
نے ہاتھ مین نہ سر ہو نہ چرخ کہن کے پانون

دیکھا جو تیرا ہاتھ تو یہ مرتبہ ملا
بت بتکدہ مین چومتے ہین برہمن کے پانون

ہاتھو نسے میرے ہتا ہی جگر مین رات دن
دست جنون مرے ہی چرخ کہن کے پانون

نقش قدم پہ سیے اگر پانون یہ دھرین
مانند کبک سرخ ہون زاغ و زغن کے پانون

لیجائین کیمیا گر اسے ہاتھون ہاتھ ابھی
روندین ہمی خاک جو اس سیمتن کے پانون

بیٹھا یہ پانون توڑ کے نقش قدم کیطرح
اٹھے رہ طلب مین نہ مجھ خستہ تن کے پانون

آنکھون پہ دیکھکر وہ بھوین خوب سوجھی ہی
پھیتی کہون کہ نکلے ہین سر پر ہرن کے پانون

غیر دنکا ہاتھ مین پھر وقت سیر ہی
نکلے ہین فتنہ پھر اس کم سخن کے پانون

رسی گسے عاشق زلف دراز ہون
مشتاق بیڑ یوسے ہین رسن کے پانون

قیمت بڑھائی اور بھی مہندی کے رنگ نے
سونیکے ہوگئے ہین مرے سیمتن کے پانون

گلگشت کیا نسیم چمن کی اڑائی ہی
ہین بے صدا خرام مین اس کم سخن کے پانون

خال سیہ سبزۂ خط سے نہین عیان	دہقان رنگبار کا مسکن ہی کشت مین

مین اک پریکا دیکھنے والا تھا ای قلق
حورونکو آنکھ اُٹھا کے نہ دیکھا بہشت مین

کو مین کے مزے ہین جو ہی سرنوشت مین	پریان اگر یہان ہین تو حورین بہشت مین
بیفائدہ جھگڑتے ہین یہ شیخ و برہمن	کعبے مین کیا ہی جو کہ نہین ہی کنشت مین
بعد فنا بھی یہ دل سوزان ہی اپنے ساتھ	دوزخ بغل مین لے کے چلے ہین بہشت مین
ہمسا کوئی جہان مین نہین ہی الم نصیب	آئی کبھی خوشی نہ دل غم سرشت مین
عریان وہ ہین جو جائینگے دیوانے آپ کے	پلٹینگے چاک کر کے جو حلے بہشت مین
تاثیر دیکھو عشق بتان ملیح کی	لونی لگی مزار کی اک اک خشت مین
طوبا ہے قد یار کی دھن مین ہین محو آہ	جھنڈا گڑا ہوا ہی ہمارا بہشت مین
دلمین کیا جو اُس لب جانبخش کا خیال	آب حیات ہمنے دیا اپنی کشت مین
زاہد تجھے بھٹکنے نہ دینگے گناہ گار	سب بند و بست ہوگا انھین کا بہشت مین
سوز درون ہی خرمن دل کا نگاہبان	پالا ہی ہمنے برق کو دامان کشت مین

دیکھنا کیا کیا ابھی رسوا کریگا دل ہمین
بہک گیا ہی اک ستم ایجاد پر یہ دل ہمین
در اصل ہی ذوق حسن پر بھی مائل ہمین
وصل مین اُس بُت ہرجائی سے نہ اک بوسہ ملا
لب ہیرے [illegible] شکل لب ساحل ہمین
کشتہ ہو جانا ہی ہر تیغ نگاہ قاتل ہمین
جاننا دشمن الٰہی یون دیا ہی دل ہمین
اپنی اُلفت سے [illegible] حسن کی شہرت ہوئی
لیکن اسیر بھی نہ سمجھے وہ کسی قابل ہمین
چین سے گذری نہ دم بھر بھی [illegible]

کسطرح دیر بازی کا [illegible] مین
کسطرح جی لگے گا ہمارا بہشت مین قلق
[illegible] گلشن کو سمجھے ہین
[illegible] رنگ مین اور دو [illegible] مین
واقعی رخ [illegible] دو [illegible] مثال
ایسی ہی [illegible] گر بہشت مین
[illegible] سے بھی باز آ

۱۲ [illegible]

[illegible] مین

[illegible] قلق [illegible] کرون

سطح

کسطرح تڑپون تہ تیغ دم قتل ای شوخ
ادب دامن جلاد کرون یا نہ کرون

اس سہی قد کی محبت مین ہی رک جد کا حال
ذکر قمری کا شمشاد کرون یا نہ کرون

صدمۂ بے پر و بالی سے قفس مین صیاد
لطف پرواز چمن یاد کرون یا نہ کرون

قصر ہستی کو کہین سوز درون پھونک نہ دے
ضبط آہ دل ناشاد کرون یا نہ کرون

پھر کبھی سوے قفس بھولے سے بھی آ نہ پھرا
شکوۂ غفلت صیاد کرون یا نہ کرون

کیون نہ تیشے سے سر کوہ رقابت کاٹا
رنج بے عقلئے فرہاد کرون یا نہ کرون

بیڑیان بھاری پہننا ہی بہار آتی ہی
پہلے سے خاطر حداد کرون یا نہ کرون

پھر گھڑی صفت دہن مین زبان گیری کر
بات بھی او ستم ایجاد کرون یا نہ کرون

محو یا دلب رنگین ہون عوض اشکون کے
صرف خون دل ناشاد کرون یا نہ کرون

دل دیوانہ الفت پہ جفا ڈھکا ہی خوف
کوئی تسخیر پریزاد کرون یا نہ کرون

تہ خنجر بھی **فلق** فرصت نظارہ نہ دی
غم بے رحمی جلاد کرون یا نہ کرون

زبان دانان عالم کا کیا ہی امتحان برسون
زبان غیر کیا آتی نہین اپنی زبان برسون

۱۲۵ غزل

[illegible]

وہ دیوانہ ہون وحشی جانور تک سُننے آتے ہین	مری وحشت کی مجنون نے کہی ہے داستان برسون
دہن میرے حبیب کم سخن کا تنگ ایسا ہے	رہے ہین جستجو مین جسکی عاجز غیب دان برسون
مرا قصہ سنا ہے میرے ہی لب پر اب کئی دن سے	رہا ہے عہد وحشت مین نجیوہ بی بیکان برسون
زبان حال سے ظاہر کی اُلفت میرے عالم پر	رہی ہے از محبت کی خموشی ترجمان برسون
سبک روحی نے رکھا خانہ بردوش ایک مدت تک	رہے یہ اپنے بال و پر رہی مثل آشیان برسون
نہ مستی مین کیا کیا دختر رز سے اُٹھائے ہین	جوانی مین رہی ہے صحبت پیر مغان برسون
گلو نکو ہست نے بے سبب کرتے نہین لے نکے	اُٹھا ہے ہی حنا دل نے مرا طرز زبان برسون
مٹے پر بھی رہی ہے جستجو یہ اپنے یوسف کی	غبار اپنا رہا ہے سد راہ کاروان برسون

عزیز از جان **قلق** ہو گا غم عشق بتان دلکو
کریگا پاس اس مہمان کا یہ میزبان برسون

مشتاق دید ہین سب شہرہ ہے مرد وزن مین	خلوتکدے سے لاؤ تشریف انجمن مین
عطر بہار ملکر جو آئے وہ چمن مین	تو بوئے گل سمائی کیا اپنے پیرہن مین
گل شمع کا جو مہکے گلزار انجمن مین	بلبل الجھی جھمیلے پروانے کے کفن مین

[illegible]

بس گرد ان وہ چاہت اپنی لوگو نہ چلتے ہین
نہین تا بوت میرا اُٹھنے دیتے لپٹے جاتے ہین

الٰہی جان میری پڑ گئی ہے کس کشاکش مین
ادھر تو آزماتی ہے ادھر وہ آزماتے ہین

انھین کو عاشق اپنے مصحف رخ کا سمجھتے ہین
خدا انھین لگے پر جاکے جو قرآن اُٹھاتے ہین

جو توڑے محتسب نے آکے ظرف مے تو یہ سمجھے
اشارہ ہے کہ یون ہی ہم توڑنے توبہ بھی آتے ہین

یہ ڈر ہے اُٹھنے کی ہو نہ جائے پھر کہین عادت
ہم اُسکو اسلیے پہلو مین اپنے کم بٹھاتے ہین

تمنا صبح وصلت کی شب فرقت جلاتی ہے
یہ سنتے ہین کہ بعد رنج راحت بھی اُٹھاتے ہین

لحد مین کیا اُتارا ہے کہ سر کا بوجھ اُتارا ہے
اندھیری گو زمین تنہا مجھے سب چھوڑے جاتے ہین

جتاتا ہون جنھین عشق دہن تو ہنسکے کہتے ہین
ہمارے چاہنے والو نکالیہ بھی منھ چڑھاتے ہین

ارادہ ہے کسی عامل سے جاکر پوچھیے اک دن
پریزاد آدمی کے کسطرح قابو مین آتے ہین

زیادہ جانسے درد محبت ہے عزیزان کو
اطبا کیا ترے بیمار عیسیٰ سے چھپاتے ہین

چلے ہین جانپر ہم کھیلکر شوق شہادت مین
نصیبوں سے جو ملتا ہے تو قاتل ڈھونڈھ لاتے ہین

کہان وہ مسکراہٹ اور کہان اُنکی چٹک توبہ
دہان یار رنگین لب کا غنچے منھ چڑھاتے ہین

خدا اُس سے سمجھے جسنے جان آفت مین ڈالی ہے
نہ دم لیتا ہے ظالم نہ بت ہی دام مین آتے ہین

۱۲۷ مخمس

[illegible]

بیچ سے اُنکے حقیقت مین ہر یکتا شکل — مین تو گیا دام مین زلفونکے بلا مین آئین

جا نکر شیفتۂ زلف ہلاکت کو مری — بیکس مین ہجر کی راتونکے بلا مین آئین

منفعل اپنی جفاؤن سے ہوئے مجھے وہ جب — عاقبت کام مرے میری وفا مین آئین

ہوتے ہی گیسوے دلدار کا سودا مجھکو — گھر مرا اوچھتی گردش سے بلا مین آئین

رو کے مین نے جو دم سرد بھری ہنسکے کہا — پانی برسا کہین کیا ٹھنڈی ہوا مین آئین

پہونچے پیغام وصال آنکے دم نزع مجھے — جب زبان بند ہوئی تب صدا مین آئین

لگ گئی آنکھ تصور مین جو اُن زلفونکے — خواب مین بھی کے ڈرانے کو بلا مین آئین

کیا شفا بخش ہین سیب ذقن و پستہ لب — تیرے بیمار کو یہ راس دوا مین آئین

نعمتین کھاتے ہین سب کھانا ہو نہین غصہ و غم — میرے حصے مین اس دل کے یہ غذا مین آئین

بے حساب آپنے کرم ہم پہ کیے روز شمار — جبکہ گنتی مین ہماری نہ خطا مین آئین

دیکھکر بوتلونکو طاق پہ میخانے کے — نشے مین مین نے یہ جانا کہ گھٹا مین آئین

مغتنم عمر دو روزہ کو سمجھ کچھ کرلے — یہ مجھے گور غریبان سے صدا مین آئین

کچھ ہوئین چاک تو کچھ خود ہی مسک کر اوترین — وسعت وحشت سے یہ تنگ اپنی قبا مین آئین

گر تا دہان یار کی رنگینیونکا وصف
مجبور ہو کہ غنچے کے منھ مین زبان نہین

کیا اعتبار ایسے تلون مزاج کا
جو مہربان کبھی ہی کبھی مہربان نہین

بس غیرت مسیح کی گھبی کیو اسطے
طیار رہی فلک پہ سرک کہکشان نہین

جھوٹے ہمائے غم کے ہین دعوت کرو نہین کیا
قابل سگ حبیب کے یہ استخوان نہین

وہ دل اسیر دام بلا رہتا ہی مدام
جو گوچہ گرد گیسوے عنبر فشان نہین

کون ڈیکے نقد ہوش تک آئے جو میرے ہاتھ
ایسا تو زلف یار کا سوداگران نہین

نظرو نمین غیر کے جو سبک ہون تو کیا عجب
صد شکر طبع یار پہ تو مین گران نہین

جلوہ کو تیرے کس لیے ہو مجھ سے دشمنی
اے ماہ رو یہ چہرہ دل عاشق کتان نہین

کیفیت آئے نیکدہ مین دیکھ جائے وہ
جو قائل کرامت پیر مغان نہین

محو نظارہ وہ دل ہی وحدت ہی حجاب مین
حیران ہی آئنہ رخ جانان عیان نہین

وسعے بھلا دیا ہی گلون نے کیا مجھے
اب حق کو بھی یاد مرا آشیان نہین

وہ دل ہین اور مرتے ہین جو کوڑی کوڑی پر
اپنا ہما فریفتہ استخوان نہین

کس لا لہ روکے دل مین نہین گھر مرا قلق
وہ کونسا چمن ہی جہان آشیان نہین

صفحہ ۱۲۹

[illegible] ہجر مین [illegible] فغان نہین
[illegible] استخوان نہین
دل مبتلا [illegible] کاروان نہین
[illegible] خط جبان نہین
[illegible] زبان نہین
[illegible] جان نہین
[illegible] زبان نہین
[illegible] نشان نہین
[illegible] پیر مغان نہین
[illegible] آسمان نہین
[illegible] آشیان نہین
[illegible] گمان نہین
[illegible] داستان نہین
[illegible] روان نہین
[illegible] اس شہر مین قلق
[illegible] قدردان نہین

بگڑے کے ہی جو ہو میرے قتل کی تدبیر مین
بل نہین بیوجہ قاتل ابرو شمشیر مین

مین بھی مجنون ایک لیلی کا ہون ای صورتگرو
رنگ روے قیس بھرنا تھا مری تصویر مین

کیا اسیر گیسوے دلدار کوئی چل بسا
کس لیے ماتم پڑا ہی خانہ زنجیر مین

دل ازل سے ہی ہمارا کشتہ ابروے یار
پرورش پائی ہی ہمنے دامن شمشیر مین

زلف جانان سے نظر آتی ہی یون چشم سیاہ
جسطرح پھنستا ہی آہو دام آہوگیر مین

وہ زبان ہی کونسی تیری جو معروف نہین
شرح اک قرآن کی لکھی ہی ہر تفسیر مین

دل کے آئینے مین اک جان جہان کی ہی شبیہ
چوتھا اربع عناصر کا ہی اس تصویر مین

کب پڑی ہی گوشہ ابروے قاتل مین گرہ
نقد دل میرا بندھا ہی دامن شمشیر مین

کون وہ معشوق ہی جو تابع فرمان نہین
ای پری میرا عمل ہی کشور تسخیر مین

شوق کاکل سے علاقہ عقل پند آموز دل
او شہ خوبان وعلہ ہی مری زنجیر مین

طائر دل نام سنتا ہی مگر دیکھا نہین
کیا پر عنقا ہین ای صیاد تیرے تیر مین

گر ہجوم شوق آزادی نہین ہی جرم ہا
ایکدن ڈالیگا رخنہ خانہ زنجیر مین

آب دندان نہین نہین ہی مسی لب رنگین کا عکس
لال جھلی تیرتی پھرتی ہی جوے شیر مین

صفحہ ۱۳۰

پھوٹ کر عشق شیرین مین کیا رسوا انہے
فرہاد جیسا بے سرین [illegible]
[illegible] کی پوچھے [illegible] کلام میر مین
کوئی [illegible] جلے [illegible] دل سے جل جان سکے ہین
[illegible] ہوسے بڑھا کے مین حرص جو لیتے ہین
مین لیے مرے [illegible] اٹھا تھا ال ہی
سے زیادہ ناز تیرے امتحان سکے ہین
سنبل سے گل [illegible] خار ہو تا نہ آج ہی
پر ساتے کاٹ غم بوسے ہوسے باغبان کے ہین
دیر و حرم مین سر وہ جھکا ہین حال ہی
وہ سجدہ سا کر بتو اسے قبت آسمان کے ہین
دیر رشک جو وہ اٹھا تے دوڑتے ہین بحر احسن
جو یا وہ جلد مین بھی تھا سے نکلے ہین
یہ کیونکر نہ جھکو جان سے بڑھکر عزیز ہون
یہ داغ دل لیے ہوسے اک دن سماں کے ہین
کیا کیا ادا عنایت صیاد سے ہون شاکر

تاصل قفس مین ہین بھی پایون لطف اشیان کے ہین
[illegible] ہی ال مین بن راہ کے
[illegible] کا رو اسکے ہین
کیا نالے سے بلبلو جیسی من جمن
بلبلیں ہیں وہ باغ مین بیان سے ہین
وہ میں [illegible] سے دریا [illegible] ہین
بہ ساتے جھکے [illegible] سلسلے عرش بھی
ہا بہ سرکے [illegible] ہین بام سے فغان سکے ہین
ان نہین نشان ہمارے اسمان و دو
سرے آئے صورت ابرو کمان کے ہین
کون سے دیکھو دونو دل مین ہتانے ہین
ہیں دلو یا نجیب صورتے دہم ہی اور تیر ہی
ہے شیفتہ بہ سر ہوا ہی دیدہ او دل ایک ہو رہی
جنھیں نہ دو نو ن بلان بہ اک ضمیر الاسکا ہین
عدو وہ نیند و دبا ہی دیدہ برابر ہو تا تا ہین
قسم وعلے یہ زور دل سے اوان رہ
کی حسن ہی کہ بجز جمع عشاق وہ بہین
عد یعنی بھی بنا آج ہی جان و دلے کار وان کے ہین

بیغم

[illegible]

سُنیے تو تھام لیجیے دل آ گئی نہ طاب
نعرے عدو کے ہوش مری دُ استا کے ہین

یہ اہل قبلہ ہی نہین کرتے تری ثنا
ناقوس کی زبان پہ بھی کلمے ادا کے ہین

مشہور جسکا صاعقہ و برق نام ہی
وہ ایک شرر مرے سوز نہان کے ہین

ارباب فہم جو کہ ہین سالکین کے ہون
وہ سب مقلد آج ہماری زبان کے ہین

کوثر پہ چلکے دیکھیے گا اُنکی آبرو
جو معترف کرامت پیر مغان کے ہین

پوچھو نہ کچھ خرابہ نشینونکا حال زار
ہم خاک مین ملائے ہوئے آسمان کے ہین

ملک سخن کو تیغ زبان سے کیا ہی سر
سکے چڑھے ہوے مرے حسن بیان کے ہین

بعد فنا بھی رنج غم ہجر یار ہی
زیر زمین بھی جور وہی آسمان کے ہین

ردیف واو	اہل زبان کو ناز ہی میری زبان پر سب قائل اے عشق مرے حسن بیان کے ہین	کیسے بھیجون

بہار عیش ہوتی ہی خزان پیری ہی آنیکو
جوانی روٹھی جاتی ہی کہین کس سے منانیکو

مری بے خانمانی کچھ نہ پوچھو مین وہ بلبل ہون
جگہ دل مین نگلو کے ڈھونڈھتا ہون آشیانیکو

مرے تیر نگاہ ناز سے تا کار قیبون کو
کہین چوک جائے ناوک انداز اس نشانیکو

[illegible]

خال رخ خضر رہ کفر ہوتا جو ترا — دام مین لا ہی چکے تھے یہ مسلمان مجکو

چشم خونخوار کا آغوش مژہ مین ہے یہ قول — فریب ہی کہیے اگر شیر نیستان مجکو

جسمین کچہ ہوتی ہے امید وصال محبوب — اتنی کھلتی نہین وہ گردش دوران مجکو

یہ نہ معلوم تھا اس رنگ سے آئیگی بہار — توبہ جو مے نے کیا سخت پشیمان مجکو

عشق نے منصب عشاق جو تقسیم کیے — باغ بلبل کو دیا کوچۂ جانان مجکو

سوزش دل سے یہ پروانے کی صورت تڑپا — دیکھکر رونے لگی شمع شبستان مجکو

مجھ گرانبار کے محشر مین تلین جب اعمال — نہ سبک کیجیو ای پلۂ میزان مجکو

کون اندیشۂ فردا کا ملال آج کرے — موسم گل مین نہین فکر زمستان مجکو

تیرے ہوتے ہوے ای غیرت خورشید نہ لین — کھوئے وہ ہون بھی ملے گر مہ کنعان مجکو

صف کشی اپنی دکھاتا ہے مجھے کیا عشر — یاد ہے اُسکی صف آرائی مژگان مجکو

لب جانبخش صنم کا ہون جو عاشق تو لوگ — جانتے ہین خضر چشمۂ حیوان مجکو

ناتوان وہ ہون عجب کیا صفت پائے ملخ — مور لیجائے اگر پیش سلیمان مجکو

ہے ظلمت کدے مین لائین جو روشن کرکے — گرم شب آئے نظر شمع شبستان مجکو

چشم بتان دہر کی آفت ہین شوخیان | سحر لئے حسن کے بھی ہرن دیکھتے چلو
کیا کر رہی ہی پیشۂ مشاطگی بہار | آرائش عروس چمن دیکھتے چلو
کرتی ہی راہ شوق مین کس کسکو پائمال | رفتار یار کے بھی چلن دیکھتے چلو

آئے ہو صیدگاہ جہان مین تو ای قلق
طرز شکار تیر فگن دیکھتے چلو

غمزدہ ہجر سے ای کشتۂ بیداد نہو | کون حسرت زدہ ایسا ہی کہ جو شاد نہو
جان دینے مین تو ای ہمنفسو باک نہین | پاس اتنا ہی کہ رسوائی صیاد نہو
حسرت آزادی کی پوچھے کوئی اُسکے دلسے | جس گرفتار قفس کی کوئی میعاد نہو
ہم اسیران قفس مین نہ اگر زمزمہ سنج | اسقدر رونق کاشانۂ صیاد نہو
شوق کا تو یہ تقاضا ہی کہ کٹواڈ گلا | قول ہمت یہی کہ منت کش جلاد نہو
شکر کی جا ہی سزاوار جفا تو سمجھا | مرغ دل شاکی بیرحمی صیاد نہو
آنکھین بیکار ہین وہ جنکو نہین حسرت دید | دل وہ کس کام کا جو کشتۂ بیداد نہو
وقت وحشت مین ہی موجب جوشش خون سودا | کھولدین فصد مری خار جو فصاد نہو

صفحہ ۳۳

دیکھ او گردون ستانا اسقدر اچھا نہین
ضبط کرتا ہون ابھی آہ دل ناشاد کو

ایسی کیا خوبی ہے اسمین کیا شرف ہے ننگ ہے
کیون بُرے دیتے ہین تشبیہ آدمزاد کو

سیر کی باغ جہان کی اُسنے کیا جسنے بغور
چشم عبرت سے نہ دیکھا عالم ایجاد کو

گل کو بخشا رنگ پرتو نے ترے رخسار کے
راستی تعلیم کی قد نے ترے شمشاد کو

کیا سنے نالے مرے لڑکے وہ شوخ سنگدل
کوئی بُت سنتا نہین ناقوس کی فریاد کو

جب ہجوم یاس نے فرقت مین گھیرا اے قلق
لشکر طفلان اشک آیا مبارکباد کو

اُنکی آنکھین ڈھونڈھتی ہین طالب دیدار کو
قدردان کیسے واسطے گردش ہے چشم یار کو

کیون جلایا کرتے ہین گل پیرہن اس زار کو
آتش گل سے ضرر ہوتا نہین ہے خار کو

تشنگی اوقات عالم بجھانے آئے ہین
آبدار اپنا سمجھتے ہین تری تلوار کو

اے جنون یاد مژہ دل سے مرے جاتی نہین
عمر بھر اس آبلے مین ہمنے دیکھا خار کو

او شکر لب اسقدر شیرین ہے تیرا آب تیغ
حاجت بخیہ نہین ہے زخم دامندار کو

دیکھکر بیہوش ہو جاتا ہون موسیٰ کی طرح
صاعقہ کہیے تمہارے پرتو رخسار کو

ہو عریانی کا خلعت اے جنون [illegible] دیا
[illegible] ہم نے نوک خار کو

۱۳۱

[illegible]

بجا ہے

۱۳۵

نِکلے مثل بستر خار لینے واسطے
فرقت مین مخملی بھی اگر فرش خواب ہو

بیمار ہجر دختر رز سے ہون ای طبیب
نسخے مین مغز تخم کدو شراب ہو

نالہ کرون تو کان ہون کرو بیون کے کر
ہل جائے عرش لکھو اگر اضطراب ہو

مولا مرے مُنہ کو مری جلد آ ئیو
مجھسے لحد مین جبکہ سوالِ جواب ہو

دیکھے فروغ حسن جو ساقی کا آفتاب
مرغ نگاہ آتش رخ سے کباب ہو

لائی ہی تجھ اُڑا کے صبا کوے یار سے
ذرہ ہی نہ میری خاک کی مٹی خراب ہو

کرلین حضور کے کفِ پا سے مقابلہ
اُسمین کوئی ہو ماہ کوئی آفتاب ہو

اُس غیرت چمن کا اگر سونگھ لے عرق
بلبل تو اک طرف ہی ابھی غش گلاب ہو

سونے نہ دیگی یاد شب لف یار کی
آنکھو نمین میری آکے پریشان نہ خواب ہو

دیب بغل ہی بار زبان پر ہی یہ دُعا
یارب زمانے کو نہ کرے انقلاب ہو

کھولے کلید شوق ابھی قفل در مراد
گو سد راہ وصل نہ اُٹھا حجاب ہو

ٹوٹا بھی بوریا نہیں رکھتے ہین ہم فقیر
اہل دول کو خدشہ انقلاب ہو

کچھ اُس سے دور ہی کہ زلیخا کی طرح سے
گر اے قلق بڑھاپے مین عود شباب ہو

اتنا احسان کرے ضعف تمہیں آئے مری
میں تو دیکھوں تمہیں دیکھو نہ مگر تم مجھکو

سوز الفت سے پگھلی جاتی ہے ہڈی ہڈی
نہ جلا اور تو اے برق تبسم مجھکو

تخلیہ غیر نے جب دو وہ پہر ہو ہر روز
تمہیں بتلاؤ نہ کیونکر ہو توہم مجھکو

یاد میں گیسو و ابرو کی جو سویا شب بھر
خواب میں آئے نظر افعی و کژدم مجھکو

کر دیا ایک تری آنکھ کے پھر جانے نے
ہدف ناوک نظارہ مردم مجھکو

سبقت ہے تری رحمت کو غضب پر تیرے
تجھسے ہر وقت ہے امید ترحم مجھکو

ڈھونڈھے سے اپنے کو پاتا نہیں میں آپ قلق
کر دیا عشق کمر نے یہ زخود گم مجھکو

نگہ مہر سے دیکھو جو ذرا تم مجھکو
آنکھ کا تارا سمجھنے لگیں مردم مجھکو

لاکے نے یاس مجھے بزم طرب میں دیکھا
سم ہوئی سنتے ہی آواز ترنم مجھکو

آشنا جسکی مروت سے نہیں آنکھ ملا
ایسے بے دید سے اور چشم ترحم مجھکو

نشے میں عالم بالا کی بھی کچھ دیکھوں سیر
ساقیا آج تو دے درد تہ خم مجھکو

بھائی اللہ کو موسیٰ کی تو باتوں کی لکنت
بھاتا ہے یار کا ہکلا کے تکلم مجھکو

کوئی کہدے یہ طبیبوں نے خطا کرتے ہو کیا
یان مرض اور ہو تم اور دوا کرتے ہو

اپنے اعمال سے تم کچھ بھی حیا کرتے ہو
مغفرت کیلیے کس منہ سے دعا کرتے ہو

دل جفا کار رو نکو دیتے ہو بُرا کرتے ہو
ایسے غمخوار کو پہلو سے جُدا کرتے ہو

ہم چلے جب تو کیا آپنے قصد آنیکا
وعدہ پورا ہو تب عہد وفا کرتے ہو

رشک کسطرح سے مجکو نہو ای جان جہان
کہ مرتے ہوتے رقیبونپہ جفا کرتے ہو

دلمین جا دیتے ہو عشق صنم خودبین کو
بتکدہ پہلو مسجد مین بنا کرتے ہو

دیکھو جلاد و نہین ہوجاؤگے بدنام ای جان
اپنے جانباز کو ممنون قضا کرتے ہو

دستیاب اُسکو تو پابوس ہے محروم ہین ہم
اُٹھ کے پامالونسے توقیر حنا کرتے ہو

کتنے صیاد جفا پیشہ ہو تم بھی ای جان
جان ہی لیتے ہو میری جو رہا کرتے ہو

حسن اعجاز تکلم جو دکھاتے ہو کبھی
مرغ تصویر کو بھی نغمہ سرا کرتے ہو

صبح ہوتے ہی گھر آتے ہو ہم سنتے ہین
آجکل شب کو کہان روز ہوا کرتے ہو

نکہت جسم سے ہو جاتے ہین پیراہن گل
آؤ جو گلزار مین تم بند قبا کرتے ہو

ہم بھلے کیلیے کہتے ہین تمھارے ای جان
ساتھ بدخصونکے پھرتے ہو برا کرتے ہو

بے طلب آیا کرین خوبان گنہ مم گون قلق
ایسی کچھ تاثیر اسم حضرت رزاق ہو

عش ہو عالم گر درخشان برق نور ساق ہو
پھر نظارہ تجلی طور کی مشتاق ہو

نقد دل کے لوٹنے مین شہرۂ آفاق ہو
سفت بر ہو دزد ہو رہزن ہو یا قزاق ہو

سر جو کٹ جائے تو مثل شمع پھر پیدا کرو
حضرت شوق شہادت تم بھی کیا جلاق ہو

خو گیسو سے سیاہی کا تعلق چاہیے
عاشق خط سیہ کو خدمت اطلاق ہو

لکھکے وصف دست رنگین خون اگر رونے لگون
جدول شنجرف گرد صفحۂ اوراق ہو

غم بیان مطرب ہو جام دیدۂ تر جلترنگ
بزم فرقت مین سرود نالۂ عشاق ہو

آدمی تو کیا فرشتو نکے بھی دلمین گھر کیا
گھر سے گو نکلے نہین پر شہرۂ آفاق ہو

اسمین مجھکو رقم ہی حسرت دیدار یار
آنکھ کا ڈوا ہو شیرازۂ اوراق ہو

یہ قمار عشق مین بازی بدی ہی یار سے
جفت ہو تو وصل ہو فرقت سے گر طاق ہو

بے بصر کو کر دے بینا حسرت دیدار یار
آنکھ کی پتلی سویدائے دل مشتاق ہو

آنکھ کے تل سے لگائے گولیان ہنگام دید
دور بین اس جنگجو کے ہاتھ مین چقماق ہو

شاد ایسے ہوں کہ اس قاتل عالم نے خود آج
کہکے او عاشق ناشاد پکارا مجکو

جان دی عشق میں اُس حور کے مینے جو قلق
قبر میں آکے فرشتون نے اُتارا مجکو

کہتے ہیں طالب دید ایک نظر دیکھیں تو
ترچھی نظرون ہی سے دیکھیں وہ ادھر دیکھیں تو

دل ہو جو رنگ ہمارا کہ جگر دیکھیں تو
کوئی جوہر ترا اے تیغ نظر دیکھیں تو

جانپر کھیلے ہوے بیٹھے ہیں ہم بھی شب بھر
آج کبتک نہیں بجتا ہے گجر دیکھیں تو

ہمتو اس سن میں بھی دل دینکو حاضر ہیں مگر
شہر میں کوئی طرحدار بشر دیکھیں تو

بے گمان دیکھ کر اِس بت کے سوا ہے کوئی اور
چشم انصاف سے ارباب نظر دیکھیں تو

بند ہون ہم نہ کسی طرح در اندازون سے
دل میں اُس خانہ برانداز کے گھر دیکھیں تو

عیب بنتو نکے سوا کوئی نہیں یہ سامان اور
آپ بربادی ارباب ہنر دیکھیں تو

بوسہ سیب زنخدان سے نہ منہ موڑین آپ
کیسے لذت کے یہ ہوتے ہیں ثمر دیکھیں تو

کچھ کمی سوز سے ہیں ملکے تیور بیڈول
کیا اُن آنکھوں کو ہے منظور نظر دیکھیں تو

وہ پری رو رخ انور سے الٹتا ہے نقاب
کسطرح ہوش میں رہتے ہیں بشر دیکھیں تو

۱۳۵

محبت کرنے والون کی بھی توقیر کرتے ہو
عبث تم خواہش وصل بت بے پیر کرتے ہو
جو قسمت میں نہیں ہی اُسکی کیا تدبیر کرتے ہو
زمین و آسمان کا فرق ہی

تمہارے بعد آوگے تو کیا ای نامہ بر کہنا
ہم آخر ہوتے ہین آنے مین تم تاخیر کرتے ہو

خط مرخ کی صفت مین ٹ لگی رہتی ہی جو تم کو
قلق کیا حفظ قرآن کا مع تفسیر کرتے ہو

ساقی نے منہ لگایا نہ جام شراب کو
اس چاند مین شرف نہوا آفتاب کو

ای جان اُلٹو مصحف رُخ سے نقاب کو
رکھو غلاف مین نہ خدا کی کتاب کو

واعظ نہ دے تو ہاتھ سے کار ثواب کو
بوتل اُتار طاق پہ رکھدے کتاب کو

کم ظرف پی کے اتنی نہ بدمستیان کرو
رسوا تمہین تو کرتے ہو نام شراب کو

چھپے جو تم اسی تو رسوائیان ہوئین
کچھ شرم بھی نہ آئی تمھارے حجاب کو

ساقی سے اپنے اس اُن یا نکار کے وصف
انگارون پر لُٹایا ہی کیا کباب کو

وہ چشم ون تمن آنکھو نسے دریا بہائے ہین
دیکھا ہی آبدیدہ جو چشم حباب کو

بیمار عشق عارض تابان ہون ای طبیب
معجون مین ملا ورق آفتاب کو

عاشق سبب ہین گرمی بازار یار کے
ذرون سے یان فروغ ہوا آفتاب کو

واہ اشارہ ہی یہ کلو او شربوا سے صاف
یعنے کباب کھاؤ پیو تم شراب کو

[illegible]

گالیان بھی اُس لب شیرین کی لذت بخش ہین	اُس قمر کے غیظ مین ہی مہربانی کا مزہ

کیا ملی ہی لذت اُسکی خوش بیانی سے قلق
ہونٹ چوستا ہی اُس شیرین زبانیکا مزا

رُخ روشن سے جا حجب کی آنکھ
جھلکی آئینہ حلب کی آنکھ

یار کی اس نے آنکھ دیکھی ہین
چشمگین سیکھی ہی غضب کی آنکھ

وہ نظرباز ہین کہ لاکھون مین
تاک لیتے ہین اپنے ڈھب کی آنکھ

ابرو آفت کے بد بلا گیسو
جتوین ہی قمر کی غضب کی آنکھ

گر سراپا ہین نور ہم نے مگر
سارے اعضا مین منتخب کی آنکھ

آفتاب اور ماہتاب نہین
ون کی وہ آنکھ ہی یہ شب کی آنکھ

نظر کم سے دیکھتا ہی ہمین
چشم حاسد ہی بولہب کی آنکھ

ابتو پردہ نہ کر تو او بے دید
بہ گئی اشک بنکے کب کی آنکھ

رات سو ٹوٹتے نہین تارے
رہتی ہی اشکبار شب کی آنکھ

شب کو غم مین نہ چاند تک نکلا
پھر گئی آج ہم سے سب کی آنکھ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اب تک اے بادہ کشو آ نہیں سکتی توبہ
پہنے ہی موج مئے ناب کی بیڑی توبہ

ہین وہ میکش کہ پھری آ کے بھٹکتی توبہ
نہ گئی بار اجابت تلک اپنی توبہ

کسی انسان کا دل تو نہیں توڑا واعظ
کیا خطا ہمسے ہوئی مین نے جو توڑی توبہ

مین تو آمادہ ہون کیا کرون اے واعظ پیر
کرنے دیتے نہیں ایام جوانی توبہ

توبہ بادہ کشی کی ہی بھلا مین نے تو
کی ہی کیا تو نے بلانے کی بھی ساقی توبہ

شرم آئیگی مجھے پیر مغان سے واعظ
مین نے ایام جوانی مین اگر کی توبہ

بادہ خواری کا کیا قبر مغان پر جلسہ
ہمنے امسال بڑی دھوم سے توڑی توبہ

لب رحمت سے صدا آتی ہی آمین آمین
خوف عصیان سے جو کرتا ہی یہ عاصی توبہ

مست ہو جاتا ہون اٹھ خود جو بہار آتی ہی
چار دن بھی نہیں مجھ رند سے نبھتی توبہ

توڑ ڈالا ہی زمانے نے مجھے اے واعظ
ورنہ خم مستی سے ٹوٹی نہیں میری توبہ

میکشی مجھسے تو دو دن بھی نہیں چھٹ سکتی
ساقیا چاک کے دکھلانے کو کر لی توبہ

وال توبہ شکنی پر ہی شکستہ حالی
رند محتاج کی ثابت نہیں رہتی توبہ

دیکھ لے تو جو کبھی دختر رز کا جوبن
واعظا توڑے مری طرح سے تو بھی توبہ

چھوٹے لبونسے اُسکے جبکہ چمن مین ملائے ہونٹھ — نازک زبا ۔ وہ برگ سمن سے بھی پائے ہونٹھ

سمجھا مین خضر چشمۂ آبِ حیات ہون — ہونٹھونسے میرے اُسنے جو اپنے ملائے ہونٹھ

مانگا جو بوسہ یار سے مین نے شبِ وصال — ازخود وہ نرے مین آ کے مرے کاٹ کھائے ہونٹھ

کیا کیا صفت زبانسے سوسن کی تھی سُنی — لکر مسی چمن مین جو اُسنے دکھائے ہونٹھ

سُرخی نے اُن لبونکی کیا تھا شفق کا خون — لالی جمی جما تھی تو کیا رنگ لائے ہونٹھ

ہونٹھونمین وہ اگر چہ گلوری ہی پانے — کیا دہنت پسے غیر نے کیا کیا چبائے ہونٹھ

پانی بھر آئے مصریونکے منھ مین وقت دید — شیرین کی رال ٹپکے جو وہ دیکھ پائے ہونٹھ

دم آ گیا لبونپہ یہ ڈہکایا یار نے — سونا پاس ہونٹھونکے لاکر ہٹائے ہونٹھ

شیرین لبی تو دیکھنا وہ نیشکر بنی — قلیا انکی فی سے اُسنے جو اپنے لگائے ہونٹھ

ردیف	بوسے دہن کے اُسکے نہین چھو لئے قلق کہتا ہون ہائے انت کبھی گاہ ہائے ہونٹھ	یائے تحتانی

لوٹے مزے جو ہم نے تمھارے اُگال کے — مر مر گئے رقیب لہو ڈال ڈال کے

دے یار دو دو لکا مرے آسمان بنا — ساقی بنادے ماہ پیالہ اُچھال کے

وہ مے پرست ہوں گے پس مرگ بادہ خوار ۔۔۔ شیشے کا میرا گنبد مدفن بنائیں گے

سیکھینگے خط سبز سے ہم بھی کوئی فسون ۔۔۔ گر آپ مار زلف کو رہزن بنائیں گے

وقت اگر وہ ہونگے مرے شوق قتل سے ۔۔۔ نقاش بھی جھکی ہوئی گردن بنائیں گے

دکھلاکے دانت اپنے جلائینگے خوب سا ۔۔۔ اسطرح موتیو نکا وہ منجن بنائیں گے

کچھ رنگ لائینگے جو وہ مسی لگاتے ہیں ۔۔۔ گل سے دہن کو غنچہ سوسن بنائیں گے

بعد فنا تصور دندان یار سے ۔۔۔ مدفن کو اپنے ہیرکی معدن بنائیں گے

داؤد سان دکھائینگے وحشت میں معجزے ۔۔۔ آہن کو موم موم کو آہن بنائیں گے

چھانینگے خاک وادی وحشت کی ای قلق
کانٹوں سے اپنے پانؤں میں روزن بنائیں گے

اُٹھ گئے ہیں کرے تازہ جو بیداد کوئی ۔۔۔ ہم ستم سہتے ہیں گر ہو ستم ایجاد کوئی

ایسی ہیں اسکو دعائیں کہ سلیمان کر دیں ۔۔۔ ہمکو دیوانہ بنالے جو پریزاد کوئی

جان ہمیں نہیں پاتے ہیں خریدار ایسا ۔۔۔ سر بکف پھرتے ہیں ملتا نہیں جلاد کوئی

ہم بھی جانباز یکا کچھ ڈھنگ نکالینگے نیا ۔۔۔ آپ بھی کیجیے طرز ستم ایجاد کوئی

[illegible]

وہ نالان ہون کہ فرقت مین صدائے صور ہی نالہ
رم آہو سے ظاہر ہی یہ زخود رفتگی اپنی
وہ لاغر ہون جو چادر اوڑھون در قبر کی آنکھین
اُگین گے دانہ ہائے اشک سے نخل امید اک دن
تکلف میکشی مین سیا قیا کم ظرف کرتے ہین
جنون اسواسطے باندھا ہی چلا شاخ آہو مین

ہر اک داغ جگر پہ چشم خورشید قیامت ہی
عیان نقش سم آہو سے اپنی چشم حیرت ہی
تکیہ بنی بستر غم پر مرے تعویذ تربت ہی
ہمارا ابر مژگان بھی برنگ ابر رحمت ہی
پلائے جاب مجھے چلو سے کیا ساغر کی حاجت ہی
پھر اس خوش چشم کو دیکھون یہ مطلب ہی یہ منت ہی

قلق اس نغمہ آرائی کا کب مجکو سلیقہ تھا
وزیر عندلیب ہند کی فیضان صحبت ہی

عارض مین تمھارے کیا صفا ہی
دنبالہ جو سرمے کا بنا ہی
بیمار جو تیری چشم کا ہی
دولاکھ فریب حضرت عشق
سب کہتے ہین جس کو ماہ کامل

منھ آئینہ اپنا دیکھتا ہی
یہ تیغ نگہ کا پرتلا ہی
نرگس پہ کب آنکھ ڈالتا ہی
بندہ نہ کہے گا بت خدا ہی
نقشہ کف پائے یار کا ہی

[illegible]

طائر رنگ حنا کا مرغ جان ہوتا جلیس
اب نگینے کے شجر پر آشیانا چاہیے

خط مین لکھی ہی حقیقت تربت گردیکی اگر
نامہ بر جنگلی کبوتر کو بنانا چاہیے

جوش وحشت کہہ رہا ہی نکہت گل کیطرح
آج تو دیوار گلشن پھاند جانا چاہیے

وصف دندان مین مضمون کی ہی ہمکو تلاش
بحر فکرت مین دلا غوطہ لگانا چاہیے

چین گیسو سے دکھادو خال عارض کی بہار
میرے مرغ روح کو یہ دام دانا چاہیے

اس تمنا پر ہوا ہون خاک مین او جنگجو
میری مٹی کے تجھے پینڈے سے اڑانا چاہیے

عارض تابان کے تل پر بہر دفع چشم بد
خال رخسار پریکا کالا دانا چاہیے

صفحۂ دل سے خیال غیر ای جان جہان
صورت حرف غلط تجکو اٹھانا چاہیے

پھنس گیا ہی دام کاکل مین شاہان ہند کے
طائر دلکو ہمارے رام دانا چاہیے

پنجۂ گلگون کے او گل ہم ہوے ہین عندلیب
پنجۂ شاخ پر ہمارا آشیانا چاہیے

چل نہین سکتا ہمارا توسن عمر روان
باڑھ کے ٹھوریکا قاتل تازیانا چاہیے

بعد مرنے کے تربت پہلو ہوا ہی وہ پری
آج تو ای دل تجھے بغلین بجانا چاہیے

ہو نہین ای چارہ گر زخمی تیغ ناز یار کا
ٹانکے بھی گردن کے ڈورے لگانا چاہیے

[illegible]

رکھکے عارض کو اگر شرم سے بیٹھے وہ پری
شمع روشن ہو تجلی رخ انور سے

عکس رخ جو ہر آئینہ جدا ہو جائے
بزم میں آپکے پروانہ بھی جگنو ہو جائے

میرے رونے پہ تشلق گردم آبی دین
موتی چشم صدف بحر مین آنسو ہو جائے

واجو ہو لف تو کچھ اور ہی خوشبو ہو جائے
کھولدے گیسوے شبرنگ جو وہ غیرت گل

گل رخسارہ تمھارا اگل شبو ہو جائے
تو کرن پھول رنگ گل شبو ہو جائے

پھر بہایش رخ گردہ وگائے غازہ
عارض یار چراغ شب گیسو ہو جائے

شہرہ محبوب جو مشاطہ چھوے غیر تو کیا
کان کا پتا بھی شرما کے لجا تو ہو جائے

دست رنگین ہے جو تو بال بنائے اے جان
انگلی انگلی تری شمع شب گیسو ہو جائے

حسن للہ جو میزان نگہ مین تولون
آنکھ کا ڈھیلا ہر اک سنگ ترازو ہو جائے

حال لکھ لکھکے اگر بھیجے مرا اس بت کو
یا خدا مثل قلم غیر سیہ رو ہو جائے

یاد ساقی جو کرون مین قدح نوشی مین
جوش رقت سے لب جام لب جو ہو جائے

عاشق چشم ہون بھٹین جائے ونین دھو کا کھا کر
دشت مین دام گر دیدہ آہو ہو جائے

[illegible]

[illegible]

شہرت ہی میرے نالہ وچشم پر آب کی
پھیلی ہی ہر ایک کہتا ہی برق وسحاب کی

رحمت اُٹھاؤن مہر وشون سے محال ہی
سونگھی ہی بو کسی نے گل آفتاب کی

قد نخل گل ہی یار کا مینی ہی شاخ گل
لب رگ گل ہین اُنکے ہین کلیان گلاب کی

او شہسوار زیب ہی پاپوش مین کسن
آنکھین ضرور چاہیے چشم رکاب کی

کس سے میرے محفل ماتم ہی بزم مے
ساقی سیاہ پوش ہی بوتل شراب کی

سویا نہ شبکو آپ نہ سونے دیا مجھے
کیا کیجیے بیان کہون اُس بیحجاب کی

اشک کباب اشک ہین لخت جگر کباب
آنکھین بنی ہین سیخ مین سیخین کباب کی

کیا کیا تڑپ تڑپ کے کٹی ہی شب فراق
ایسی ہی رات قبر مین ہوگی عذاب کی

ویلین کبھی کبھی مری آنکھون مین رہتا ہی
شوخی تو دیکھنا مرے خانہ خراب کی

دریا پہ کس پری نے کیا عزم میکشی
ہی دست موج مین جو پیالی حباب کی

تبدیل رنگ ہوگا نہ منہ جام مین دیکھ
مرجھاتی ہی گلونکو تپش آفتاب کی

کیا دخل کوئی دیکھے تماشائے روئے یار
خورشید حشر بنگئی جالی نقاب کی

اُس کوچہ سے اُڑا کے پھراتی ہی در بدر
کیا تو نے ای صبا مری مٹی خراب کی

[illegible]

آنکھوں کی راہ دل میں مرے آتے جاتے ہو
افتادگان خاک سے پہونچے کہاں گزند
کہتے ہیں وہ زبان دُرِ دندانپہ پھیر کر
آخر زمین نے مری مٹی عزیز کی
کیا خوب فرق عاشق و معشوق میں ہوا
کسکو بجز شراب خوش آتا ہی آفتاب
دریا نی پانی ہو کے بنا صاف موتی جھیل

ای جان ہو اس آمد و شد کی خبر کسے
بے رنج مار جادۂ راہ سفر کسے
جز ملسکے کیسے ماہی آب گہر کسے
لے آسمان پھر آئیگا اب دربدر کسے
طوق آہنی ملا ہی کسے طوق زر کسے
بھاتی ہی غیر مینۂ مینا سحر کسے
درکار پھر غسل ہی آب گہر کسے

مقتل میں ہم بھی سر بکف آئے ہین ای قلق
کرتا ہی قتل دیکھین وہ بیداد گر کسے

یہ دعا دے کے دریا سے ہم رات چلے
یا خدا آج تو غیر و نکی نہ کچھ گھات چلے
لیگیا عشق بتان پھیر کے واعظ سوے دیر
ساقیا تجکو مبارک رہے آندر وہ نہو

خانہ آباد کہ مشتاق ملاقات چلے
بے کہے ساتھ مرے وہ بت بدذات چلے
طرف کعبہ جو ای قبلۂ حاجات چلے
تیرے میخانے سے ہم رند خرابات چلے

وحشت نے اپنی اُنکو بھی جگنو بنا دیا
گلگشت باغ کو جو گیا وہ گُل فرنگ

اور اُڑ گئے چراغ ہمارے مزار کے
غنچے سلام کرتے تھے ٹوپی اُتار کے

اُڑ پایہ سوز دل سے پس مرگ ای قلق
آنسو ٹپک پڑے مری شمع مزار پر

روش ہمصاف چلے مین نسیم صبح گلشن کی
صلائے نغمۂ بلبل ہی صاف آواز اَرگن کی
ستا رہی بحر لتی ہی یا کوئی بلبل چہکتی ہی
تری دولت سے ہم ای عشق مالا مال رہتے ہین
یہ بوجھ سکتا نہین پروانۂ دل گر دیکھتا ہی
کھو نکا ای یا ض حسن جھپٹی عشق پیچے کی
یہ بھٹکاتا ہی سودا آپکا موباف گیسو کا
نشانہ ہو گیا خیرہ آہ اُسنے جب بدمین تاکا
لب نازک پہ تبخالہ پڑا مسی کے ملنے سے

یقین ہوتا ہی کھلجائینگی کلیان انکے دہن کی
اُترتی ہی سلامی باغبان کس شان گلشن کی
تری مضراب کیا منقار ہی مرغ نوازن کی
زر داغ جنون لبریز ہو اک اشرفی گھن کی
گلو بند آپکا فانوس ہی کیا شمع گردن کی
ترے بوٹا سا قامت پر چڑھی ہی بیل جکن کی
کہ ہر اک جا وہ مجکو یہ جلی ہی مار رہزن کی
یہ اپنی اپنی قسمت ہی خطا کیا ناوک افگن کی
مجھے دھوکا ہوا گویا کلی پھولی ہی سوسن کی

۱۵۱

گل عارض کے گلگون نے یہ کب موقوف ہی زینت
بھڑک جاتا ہی او صیاد عالم مرغ نظارہ
دہن مسی لگانے سے بنا ہی غنچۂ سوسن
بھڑک نتھنو کی آفت ہی تو تیوری بھی قیامت ہی
لیا جراح کا احسان گر دہنے بندا ہی قاتل
صنم خانیکے جلسے یاد دلوا کر رلاتی ہی
کہاں الکیسی وہ گرما گرم تو بہ گو کہ نارسی ہین

چراغ لالۂ احمر کو کیا حاجت ہی روغن کی
ہنسی کی تیلیان کیلتیلیان ہین تیری چلبن کی
ہنسو گر کھلکھلا کر تو کلی کھلجائے سوسنکی
ستم ابرو کی جنبش ہی غضب شوخی ہی چتون کی
گلوبند اپنا پٹی بنگیا ہی خم گردن کی
دکھا دیتی ہی دل فریاد نا قوس برہمن کی
قسم کھاتی ہین زبان بھی تمھارے ڈومنی پنکی

وہ منصف ہون جو وصل یار جانیکی مراد آئی
قلق پروانیکی تربت پہ پہلے شمع روشن کی

قد ترا دیکھکے طوبا کو بھی ہم بھول گئے
یاد دلوائیے اُنکو جو کبھی وعدۂ وصل
نہ رہا بعد مرے ناز اٹھانیوالا
کبھی سرسبز مرا نخل تمنا نہوا

رو برو رخ کے گل باغ ارم بھول گئے
تو وہ کس نازسے فرماتے ہین ہم بھول گئے
خو برو ناز و ادا جور و ستم بھول گئے
کشت امید مری ابر کرم بھول گئے

[illegible]

۱۵۲

بعد مرنے کے بھی ہو کوچۂ جاناں کی تلاش
دل سے میرے ہوس باغ جناں دور رہے

دل کے داغوں سے نہ کسطرح اُٹھے دود سیاہ
غیر ممکن ہے چراغوں سے دھواں دور رہے

وہی کمرا ہو وہی بت جو تصور بندھ جائے
نہ مکیں دور رہے اور نہ مکاں دور رہے

خط سے خس پوش ہوا چاہ ذقن قہر ہوا
یوسف دل سے الٰہی یہ کنواں دور رہے

سوجھی ہے اسکے رُلانے کی یہ تدبیر اے دل
چشم گردوں سے نہ آہوں کا دھواں دور رہے

کچھ علاج ایسا بتا دو کہ یہ درد دل بھی
آپکی طرح مسیحائے زماں دور رہے

کچھ دعا انصاف پہ تھے شکوۂ دوری جو کیا
منفعل ہو کے کہا واقعی ہاں دور رہے

یہ جوانی یہ دن اُس دور میں انصاف تو کر
دخت رز پاس رہے اے پیر مغاں دور رہے

چشم خوباں میں ترا حسن ہمیشہ کھٹکے
نظر بد سے تو اے آفت جاں دور رہے

نگہ گرم سے بلبل کے نہ غنچے مرجھائیں
خرمن گل سے الٰہی یہ خزاں دور رہے

رشتۂ جان نہ اُسے کہتے نہ پڑتا یہ پیچ
اب کیوں نظروں سے وہ موئے میاں دور رہے

غم فرقت سے پہونچ جاتے ہیں مرنے کے قریب
اے قلق یار سے دو دن بھی جہاں دور رہے

[illegible]

جو بھوپے تم تا فلک شہرہ تمھاری خود فروشی کا	خریدار ہکو آئے مشتری بازار انجم سے
عوض چونیکے گارا لائے مرکا چاہیے ساقی	ہماری قبر اگر پکی ہو تو خشت سر خم سے

ہمیشہ خاک چھنواؤ گے مثلِ قیس صحرا کی
قلق کو یہ نہ تھی امید ای لیلی فرش تم سے

تاثیر جذب مستوں کی ہر ہر غزل مین ہی	اعجاز نثر مین ہی تو کرامت نثر مین ہی
دلمین جو اپنے یار ہی تو دل بغل مین ہی	پھر کیون ہی غم کہ صاحب خانہ محل مین ہی
کتنا غرور ہو تمھین حسن و جمال پر	گویا دیار حسن تمھارے عمل مین ہی
ہی یاد دلمین پنجۂ رنگین یار کی	مہندی کے چور کا گذر اپنے محل مین ہی
بد تر خزانسے ہی ہمین اس باغ کی بہار	بوے نفاق پھول مین ہی ہر پھل مین ہی
لیتے ہین مجسے اُن لب و گیسو کے رات دن	گلگ یمن سے تا ختن اپنے عمل مین ہی
منعم یہ کارخانے ہین دنیا کے کر نہ فکر	ہو ٹی ہی جھوپڑے مین تو کوئی محل مین ہی
جو بن گیا وہ پیچ مگر انکے ہین وہی	رسّی کا بل حضور کی زلف کے بل مین ہی
پہلو مین مجھ حزین کے پھکتا ہی رات دن	یا رب دل ہی یا کوئی پھوڑا بغل مین ہی

[illegible]

صفحہ ۱۵۳

[illegible]

۱۵۱

بہار حسن کے گاہک ہزار دیکھ چکے
خزاں میں بلبل گل کا بھی پیار دیکھ چکے

بس اٹھو فاتحہ پڑھ لو بت نہیں ہوتے
شہید ناز کا اپنے مزار دیکھ چکے

زوال حسن میں کیا ترک کیجیے الفت
خزاں بھی دیکھ لیں جسکی بہار دیکھ چکے

عبث انکو نہیں ہم فریب کرتے ہیں
ہم آزما کے انھیں لاکھ بار دیکھ چکے

پلاؤ جام شہادت بجھاؤ دل کی لگی
بس آپ خنجر آبدار دیکھ چکے

عیاں ہو نالہ شبگیر کی تو بے اثری
تجھے بھی آہ دل بیقرار دیکھ چکے

کمال چڑھ پھر زیادہ حجاب بیجا ہے
بس اک ہیں ہم پردہ ہزار دیکھ چکے

خزاں باغ کا کسکو خطر ہو گئے وہ
ہزار رنگ سے سیر بہار دیکھ چکے

تجھے بھی کاتبو نہیں اپنے لکھ لیا ہمنے
ترا بھی جائزہ او شہسوار دیکھ چکے

حضور پہلی ملاقات اور نہتا کے ستم
ہم ابتدا ہی میں انجام کار دیکھ چکے

زمین قبر بھی چاہے جو اب وہ ظلم کرے
فلک کے تو ستم بے شمار دیکھ چکے

یقین ہمارے ابخو کنارہ کر جائیں
رقیب اسکو ہمیں ہمکنار دیکھ چکے

گلے کرو گے تو کیا ہوگا دیکھنے والے
تمھارے طور ہمارا شعار دیکھ چکے

جہان جاکر نہین پھرتا مسافر
قلق وہ پہلی منزل کا سفر ہی

عشق مین پہیر جان اَحیف ہی مفت مین چلی | تونے پر او ستم شعار اب بھی مری خبر نہ لی
کوئی بلا پھر آئیگی مفت مین جان جائیگی | بیچ مین ہمکو لا لگی زلف سیاہ بڑھ چلی
آتے ہی فصل گل لپیٹ پڑ ہوئی قفس مین ہم صفیر | جسمین ہوئے تھے ہم اسیر لو وہی پھر ہوا چلی
اے گل گلشن وفا بے ترے نیند آئے کیا | بستر خار سے سوا مجکو ہو فرش مخملی
خواہش جستجوے یار جلسے بھی کچھ تھی بیشمار | بعد فنا مرا غبار ڈھونڈھ پھرا گلی گلی
دانش و طاقت و بصر بڑھ گئے سارے ہمسفر | زاد سفر کی فکر کر لگ رہی ہی چلا چلی
لاؤ پیالۂ شراب گھر کے پھر آیا ہی سحاب | اب نہین میرے دلکو تاب باد بہار پھر چلی
اے مہ آسمان جاہ تجھسا نہین ہی کجکلاہ | لیکے فلک چراغ ماہ ڈھونڈھ پھرا گلی گلی
موے سفید آگیا دھبا خضاب کا لگا | فصل شباب بیوفا داغ فراق دے چلی
کبک کا دل ہوا فگار ہونے جانکی نثار | تیغ خرام ناز یار چال نئی نئی چلی
بھولکے کوئی دوست چاہیے نہ ان حسینونکو | اب ڈھنڈھورا پھر دو لکھنؤ مین گلی گلی

جب بگڑتے ہین تو مسن نیکا وہ لیتے نہین نام
پہرون اپنا قدم یار پہ سر رہتا ہی

میلا باندہنگے سواری مین کسی گل کے یہ کیا
غنچونکی مٹھیونمین کس لیئے زر رہتا ہی

مین وہ دیوانہ ہون جب فصل بہار آتی ہی
میرے ویرانے مین پریونکا گذر رہتا ہی

وصل کی شب بہی نہین جب سے کٹنے پاتی
ہر دم آزردگی یار کا ڈر رہتا ہی

دیکھنے والے سمجھتے ہین عبث تار نظر
میری آنکھونمین ترا موے کمر رہتا ہی

غیر کے بس مین **قلق** کیون نہو وہ سیمبدن
قابو یار مین گنجینۂ زر رہتا ہی

شعلہ انگیز جو یہ سوز جگر رہتا ہی
اس لیے باز درچاک جگر رہتا ہی

خانۂ دلمین مجھے آگ کا ڈر رہتا ہی
دلمین اُنکا اسی رستے سے گذر رہتا ہی

برہمن بتکدہ مین شیخ حرم کعبے مین
جسکے جویان ہین وہ پاس آٹھ پہر رہتا ہی

سانپ کے کاٹے کی سی لہرا کے آ جاتی ہی
زہر گیسو کا بھی تا زیست اثر رہتا ہی

خاک کو بھی مرے صحرائے طلب مین پس مرگ
صورت ریگ رواں روز سفر رہتا ہی

وحشت عشق سے نو ہی تیغ حوادث سے نجات
داغ دل آٹھ پہر سینہ سپر رہتا ہی

۵۷

[illegible]

شہید تیغ جفا کر کے مجھکو فرمایا
ہمارا خون بہا کر نہ رائگان کیجیے
علاج ہو نہ سکے اُسکے دردمندونکا
تو وہ ہو جان نثر الکت کہ زیب جسم غسل

بہانہ ایک شرک چاہیے قضا کے لیے
ہمیشہ ملتے گا بس ہاتھ اس جفا کے لیے
فلک سے اُترین مسیحا بھی گرد وا کے لیے
جو لامین حوروںکے رخسار سنگ پا کے لیے

قلق ہی آجکل ایسا رواج بیدردی
کہ ڈھونڈھے سے ملتا نہیں دوا کے لیے

کسطرح سے شب فرقت کا یہ دم گھٹتا ہی
گھن لگا دیتا ہی یہ روگ بلا لگے بد ہی
پیر بٹ جاتے ہی نہیں اہل ہوس کا دکھیا
پر تو رُخ کے تصور مین ترے او خورشید
اُس بت شوخ کو اللہ رے شوق زینت
جب کوئی ہاتھ بڑھاتا ہی کسی کے آگے
تیز رنگت ہو ترے . کھلی ہی امی غنچہ دہن

وکھیں یہ بوٹی ہی پہلے کہ جگر پھٹتا ہی
عشق گیسو مین بہت جلد بشر لٹتا ہی
یہ گرا ہوا وہ ہی جو پاٹے سے نہیں پٹتا ہی
دل مرا مثل گریبان سحر پھٹتا ہی
آئینہ ابتو نہیں سامنے سے ہٹتا ہی
فرط غیرت سے مرا سیر دن لہو گھٹتا ہی
باغ میں رشک سے رنگ گل تر کٹتا ہی

[illegible]

[illegible]

اہل کمال ہوے ہین بے فیض بھی بہت
دیکھو گل قمر مین نہ بو ہے نہ باس ہے

دعوی ہے اے قلق مجھے ارباب فہم سے
اوس سے گلا نہین جو سخن نا شناس ہے

فرط گنہ سے کچھ نہین دلکو ہراس ہے
ہمکو بہت بڑی تری رحمت کی آس ہے

شاید ہے رقیب وہ ہم بغل کہین
پہلو مین دل کچھ آج ہمارا اوداس ہے

معشوق سے ہنسی بھی نہین خالی از مذاق
یہ بھی تو ایک طرح کا صاحب مجلس ہے

رہتا جو فصل گل مین بہت بے مزہ مزاج
توبہ نہین شراب کی شیشے کو راس ہے

کرتا نثار اوس چمن آرا پہ یہ مگر
کیا اور شست نرگس کے سوا گل کے پاس ہے

جب بھر سیر ابھارتے ہین ہم تو کہتے ہین
جی سست ہے کمال طبیعت اوداس ہے

گو صاحب لحاظ ہے پر بزم غیر مین
میر اکرے وہ پاس بعید القیاس ہے

میکش یہ کہہ کے پیتے ہین درخیر مین
ساقی سلامتی کا یہ تیری گلاس ہے

یا جی پہ شک کیف کا ظاہر ہے ہوتا ہے
دنیا مین پردہ پوش بشر کا لباس ہے

فرقت مین بھی گذرتی ہے اپنی تو ٹھاٹھ سے
اندوہ ہمنشین ہے مصاحب ہراس ہے

۱۵۹

بھڑلا کے ہکو کرتے ہو سرسبز اپنی بات — آگے تو تم ایسے کبھی ہٹ دھرم نہ تھے

کیونکر مین اپنے دلمین نہ دیتا انھین جگہ — قابل تو ونکے رہنے کے دیر و حرم نہ تھے

اورونکو تو شہید کیا تیغ ناز سے — کیا ہم کیے ہوے سر تسلیم خم نہ تھے

اسطرح شمع بزم نے طی کی عدم کی راہ — دیکھا تو راہ مین کہین نقش قدم نہ تھے

دلمین رہے جنون کی بدولت ہمیشہ داغ — ای عشق اس خزانے مین کب درم نہ تھے

اسطرح دلکو پھندے مین لانا نہ یاد تھا — آگے تمھارے زلف مین پیچ و خم نہ تھے

نالان تھے ہم جو ایک سہی قد کی یاد مین — نالے ہمارے سرو گلستان سے کم نہ تھے

جب تمنے آزمایا ہمین پایا سر بکف — منھ موڑ جاتے وقت پہ ایسے تو ہم نہ تھے

کھلجاتا حال سابقہ پڑنے سے مہربان — کچھ ہم مقابلے مین رقیبون سے کم نہ تھے

کچھ رحم بھی مزاج مبارک مین قبل تھا — ایسے تو آپ مائل جور و ستم نہ تھے

جانے بلا تمھاری جو صدمے گذر گئے — دن ہجر کے بھی روز قیامت سے کم نہ تھے

لیتا ضمانت اورونکی کیونکر مین آپسے — کیا معتبر حضور کے قول و قسم نہ تھے

اٹھی ہمین نہ یاد تھین امتحان کے وقت — آخر تمھارے چاہنے والون مین ہم نہ تھے

[illegible]

آتی بال سے بھی ہاں ہو باریک تر جس کی
چمن سے اُسکے ڈورے تک اُڑاوے جو رگ گل اکسو

قیامت مین نہ آ ساقی گذر جاؤ نہین اُس پل سے
ہوا کو کیا جلاوت تھی جو آئی خاک بلبل سے

قلق کچھ اور پڑھ اسمین یہ اہل بزم کہتے ہین
نہین ہم سننے پائے شعر سب تعریف کے غل سے

جب ان سے گل ہمسری کرتا ہی تیری دام کا کل سے
حنا و الکعلوف کنگھی کچھ پڑتی ہی سنبل سے

ہوائے گلشن عالم رہ انصاف اگر چلتی
جلاتی آشیانہ بلبلوں کا آتش گل سے

ستا ہی چلتے ہین در گاہ وہ سنت بڑھانیکو
سواری آج تو نکلی ہی اُنکی کس تجمل سے

صریر خامۂ رنگین رقم کیا لطف دیتی ہی
اُسنے نغمے جو کوئی تو مرے گلشن کے بلبل سے

نکلتا ہی جو اُمڑ ستک چمن تو سیر کو گھر سے
گلی کوچے مہک جاتے ہین تیری کفش کے گل سے

اگر فریاد رس کے کان تک پہنچے تو سن لینا
کوئی پھولا شگوفہ باغ مین فریاد بلبل سے

خزان ہو کر بہار حسن جو آیا پھر نہین آتی
ترقی کی نہین امید ہرگز اس تنزل سے

رہا کرتی ہی قرا قوت سے اُمین حسن کی دولت
زر گل کھو لنے پایا کوئی کب دامن گل سے

وہ دیوانہ ہون تیرا لائی پہ ہی جاؤن جو وحشت مین
گریزان شیر صحرا ہون گی زنجیر کے غل سے

[illegible]

جزائے خیر دے اللہ اُس سفاک عالم کو ۔ ۔ ۔ دے لگی لگی اُسنے بجھائی آب خنجر سے

ارادہ تھا کہ لین گے یہ عقل و دین بھی کھو کے ۔ ۔ ۔ گئے تھے لینے اُٹھے اور کچھ دینا پڑا گھر سے

بہت چھپائے ہین اُس سنگ دل کو دیکے دل اپنا ۔ ۔ ۔ مثل مشہور ہو یہ لعل کو پھوڑا ہی پتھر سے

بہت بد مست و رفتہ تاکتے ہین رند اِدھر ہی ۔ ۔ ۔ چھپاؤن دخت رز کو کیسے پردہ چشم ساغر سے

تو ہی اور شوخ بے پردہ اپنے دلمین ہی منصف خدا ۔ ۔ ۔ جو دیکھے نہ دم بھر حسین وہ دید گوہر سے

قطعہ سنتے ہی ایذائے شب غم ہو گئی دہشت
ڈرا تے تھے بہت واعظ عذاب روز محشر سے

بجائے اشک آنکھون سے لہو ہیم نکلتا ہے ۔ ۔ ۔ کے سینے مین شاید حسرت و نکا دم نکلتا ہے

دل ناشاد سے یون نالۂ پُر غم نکلتا ہے ۔ ۔ ۔ عزا خانے سے جیسے صاحب ماتم نکلتا ہے

بہت اُس شوخ کا آنکھین لڑانا یاد آتا ہے ۔ ۔ ۔ کوئی بادام بادامو نمین حب توام نکلتا ہے

جگہ دینا بہت دلمین نہ یاد نوک مژگان کو ۔ ۔ ۔ یہ وہ کانٹا ہے جو ٹوٹے جگر سے کم نکلتا ہے

یہ عیب حسن ہے جب وہ مخاطب ہمسے ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ جو لب اُسکے حضور اپنی زبان سے کم نکلتا ہے

گذرتا ہی جہان سے جب بچھا رہی دید کا کشتہ ۔ ۔ ۔ تو اسکا آنکھون کے رستے سے اکثر دم نکلتا ہے

کر سکیگی مجھے میزان قیامت سبک
میرے پلے پر اگر آپکی رحمت ہوگی

دل بلبل کیطرح پھونک دے صیاد کا گھر
اتنی بھی آتش گل مین نہ حرارت ہوگی

سر محفل مری جانب سے شکایت نکرو
شرم آئیگی مجھے انکو ندامت ہوگی

ہمتو بیمار کے دم بھر بھی ہونگے جانبر
رنج ہجر انسے اٹھیگا جنھین عادت ہوگی

پوچھتا پھرتا ہون ایک ایک سے یہ مضطر ہون
زندگی مین مری صبح شب فرقت ہوگی

کب تلک ٹس سے مس نہ کا ٹرسی ہرجائی ہے
وحشت ہاتھ سے مر دنکے فضیحت ہوگی

اپنے بسمل کا نہ تسمہ بھی لگا رکھے گا
میرے قاتل مین اگر کچھ بھی مروت ہوگی

جب تلینگے مرے اعمال وہ تر دامن ہون
سرد سب گرمی خورشید قیامت ہوگی

شام وصلت ہے تو دھڑکا ہے مجھے فرقت کا
صبح ہوگی تو کہو کیا مری نوبت ہوگی

اتنی گھبرا کے کیوں اس دل مین مشقت نہ کرون
خواہش خلد مین مجھسے ریاضت ہوگی

جسقدر چاہین یہان مجھپہ وہ بیداد کرین
کیا مرے آنکے وہان بھی نہ عدالت ہوگی

خشک گر دامن تر مہر کرم سے ہوا
تجھسے شرمندگی اہل شکایت ہوگی

مین یہ جان بھی دون تو نہ سمجھون قریب
ان بتون سے نہ تھین امید محبت ہوگی

ای صنم تیری نزاکت سے یہ اندیشہ ہے
یون گیا پھاندکے اُس گھر مین ہی نگہت
کبھی قابو مین طبیعت ہے کبھی بے قابو
چشم میگون تری نت گرتی ہے گردشمین کبھی
کچھ نہین فکر نجات عمل بد انکو
بزم خوبان مین رقیبون نے جو مجھسے بگڑے
دل نے مجھے دیکے بلا اور بھی اک سر پہ لی

نہ کہین موے کمر سے ترے زنار اُلجھے
میرے دامن سے نہ خار سر دیوار اُلجھے
ہر گھڑی مرد سپاہی سے نہ تلوار اُلجھے
مست ہی چلنے مین جیسے مے رفتار اُلجھے
کسقدر جال مین دُنیا کے ہین زردار اُلجھے
صاف دو چار طرح دیکھئے دو چار اُلجھے
دام کاکل مین ترے ہوکے گرفتار اُلجھے

کبھی یکسو نہ ہوا گیسو و رُخ کا جھگڑا
سالہا سال **قلق** کا فر و دیندار اُلجھے

بنا کے رہ گئے ہم اک انجمن زمین کے تلے
گئے ہزار دن ہی غنچہ دہن زمین کے تلے
عدم ہی کوچ کی جا اور وہی منزل گاہ
گئے وہ دن کہ پہاڑ اُسنے کھود کر پھینکے

اگر مجتمع ہین سب اہل سخن زمین کے تلے
کھلائے چرخ نے کیا کیا چمن زمین کے تلے
مسافرونکے ہین وطن زمین کے تلے
پڑا ہی خاک مین اب کوہکن زمین کے تلے

[illegible]
بیچ چلی گئی [illegible] رات کی
وصل مین [illegible] نہ ہجر [illegible] اوقات کی
قلق [illegible] خاک مین سب [illegible]
[illegible]

[illegible] ادا ہی [illegible] شیرین سخن
[illegible] ذات کی
صورت طاؤس [illegible] برسات کی
[illegible] کی چھائی ہی [illegible]

سنہ ۱۲۸۴

[illegible]

طالب

۱۶۵ مخمس

طالب دیدار رخ ہو نہین تو وہ زلفین دکھائین
گر کھون ٹکی مین آنکھ تو وہ سمجھین رات کی

باتین سنوتا ہی سارے گگر خونکی دل اُنھین
نا آپ تی تھی کبھی جنکو نہ آدھی بات کی

ای قمر آغاز نو حسن خط پر کر نہ ناز
چاندنی رہتی ہی تھوڑی سی پہلی رات کی

ضبط آہ سرد گریہ سے نہ کیون دم پر بنے
سیج ہی کیا تکلیف دیتی ہی اُمس برسات کی

بیٹھتے کعبے ہی مین یاد بتون کرتے مقام
ای قلق کیا مفت تمنے رائگان اوقات کی

او آسمان مجھکے ذرا کچھ ملال دے
ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے

آغاز کا نہ دھیان نہ فکر مآل دے
سومن کو دے خدا تو بس اتنا خیال دے

جتنی محبت اُنسے ہی ہمکو اُنھین نہین
کیونکر کسی کے دلمین کوئی دلکو ڈال دے

شاعر طبع یان یہ ہم فکر شعر ہی
شمع سخن کو نور کے سانچے مین ڈھال دے

اُسکی جفا سے ہین وفائین مری سوا
یا تو مقر ہو یا وہ جواب سوال دے

خلاق آسمان و زمین مہر اگر کرے
مانند بدر ذرے کو اوج کمال دے

طاؤس و کبک کہتے ہین وہ دیکھکر خرام
اللہ دے تو شکل شہر چال ڈھال دے

[illegible]

چھپانے سے نہیں چھپتا ہے حسنِ دلکش عالم
کہیں ہو دیکھنے میں اچھی صورت آ ہی جاتی ہے

سکھا دیتا ہے اقبال آدمی کو نیک و بد آخر
یہ دولت ہے وہ شے شانِ ریاست آ ہی جاتی ہے

توجہ منعموں کی نفع سے خالی نہیں ہوتی
ہوا کے گوشۂ دامان دولت آ ہی جاتی ہے

ستم دیدہ جو ہیں وہ ذکرِ آفت سے بھی ڈرتے ہیں
قلق نامِ شبِ فرقت سے دہشت آ ہی جاتی ہے

حالِ پرسان کبھی بھولے سے بھی پیارے نہوے
غیر پیارے ہوئے تم حیف ہمارے نہوے

جائے انصاف ہے شکوہ نہیں اونا انصاف
غیر پیارے ہوئے اور ہم تمھیں پیارے نہوے

کب میں خسخانے میں سویا کہ نظر آیا تو یاد
کب رواں دیدۂ گریاں کے ہزارے نہوے

غرقِ اشکوں میں مرے کب نہوئی کشتیِ چرخ
ہمسرِ آہ کب آہوں کے شرارے نہوے

کونسے دن نہ بھرا دامنِ گلچینِ نگاہ
کب میسر گلِ عارض کے نظارے نہوے

تیری افشان پہ تصدق اُنھیں کرتا ہر دم
آسمان کے مرے قابو میں ستارے نہوے

غرقِ گردابِ بلا ہوتے ہزاروں غواص
شکر صد شکر وہ دریا کے کنارے نہوے

اے قلق تم رہو ثابت قدمِ راہِ وفا
خیر پاپوش سے وہ گرچہ تمھارے نہوے

[illegible]

کہو ہنگامہ کیوں برپا کیا ہی شور محشر نے
تھکے ماندے مسافر سوئے ہین پہلی منزل کے

چٹوری ہو گئی ہی قتل کر کے بخیہ مجکو
لعاب لگ گیا پھر منہ کو تیغ ناز قاتل کے

مجھے چشم سیہ کا اس پری رو کے جو سودا ہی
برنگ چشم آہو بن گئے حلقے سلاسل کے

تجلی بخش ہی اس شمع رو کا نور حسن ایسا
پتنگے بن گئے ہین کرم شب تاب اسکی محفل کے

تمنائے شہادت مین ہجوم جان نثاران ہے
یہ باری نوبت مقتل ہجوم سے تیغ قاتل کے

نہین ہوتی تسلی اس دل بیتاب کو حاصل
مری کشتی کبھی لیتی نہین احسان ساحل کے

ہمارے ساتھ کیا یہ بھی شب فرقت مین روتا ہی
ستارے ہین کہ قطرے اشک چشم ماہ کامل کے

ذرا او ساربان ناقے کو ٹھہرا تا ہو اے محمل
کہ خاک اک ناتوان کی بھی ہی پیچھے پیچھے محمل کے

پڑھی تھی کن نے یہ سر کٹتے ہین کب جانثار انکے
سر مقتل اترتے ہین تصدق تیغ قاتل کے

لگے دل اس ظالم سے کوئی حکم حاکم ہی
ڈھونڈھے پھرتا ہین شہر مین بیداد قاتل کے

حسینوں کے نہین بس مین ہمیشہ ہی تعلق اس سے
ہلانے ناز نے اٹھاتا ہی دل ناشاد ہم دل کے

وہ کشتہ ہون کہ تیغ ابرو نے چشمان جوہر سے
دم رخصت بہائے اشک خون میرے گلے مل کے

پھڑک جاتا ہی یہ عضو جب مجھے مجروح کرتا ہی
لگے ہین کیا تمہارے تیر مین پر مرغ بسمل کے

قطعہ

کلام جو حضرت کا ہو وہ فی سبیل اللہ ہی
بخیر جو ابر کرم سے کثرت محتاجان خلق
جسکو اوس نے راہ دی اوسکو خدا سے راہ ہی
اون رسل بیگانہ ہی اطاعت شاہ کی
اس زید شاہ منزل ہی کہ قربانگاہ ہی
تیغ ابرو سے ہوا جاتا ہی اک عالم شہید
ہمکو یہان حاصل طواف حج بیت اللہ ہی
حاجیو پھرتے ہین گرد کعبہ ابرو سے شاہ
ایک رشک آفتاب اور ایک رشک ماہ ہی
دونون رخسارون مین نور قدرت اللہ ہی
عید قربان بھی ثنا خوان شاہ عالی جاہ ہی

اپنے سایہ کے پہ غیرت مغرور ہو تو اسقدر — اسی ہما سلطان عالم اپنا ظل اللہ ہی

صحبت سلطان نے دل از بسکہ آئینہ کیا — سادہ رو یوں ہیں تبرک بندہ درگاہ ہی

ہمت و جود و عدالت کی صفت کیا لکھون — عدل کسری جود حاتم حکم نادر شاہ ہی

فی الحقیقۃ ہو زیارت سند گانی کا سبب — دولت دیدار سلطان یان زر تنخواہ ہی

طول گیسوے رسا کی ہو سکے کیونکر صفت — جسکے آگے رشتہ عمر خضر کوتاہ ہی

جانتے ہین شاہ کے جانباز جانبازی کو کھیل — جنگ کا میدان بھی گویا ایک بازیگاہ ہی

جان کسکی ہی جو ٹھہرے روبرو ہنگام غیظ — شیر گردون کو بھی عزم حیلۂ روباہ ہی

شل موسی غش کرین کیونکر نہ خوبان جہان — عشق منزل طور کے جلوت تجلی گاہ ہی

قطع

دلسے ہوئیں جان نثار جان عالم اسی — نیت خالص سے بندے کی خدا آگاہ ہی

مبتلاے ستم و حسرت و آلام رہے — شاد دو دن بھی نہ ہم اے غم ایام رہے

ساقیا ایک ہمین تلخی جام رہے — مست دور ہین ترے خاص سے تا عام رہے

عمر بھر محو رخ و زلف سیہ فام رہے — کبھی کافر تو کبھی صاحب اسلام رہے

داستان فرقت جاناں میں کہوں کیا اپنی
[illegible]

نہ دی فرصت اُسے آرائشِ زلف و رُخ نے
منتظر یار کے ہم صبح سے تا شام رہے

چمنِ دہر میں ہاتھ آیا کرے صیدِ مراد
دوشِ صیاد پہ تا گیسوؤں کا دام رہے

بعدِ مردن بھی فلک درپئے آزار رہا
ہم تہِ خاک بھی اک دن نہ با آرام رہے

نہ بجز حسنِ دلآرام ہو ایسا ہی شوق
دلکو مجھسے نہ مجھے دل سے ذرا کام رہے

دلکو خواہش نہ کچھ اور بجز بادۂ شوق
نشۂ الفتِ ساقیِ گل اندام رہے

دشتِ کہسار میں دھوم ایسی مچا او وحشت
قیس و فرہاد کا باقی نہ ذرا نام رہے

قرض دے لینا بہار آتی ہے مفلس ہو بہت
میفروشوں سے یہ داد و ستدِ وام رہے

سوکھے ٹکڑوں پہ بسر کرتے رہے اہلِ خشک
عیش میں مست سدا رندِ مے آشام رہے

باغِ عالم میں بہشت ہے یہیں اے ساقی
تو بغل میں رہے کیفِ مئے گلفام رہے

اپنی تربت سے اُگا سنبلِ تر مر کر بھی
بستۂ سلسلۂ زلفِ سیہ فام رہے

فیض جاری رہے عالم میں ترا او ساقی
تو رہے اور زمانے میں ترا نام رہے

ایک دن کوٹھے پہ آکر نہ جھلک دکھلائی
نگران دیر تلک ہم طرفِ بام رہے

مرتے دم دعوئ اسلام ہے سبحان اللہ
زندگی بھر تو قلق بندۂ اصنام رہے

۱۶۹ [illegible]

داستان کس سے کہے بلبل شیدا اپنی
[illegible]

جہان بیکار دور آسمان ہی
ہمارا خاتمہ بالخیر ہوگا

وہ قاتل تیرے کوچے کی زمین ہی
پیمبر اپنا ختم المرسلین ہی

جدا جبسے مرا جان جہان ہی
نہایت دل قلق اندوہگین ہی

بوسہ لون چشم مست کا وقت خمار ہی
پستان یار کا بھی قیامت اُبھار ہی
دل اپنا بلبل چمن روے یار ہی
سرسبز خط سے کیا چمن روے یار ہی
جلتے ہین بعد مرگ بھی ٹھکرا کے قبر کو
آنکھون مین ہو یہ تشنۂ دیدار ہون کمال
اے گریہ چشم تر کی حفاظت ضرور ہی
نیرنگ دھر سے نہین حیرت زدہ نگوڑ
سمجھ مژہ سمجھ کے ہین آمادۂ خلش

ساغر چڑھاؤن نشۂ مے کا اُتار ہی
گویا نہال قد شجر میوہ دار ہی
یہ باغ وہ ہی جس مین ہمیشہ بہار ہی
ہی طرفہ ماجرا کہ خزان مین بہار ہی
ہم خاک مین ملے انھین ابتک غبار ہی
پیاسی ہی گو صدف مین گہر آبدار ہی
یہ کاسۂ گدائی دیدار یار ہی
تصویر کے چمن مین ہمیشہ بہار ہی
کانٹونکو میرے آبلۂ پا سے خار ہی

لینے مین جس کے لگے تو عجلت کمال ہی
گرم خرام ہونگے اگر صحن باغ مین
سینہ سپر ہین عاشق جانباز سیکڑون
ابکی تو ہجر یار مین ہم گو رچھانک آئے
ای شہسوار ناز یہ عشا ہی بار بار

دینے مین لقمہ وصل کے برسون جھکائین گے
انگار دبیزدہ کبک چمن کو لٹائین گے
تیغ نگاہ ناز وہ کب آزمائین گے
جیتے ہین تو کسی سے نہ پھر دل لگائین گے
تیرے سمند حسن کو ہم خود بنائین گے

قطعہ

ہم کیون اطاعت انکی کرین فائدہ
کیا یہ بتان دہر خدا سے ملائین گے

جدھر سے ہو کے ای خورشید رو ہم تم بہم نکلے
نہ تھے آگاہ ہم جو سے خانہ نشینی مین
حرم مین بھی تمنا تھی زیارت ہوگی جی بھر کے
لیے ہے ہم وضع کیا بت جیتے جی جو نہین بھی
کیا جب امتحان قاتل نے اپنے سرفروشونکا
مقابل کرکے اُنسے جوہری سب خوب پرکھے

ہزارون شکل سے بسمل ہو کے لاکھون کے دم نکلے
نکالے پانوٗن ہمنے گھر سے جب باہر قدم نکلے
الم لاکھون اُٹھائے ہم نے جب انکے علم نکلے
نہ اپنے خانۂ زنجیر سے باہر قدم نکلے
رہا یا لا اُنھین کے ہاتھ جو ثابت قدم نکلے
گہر پیش دُرِ دندان بہت قیمت کے کم نکلے

یقین ہے حشر اُس دن مجھے مضطر کی بھی عرش لیگا
تو اُسکے آڑے آیا ہے تجھے جس نے پکارا ہے

سراسر ہو گیا یان سودائے زلف یار مین یہ دل
تجارت مین متاع عشقبازی کے خسارا ہے

وصال اک سمت محرم آخری خواب مین دیکھا
فراق یار نے کیا کیا ہمین ترسا کے مارا ہے

الٰہی کس پہ تیرے رندہ درگاہ کو حسرت
جسے تو نے بگاڑا ہے اُسے کسنے سنوارا ہے

بلا صبح شب وصلت نہ کر اتنا غم فرقت
ابھی تھا تیرے پہلو مین ابھی تو وہ سدھارا ہے

نہ قتل اُسنے کیا تو آپ کاٹینگے گلا اپنا
قلق قاتل سے اپنے آج ہی بس دارا نیارا ہے

وہ پری جان بھی لے لے تو گوارا کیجیے
نقد دل بھی ہے کوئی جان جو پیارا کیجیے

موت جانیکا بھی احسان گوارا کیجیے
آج جلاد کا جی بھر کے نظارا کیجیے

جان ہونٹھون پہ ہے وقفہ نہ خدارا کیجیے
عیسی لب کو ذرا اپنے اشارا کیجیے

چشم زخم آپکی شمشیر نگہ سے ہے دور
سر عاشق جو تصدق مین اُتارا کیجیے

ہم وہ ہین عاشق جانباز انھین قصہ مونکی قسم
سر ابھی کاٹ کے رکھدین جو اشارا کیجیے

چشم باطن اگر اعجاز تصور سے کھلے
بند آنکھین رہین اور اُنکا نظارا کیجیے

صفحہ ۱۷۳

ایک دن مجھ سے اپنے نہ خوش ہو کر ملے
خاک مین سارے مرے ارمان اے دلبر ملے

کیا وہ خوش قسمت ہین جنکو تجھ سے دلبر ملے
ہم کو تو بے مہر بد خو بیوفا اکثر ملے

اسقدر مشتاق قتل قاتل عالم ہین ہم
عید قربان ہو گلے سے گر ترا خنجر ملے

حد سے بڑھکر عجز بھی انسانکو کرتا ہے خراب
کی اُنّے سر کشی جس سے بہت جھک کر ملے

قامت موزون جانانکا جو مین دیوانہ تھا
خاک سے میرے بگولے سرو قد ہو کر ملے

لکھ چکا جب اُس سپہر حسن کو مین خط شوق
چاند اور سورج لفافے کیلیے دو نیر ملے

پائی جنسیت جو صحرا گرد لاغر مین ترے
بید مجنون جب ملے مجھسے بہت جھک کر ملے

کیا چمک افشانکی سہرے مین سیاہ یار پر
اس سپہر حسن کو کس نور کے اختر ملے

اب سے اتنا تو دکھایا جذبۂ دل نے اثر
آپ ہی روٹھے وہ مجھسے آپ ہی آ کر ملے

ہم وہ منصف گلشن عالم مین ہین اے باغبان
دین کفن بلبل کو پھولونکی اگر چادر ملے

رند مشرب وہ ہین کوثر پر بھی یہ چلائینگے
کوئی ساغر ہمکو بھی یا ساقی کوثر ملے

وصف معراج شہ مرسل کا جب عازم ہوا
میرے مرغ فکر کو جبریل کے شہپر ملے

کھینچ سکے موے میان یار کی اُس سے شبیہ
میرے بہزاد تصور سا جو صورتگر ملے

[illegible]

ہمیں بخشے نہ بخشے وہ خجل کیا مرضی میں اُس کی	وگرنہ اسکی ہمت کو تو درکار اک بہانہ ہے
ہمیں سارے ہتھے ہیں زخم اک جن کو نشتر تو کیا	ہمدرد و لیتے لگے یار کا وہ آستانہ ہے

عنادل کی صدا کیا بوم بھی ہے جس جگہ عنقا
قلق اُس گلشن ویران میں اپنا آشیانہ ہے

قفس میں درد سے نالہ و فریاد کیا کیجیے	پراگندہ دماغ نازک صیاد کیا کیجیے
قفس میں ہم صفیران چمن کو یاد کیا کیجیے	دل ناشاد کو دم بھر کی خاطر شاد کیا کیجیے
ہزاروں قتل کر ڈالے ہمیں سے کیا عداوت ہے	قضا اپنی نہو تو شکوہ جلاد کیا کیجیے
غنیمت تم نہ سمجھا مجھ اسیر نغمہ پیرا کا	کسی سے شکوہ بے قیدی صیاد کیا کیجیے
نہ رحم کرکے عاشق پر وہ بت یہ ہنسکے کہتا ہے	گلے لگ جائیے بوسہ فقط امداد کیا کیجیے
ترے مجنوں کی فصد میں لہو ٹپکتا ہے اسکو سودا ہے	تجویز ہے علاج وحشت فصد کیا کیجیے
دکھا دیتے ہمارا کچھ بھی لب پر لیں اگر جلتا	اگر مجبور ہیں اودیا بیداد کیا کیجیے
دم عرض ہائے سنکے وہ صیاد کہتا ہے	گرفتار آکے جو خود ہوے آزاد کیا کیجیے
طلسم نوجوانی تھا عجب یک وقت او پیری	زمانہ خود فراموشی کا اپنے یاد کیا کیجیے

[illegible]

خاطرِ پیرِ مغاں توڑتے بہرِ واعظ	توبہ می کی نہ کھاتے جو قسم کیا کرتے
باز گشت اُنکے سوا اور کہاں تھی میری	تجھسے مجرم یہ نہ کرتے جو کرم کیا کرتے
دشت میں قیس سے شوریدہ سری گھر رہ گئی	معرکہ تھا جو بڑھاتے نہ قدم کیا کرتے
جان ہونٹھوں پہ تو آ آ گئی دم گھٹ گھٹ کر	ورنہ تم اس سے سوا ناک میں دم کیا کرتے
کونسا خاک درِ میکدہ پر لطف نہ تھا	ہم خرابات نشین مسندِ جم کیا کرتے

جان دی عشق میں اُس شوخ کے تنگ آکے قلق
یہ نہ کرتے تو بتاؤ تمھیں ہم کیا کرتے

ادھر سے جاتے ہیں ور آنکھ جو چرائے ہوئے	اُنھیں کا تیرِ نگہ ہم ہیں دل میں کھائے ہوئے
ہمارا کاٹ کے سر وہ کمال نادم ہیں	کھڑے ہیں دور سے مقتل میں سر جھکائے ہوئے
عنبر و عنبر و مشک و بنفشہ و ریحان	تمہارے سبزۂ خط پر ہیں زہر کھائے ہوئے
سرائے دہر یہ دم لینے کا مقام نہیں	عدم کے قافلے والو قدم بڑھائے ہوئے
ہماری خاک کی حسرت تھی پائمالی اُس وقت	چلے جو ناز سے وہ پائنچے اُٹھائے ہوئے
تمہارا کشتۂ مژگاں کوئی نہیں بچتا	یہ تیرِ ظلم ہیں کس زہر میں بجھائے ہوئے

کس جبین سے گذرتی ہے ندامت کی
خوف خزان سے سوکھ گئے خار کی طرح
وہ رند جلوہ کش ہین کہ ہمنے بدا بدی
جھنے وہ بات بات پہ ہمسے بگڑتے ہین
سینہ سپر وہ ہم ہین کہ قاتل نے بارہا
سب بکف ہین فیصلے ہو کون سرخرو
چشمان یار جو ہین مستی مین کسقدر
لایا نہ کچھ جواب پیام او پیامبر
ڈالی ہے اپنے جلوے پر آنکھ اُسنے بارہا
بچتا ہے چھیڑ کر سر بازار ہم اُنھین
بوسہ دیا کبھی تو جلانے کے واسطے
گرمی عشق دیکھ ہوتے تر بغیر غسل
خالی ہے ہو رہین امن طفلان جو ہے جنون

سوتے ہین خشت خم کو سرہانے دھرے ہوئے
جب موسم بہار مین کچھ ہم ہرے ہوئے
خالی کیے ہین خم کے خم اکثر بھرے ہوئے
گھونٹے لیے اتنے وہ نہ کسی ان کھرے ہوئے
خالی کیے ہین ہمیہ تمنچے بھرے ہوئے
قبضے پہ ہاتھ ہے وہ ستمگر دھرے ہوئے
کھایا یہ ہرن ہین سبزۂ مینا چرے ہوئے
گھنگنیان تھے منھ مین وہ اپنے بھرے ہوئے
ہین چاندنی کا کھیت یہ آہو چرے ہوئے
دو گھونٹیان مُنا مین وہ ایسے کھرے ہوئے
دو چار چُگلیان ہو مین کچھ غرغرے ہوئے
حمام دل کے ایسے بلند ابھرے ہوئے
دامان کوہ مین تو ہین پتھر بھرے ہوئے

[illegible]

بہار گل میں سودائی ہوا ہوں اُسکی زلفوں کا
بجا ہے عشق پیچاں سے سر مشکیں اگر باندھے

میں وہ برگشتہ قسمت ہوں کبھی گر جائے تیر اسکا
نشانہ طائر دل کا جو وہ ناوک نظر باندھے

بگولہ بنکے خاک قیس و فرہاد آئے سوبت کو
ترا دیوانہ کو وہ دشت میں سیلاں اگر باندھے

غبار کوچہ کاکل ہوئی ہی بعد مرنے کے
ہوا اپنی ہے میری خاک کیونکر اسقدر باندھے

رُخ انجام کو آئینہ آغاز میں دیکھے
تصور دم کا دانے سے طوطی پیشتر باندھے

جو میں نے دوستی سمجھی حسب عادت بھی تو فرمایا
نہیں بیجا جو ہر اک بات کی انسان اگر باندھے

غم شادی میں جلت میں ہوا ہو نہیں عجب کیا ہے
جو سہرا آنسوؤں کا وہ سر تابوت پر باندھے

ہزاروں سر کے بل جانباز تیرے پار اُتر جائیں
سر بحر فنا تیغ جہازی پل اگر باندھے

دل بیتاب ہے آزاد دنیا کے بکھیڑوں سے
جہاں میں طائر قبلہ نما کے کس نے پر باندھے

پڑیگا سابقہ جسدن تو کھل جائیگا حال اُنکا
رقیب اپنے پُناہ ہے بیٹھے ہیں تیغ و سپر باندھے

دیا خط دیکھے کیوں پیغام اس بجرم پر اُسنے
زباں پر تو چڑھائی جانب ست نامہ بر باندھے

چمن میں چاندنی کے پھول پہ صد برگ کا شک ہو
قلق زردی رخ عاشق کی رنگ اپنا اگر باندھے

[illegible]

نہین کھلتا دکھاتا ہو فلاک نیرنگ کیون ہم کو
قلق جیسے تماشائیکی بازیگر نظر باندھے

کچھ عرض حال کی نہین حاجت کریم سے
واقف ہو خوب وہ مرے حال سقیم سے

آئی نہ مل کے اُس گل تر کی شمیم سے
اتنا گلا ہو باغ جہان مین نسیم سے

جلنے سے میرے یار ہو خوشنود اگر مرا
سمجھون فزون جحیم کو باغ نعیم سے

وہ ہون فقیر مست تکلف سے عار ہو
بدلون کبھی نہ شال مین اپنی گلیم سے

پیر و تمھارے رکھتے مین آج اتنا دسترس
چاہین تو چھین لین ید بیضا کلیم سے

ہوتے نہین مطیع حسینان روزگار
توڑینگے اس طلسم کو ہم لوح سیم سے

درکار ہو نجف مین جو جاروب روشنی
عیسیٰ سے لین نفس ید بیضا کلیم سے

پیاسا ہون آب تیغ سے سیراب جلد کر
جلاد مُنہ نہ موڑ ثواب عظیم سے

کیونکر نہ بحکو ہو در گوش صنم عزیز
الفت خدا بھی رکھتا ہو طفل یتیم سے

جلتا ہون مثل طور ہمیشہ رشک سے ہنوز
کیا تجلیے مین باتین ہوئین تھین کلیم سے

ہو سیر باغ کوے صنم ہر کسے تا نصیب
کی ہر کے غبار نے سازش نسیم سے

کیا آج مبتلائے غم و رنج عشق ہون
ان حادثون کی ہون متحمل قدیم سے
ہوتا نہ شوخ بچھا مین فلاطون حکیم سے
وہ شوخ بچھا ب اگر ہم کلام ہو
نکلے کلام بھی نہ زبان کلیم سے
جنت وصال یار ہو دوزخ فراق یار

ادب دیکھو جو سوے دشت جاتا ہو غبار اپنا	بگولا پیشوا لینے کو بیتابانہ آتا ہے
تمہارے نقش عارض کے جو عاشق ہین سبب یہ ہے	ادب کرتے ہین بیرپا جو کوئی دانا آتا ہے
ہمین بھاتی نہین یہ حجتین شیخ و برہمن کی	پسند طبع اپنے مذہب رندانہ آتا ہے
جو پامالی سے بچتا ہے تو پایا مارا جاتا ہے	مری قسمت کا حب نشو و نما پروانہ آتا ہے
تو وہ ہے شمع بزم گل رخان اے قاتل عالم	تری محفل مین سر پہ کھیل کر پروانہ آتا ہے
دل وارفتہ پر آ چلا ہے کیف اس بت کا	مجھے کعبے کے استقبال کو بتخانہ آتا ہے
جلو مین لشکر طفلان تماشائی ہے کل عالم	تری شوکت تیرا ہو پری دیوانہ آتا ہے
گزند سنگ مرا اُسکی گلی مین پھانکھا ہے کو	رقیب روسیہ مثل سگ دیوانہ آتا ہے
وہان بستی بسانے مین ترے دیوانہ اُلفت	نظر جب غربت گردمین کوئی ویرانہ آتا ہے

جلانے کو فقط ان واعظان خود فضیحت کے
قلق کعبے سے اُٹھکر جانب بتخانہ آتا ہے

کس کس ادا سے نعش مری پائمال کی	انکی خرام ناز نے کیا مجھسے چال کی
کیا کیا صفت بیان ہوئی نخل نہال کی	جوبن ہے یہ بہار ریاض جمال کی

چاہنے والا طرح دار بنا دیتا ہے
کون کہتا ہے کہ [illegible] ہیں خوش انداز حسین
تمہارے عاشق کے [illegible] دیتا ہے
میرا ساقی وہ کہ ہوش رُبا دیتا ہے
بادشاہی بھی جو دیتا ہے خدا دیتا ہے
[illegible] انسان کو [illegible] دیتا ہے
ہستی میں عجب شے [illegible] دیتا ہے
کتنی ہے قلق [illegible] مری روح
پروانہ و شمع و گل و بلبل ہم کو
پھولوں میں [illegible] سوختہ [illegible]

منتو کو نہیں نعمت میں یہ لذت حاصل
سو طرح کا جو توکل کا مزا دیتا ہے
ہمیں سو طرح کی قدرت ہے وہ مجبور نہیں
چاہتا ہے تو مقدر سے سوا دیتا ہے
تیغ قاتل مری گردن سے لپٹ جاتی ہے یوں
جیسے بچھڑے کو گلے کوئی ملا دیتا ہے
شور قلقل [illegible] صنم حشر خرام

۱۸۰

شاہ و گدا ہیں دونوں اسیر ہوا و حرص	کمل کی فکر اسے ہے تو اُسکو ہے شال کی

آمد سنی جو انکی تو کس ذوق سے **قلق**
طیاریاں کین صبح سے شام وصال کی

ہم پر جو وہ کھینچے ہوئے تیغ دو دم آئے	چلا کے اجل بولی کہ ہشیار ہم آئے
تھا خوف کہ گھر گھر کہیں پڑ جائے نہ ماتم	درگاہ تلک اُن کے بمشکل علم آئے
امید کوئی فاتحے کی اس سے رکھے خاک	ہمراہ جنازہ بھی نہ جو دو قدم آئے
شاہونکی طرح شہر میں صحرا کے جنوں سے	پیٹتے ہوے ڈنکا سر بازار ہم آئے
سرگرم رہ دشت جنوں ہے کوئی ہما سا	کیونکر نہ قدم لینے ہمارے ورم آئے
محتاج تہِ خاک ہیں اک سورہ قل کے	شاہونکے نہ کچھ کام نشان و علم آئے
حجت ہے نکیرین کی اُلجھا جو لحد میں	مولا کی صدا آئی نہ گھبراؤ ہم آئے
دکھلایا نیا شورش خلخال نے عالم	بیجان تو زندہ ہوئے مردو نمین دم آئے
نرگس کو نہ اُن آنکھوں سا آیا کوئی افسون	سنبل میں نہ اُن گیسوؤں سے پیچ و خم آئے
اب منفعل ہیں جو رہیں ہنگام عیادت	آئے بھی تو دم دینے کو وہ مرتے دم آئے

[illegible] دیتا ہے
[illegible] جب آتا ہے
[illegible] دیتا ہے
[illegible] دیتا ہے
صبح دم [illegible] سر جبین
[illegible] دیتا ہے
[illegible] بلبل [illegible] نہیں
[illegible] دیتا ہے
[illegible] جان [illegible] دیتا ہے
[illegible] دیتا ہے
جب غزل پڑھتا ہے اک باغ کھلا دیتا ہے **قلق**

عشق عشاق کو تعلیم وفا دیتا ہے
طرز بیداد حسینون کو سکھا دیتا ہے

پہلی منزل ہی کڑی غافلو رہنا ہشیار
یہ جرس قافلے والون کو صدا دیتا ہے

کوئی آئین وفا اُٹھ نہین سکتا اس سے
کون دلکو ادب عشق سکھا دیتا ہے

قتل کر ڈالیگی آرائش قاتل اک روز
بوے خون کی وہ رنگ حنا دیتا ہے

خضر شوق ہمارے دل سودائی کو
راستہ کوچۂ گیسو کا بتا دیتا ہے

جب گھٹا اُٹھتی ہے تو بادۂ گلگون سے ہمین
کرم پیر خرابات جھکا دیتا ہے

گرم بازاری خونریزی سفاک رہے
تیرا جان باختہ یہ جیتے دعا دیتا ہے

اور تو رندون سے چلتا نہین بس واعظ کا
دختر رز کا مگر عیب لگا دیتا ہے

سچ ہے خورشید قیامت مین غضب ہوگی چمک
شاہدی یار کا نقش کف پا دیتا ہے

کار آب گہر سے لیتا ہے جو وہ چاہتا ہے
دانۂ سوختہ کو نشو و نما دیتا ہے

کسی نعمت مین نہین پاتے ہین ایسی لذت
بوسہ جو اُن لب شیرین کا مزا دیتا ہے

آسمان سے بھی سوا کوئی ستمگار نہین
حسرتین خاک مین سب دلکی ملا دیتا ہے

دل غم کو جو چھیڑو تو وہ کیا نالان ہے
جام خالی کو بجاؤ تو صدا دیتا ہے

طالع مین ہمسے وصل ہو اُس ماہ سے نہین
احکام سب خلاف ہین اہل نجوم کے

کھٹک گیا ہی جب سے نظرون مین رخِ گلگون پاک — ہر گل تر چشم بلبل مین ہر رنگ خار ہی

رحمۃ للعالمین پیدا ہوے ہین جس جگہ — ابر رحمت اس مکان کا سایۂ دیوار ہی

سنکے اُس کی شفاعت کا تولد ہولے سب — اب جہاز امت عاصی کا بیڑا پار ہی

دیکھکر اعجاز ہین ایسے پھر لائے نہ دین — سچ ہی کیا ان بت پرستون پر خدا کی مار ہی

دہر مین برسا ہی جب سے تیرا ابر تیغ عدل — سرد بازار فساد و فتنۂ اشرار ہی

رعب ہی ہے مائل اسلام کافر ہی نہین — لب پہ ناقوس کلیسا کے بھی استغفار ہی

جس سے تو راضی ہی شاہا اُس سے راضی ہی خدا — جس سے تو بیزار ہی اُس سے خدا بیزار ہی

ای سپہر دین نہین بیوجہ یہ اتنا فروغ — مہر و مہ مین بھی ترا اک پرتو انوار ہی

صاحب بینش تو کیا بھٹکے نہ دستہ کور بھی — راہ شرع پاک ایسی صاف اور ہموار ہی

حسن محبوب الٰہی کی پڑی ہی جب سے دھوم — تختہ بند اُس دن سے اب تک مصر کا بازار ہی

دوست جتنے ہین وہ ہین امیدوار باغ خلد — دشمنون کو آپ کے خوف عذاب نار ہی

معجزہ عشق قمر سے کوئی گردش پر نہیو — تیرہ دل کون اُس سے ہی افزون جسے انکار ہی

ور دمند ہین لب جانبخش کے مین ہی نہین — عیسی مریم بھی ترے عشق کا بیمار ہی

زلفین اُٹھاکے شوخی سے کہنے لگا وہ شوخ
اشعر بوجھ دونون گرے شانے رہ گئے

زندانیسے اُنکی سی نے کیے اور تورہا
ہمسے جو تھے اسیر وہ دیوانے رہ گئے

کی ہمسری جو گوہر دندان یار سے
مجوب ہوکے موتیونکے دانے رہ گئے

ساقی کا حسن دیکھکے میکش ہوئے یہ مست
ہاتھونمین سب کے ہوکے پیالے رہ گئے

اُس شعلہ روئے پھر لیے اُٹھا جو نہین نقاب
حیران شمع حسن کے پروانے رہ گئے

مندر کا جسمین جمع اکھاڑا تھا کل سو آج
دیدیکے رہنے کو وہ پریخانے رہ گئے

مسمار مسجدین ہوئین قسمت سے رندون کی
باقی خراب ہوکے میخانے رہ گئے

ہر دل عزیز وہ ہون ہوئے سب یک حال
اپنے تو کیا نہ وقت یہ بیگانے رہ گئے

فرہاد و قیس تو تھے ہی لیکن اے **قلق**
الفت کے اُنکی خلق مین افسانے رہ گئے

تصور رُخ و زلف سیاہ کسکا ہے
خیال آپکو شام و پگاہ کسکا ہے

دل اسیر ستم داد خواہ کسکا ہے
یہ صید زخمی تیر نگاہ کسکا ہے

الٰہی کونسا دل سوختہ کراہا ہے
فلک پہ چھایا ہوا دود آہ کسکا ہے

کسنے رندونکے سوا اسکو قبولا ساقی
دختر رز کی کہین سے نہ کبھی بات ائی

مسجدون مین جو نظر مجمع زہاد آیا
یاد کیا صحبت رندان خرابات آئی

کبھی بھیجا بھی تو بھیجا مجھے گلدستہ باغ
یار کے پاس سے آئی تو یہ سوغات آئی

درہم داغ تو بلبل کو دیے زر گل کو
فصل گل بلغین کرتی ہوئی خیرات آئی

تو بلیع وہ گلگون کی لنڈھادے تو بھی
ساقیا ابکی بڑی دھوم سے برسات آئی

مطلب دل کوئی اپنا کبھی نکلا نہ **قلق**
ان بتون کی نہ کسی کام ملاقات آئی

دفتر جو گلہ کے وہ صنم کھول رہا ہی
اغیار تو کیا دل بھی ادھر بول رہا ہی

انکار رہائی مین یہ دل بول رہا ہی
صیاد ستمگر مرے پر کھول رہا ہی

غیر نے مرے واسطے جو بول رہا ہی
آب در و مرا نہین وہ سم گھول رہا ہی

کس کس کا نہین طائر دل دام مین اسکے
طوطی خط عارض کا ترے بول رہا ہی

جامے سے ہوا جاتا ہی باہر جو ہر اک گل
کیا باغ مین وہ بند قبا کھول رہا ہی

شاہون کیطرح کی جو بسر دشت جنون مین
دیوانو نکا ہمراہ مرے غول رہا ہی

۱۸۵

کہدو یہ اطبا سے کہ تکلیف نہ فرمائیں | اچھا ہو دوا سے یہ وہ رنجور نہیں ہی

بیچشمی جانان کبھی آہو نہ کرے گا | نرگس کی طرح آنکھو نسے معذور نہیں ہی

دکھلا لیں فروغ اپنا مہ و مہر شب در و دن | بے پردہ ابھی وہ بت پرنور نہیں ہی

جز شکوہ سنا آپ سے بھی شکر نہ ہمنے | غمخوار کوئی آپ کا مسرور نہیں ہی

سُن سُنکے مرا تذکرہ کیون کاٹتے ہو بات | تم جس سے ہو نادم یہ وہ مذکور نہیں ہی

داد اپنی نہیں پاتے ستم دیدہ تمھارے | امروبادۂ زخمہ جسن یہ دستور نہیں ہی

پشتارہ خط شوق کا اُٹھے تو اُٹھائے | پیغامبر اپنا کوئی مزدور نہیں ہی

ملے مژۂ یار عبث کرتی ہی کاوش | سولی کے سزاوار یہ منصور نہیں ہی

ساقی کی توجہ ہی عبث خم و نپہ میرے | کھچتی ہی جس سے یہ وہ انگور نہیں ہی

کیون طور کے مانند جلاتے ہو دلو نکو | سرمہ جو لگانا تمھین منظور نہیں ہی

حل دیکھے کرین شکوہ بیداد ہی دلبر | ارباب محبت کا یہ دستور نہیں ہی

ملنا ہو تو ملنا وہ رقیبو نسے کرین ترک | یہ طرز ملاقات کا منظور نہیں ہی

یوسف سے حسین مول لیا کرتا تھا کل تک | گو آج قلق صاحب مقدور نہیں ہی

یہ جستجو ہے کہ رہین ہین ہوئی وقت
کہ بال سے بھی جو باریک تھی وہ راہ چلے

ہوئی یہ غیرونکے بخل کا فیصلے سماعت حال
در حضور سے محروم داد خواہ چلے

تری رکاب مین اے شہسوار حکم جو ہو
مرا غبار بھی ہمراہ گرد راہ چلے

کرم سے اُسکے تو امید ہی مگر یہ شرم
کہ پاک آئے تھے آلودہ گناہ چلے

کجی سے طینت ظالم بری نہین ہوتی
نہ سیدھی راہ کبھی افعی سیاہ چلے

چلا جو شہر سے صحرا کو مین وحشی ہوکر
تو مجھپہ خود بخود اڑ اڑ کے سنگ راہ چلے

یہ صید دل بھی ہی مشتاق اے کمان ابرو
ادھر بھی کوئی ترا ناوک نگاہ چلے

تمام عمر نہ لے نام رہنمائی کا
خضر اگر مرے دست جنون کی راہ چلے

جو لیچلا ہمین جلاد سوے قربان گاہ
تو اس خوشی سے چلے ہم کہ عید گاہ چلے

قلق خدا کا بھی ان ظالمونکو خوف نہین
بتان دہر کے ہاتھونسے داد خواہ چلے

گناہ گار چلے ہم کہ بیگناہ چلے
تو واعظ اپنی کہ اپنی تو ہم تباہ چلے

چلے جو واعظ و رند اپنی اپنی راہ چلے
سوے میکدہ وہ سوے خانقاہ چلے

شمیم کوئے گیسو یون ہماری لے اُڑین آہین — چمن سے نکہت گل جسطرح لیکر صبا نکلے

علاج درد دل چشمان بیمار اُن کی کرتے ہین — تماشا ہو کہ حاجتمند بھی حاجت روا نکلے

سعادتمند تو وہ ہو کہ ذرا شرم سے جھککر — ترے سائے سے دیکر سایۂ بال ہما نکلے

نہین ہو کوئی ایذا دو جھسا دشت وحشت مین — اُٹھا کر رکھ لون آنکھون پر جو کانٹا پانؤ کا نکلے

بجا کہتے ہین جو معذور کہتے ہین یہ دیکھا ہو — کمر سے پیچ جھٹکے کے تمھارے بارہا نکلے

ہمار ضبط گر تاثیر اپنی تجکو دکھلائے — ترے خود منھ سے تیری بیوفائی کا گلا نکلے

مذمت عضو کرتے تو ہو پر شرط بدتا ہون — اگر یہ بات جو ہے کوئی بڑھکر بار سا نکلے

عجب رنگین بیان ہو وہ زبان سے پھول جھڑتے ہین — دہان غنچے سے اُس گل کے آگے بات کیا نکلے

رہائی کیلیے احسان صیاد اب جو لین حاصل — قفس مین فصل گل کے بعد یہ نکلے تو کیا نکلے

وہ مومن ہون جو بسم اللہ کہکر اہ قلق توڑدون
شکست بت سے بھی اللہ اکبر کی صدا نکلے

ستم پر ہاکیے جسوقت بھولے سے بھی آ نکلے — ہماری جانکو تم تو ہلاکو سے سوا نکلے

سبکروحی ہماری ہوگئی باعث رہائی کا — جنون مین خانۂ زنجیر سے مثل صدا نکلے

بیگم ۱۸۷ عشق

انشا ہی مثل شیرہ جان کو نبات و شہد
لبین ثمر چاشنی ترے ہونٹھو نکی قند سے

دیوانگان عشق کی کٹتی ہین بیڑیان
غل ہی اسیر ہوتے ہین آزاد و بند سے

او چاہ ز مزار نہ ہر گز بنائیو
نفرت تھی زیست مین بھی مکان بلند سے

او شہسوار مرکے بھی چھوڑا نہ تیرا ساتھ
لپٹی ہی خاک دامن زین سمند سے

سونیکی بیڑیان مرے پاؤنمین چاہئین
وابستہ دل ہوا ہی ترے دست بند سے

کیا کیا کٹے ہین شرم سے وہ نونہال باغ
جو بڑھ چلے تھے یار کے سرو بلند سے

فردائے حشر اُٹھینگے وہی لوگ روسفید
داڑھی بڑھا کے بچگئے جو ریشخند سے

دلسوز تیرے ای صنم آتشین عذار
سیکھے ہین طرز نالہ سوزان سپند سے

نخوت ہمیشہ کرتے ہین نخوت شعار سے
ملتے ہین جھک کے ہمتو تواضع پسند سے

جاتے ہین میکدے سے جو ہم مست بیپیے
شیشے پکارتے ہین صدائے بلند سے

وہ مبتلا ہین زلف کے پیچ آدمی تو کیا
چھوٹے نہ پھنسکے دیو بھی اسکے کمند سے

او شہسوار لاکھ صبا نے اُڑائی خاک
ذرہ نکل سکے نہ تمھارے سمند سے

مجھسے جو دیکھا آنکھونکو اُسکے قریب لف
صید آہو دلگو کرتے ہین مشکین کمند سے

وہ کالا ہی منتر ہی نہین ہی جسکے کاٹے کا
نہ پوچھو کچھ جو تھا اُس لٹکی بیتابی کا حال اُسوقت
ذرا نادک دماغی وقت گلگشت چمن دیکھو
حقیقت مین بلا کی پیچ دیپیچ اسکی راہین ہین
دم فکر سخن لکھون اگر وصف اُسکی ابروکے
نہین تیوری ہی چڑھاتا دیکھکر زخم جگر ہردم
بلا شک تون خسار منور پہ مین آگدن
اگر منظور رحمت اُس دل سودا زدہ کی ہی
وہ بلبل ہون جو یاد آئین مجھے صیاد کی زلفین
ہوا ہین کس مسّی آلودہ لب کی تربتی ہی لالان

کبھی جا بہر کوئی موتی نہ دکھلا گیسو سے
کہ بزم غیر مین جب اُٹھ گئے وہ میرے پہلو سے
دماغ اُسکا پریشان ہوگیا پھولونکی خوشبو سے
کسی دلکو سلامت پھر تے دیکھا کوئے گیسو سے
قلم لون شاخ نرگس سے سیاہی چشم آہو سے
ہوا دیتا ہی قاتل دامن شمشیر ابرو سے
اتفاد لئے لیا ہی ہمنے تیرے مصحف رو سے
ہوا دیتا ہی قاتل دامن شمشیر ابرو سے
دم گریہ گلے مین پڑگیا ایک پھندا چھو سے
زبان گل سوسن کیون نہین لگتی ہی تالو سے

حباب آسا بہار عمر ہی بی لے مُرگلگون
فلق آواز آتی ہی یہ گلشن مین لب جو سے

چاہتا ہون کشش دلکی یہ امداد رہے
کہ مرا طرح مرے دام مین صیاد رہے

اتنا تو ضعف سے کوئی کھلتے سنا نہیں
یارب یہ کیا ہو گیا تن بے استخوان مجھے

گمنام ہون میں ٹامور یکا ہون خسرو نگار
درکار قبر کا نہیں اپنی نشان مجھے

باغ جہان میں طائر نکہت کی طرح سے
آزاد عشق ہون نہیں قید مکان مجھے

دل لیکے مہوشوں نے لیا نقد صبر و ہوش
لوٹا ہے رہزنون نے مع کاروان مجھے

ایمان سے لے اپنے تو ہی کیدے وعظا
بھائیگی کچھ یہ لوکے ہوتے جنان مجھے

سن سن کے درد دل مرا کہتا ہے پھر کہو
سمجھا ہوا ہے یار کوئی قصہ خوان مجھے

ہون نالہ کش ہر ایک بن مو سے مثل نے
الفت نے کر دیا ہے سراپا فغان مجھے

ایسا میں بار ہو گیا انکو پس فنا
احباب چھوڑے جاتے ہیں تنہا کہاں مجھے

کرتا اسیر گوشہ نشین چمن پہ رحم
صیاد دیکھتا تو مع آشیان مجھے

احسان ضعف ایکطرف اے جنون عشق
کانٹوں نہیں یہ کھینچتے ہیں مرے استخوان مجھے

حسن وفا دکھاؤنگا اُسوقت اے فلق
معشوق مل گیا جو کوئی قدردان مجھے

باقی نہ صحبت ایک دم اثبات رہ گئی
ثابت کیا جو اُسکا دہن بات رہ گئی

چند غزلین اور رباعیات اور مفردات جو حال مین تصنیف ہوئی ہین درج ذیل ہوتی ہین

غزل اول

خوے نازو دلفریبی جو صنم رکھتے نہین
کیسے ہی خستہ و ہون غیبت انہین رکھتے نہین

ای پری رو تیرے دیوانے ہین پابند وضع
خانۂ زنجیر سے باہر قدم رکھتے نہین

دیکھی ہی ہم تک تھا سارا شوق خونریزی انہین
تیغ اپنا وہ اب ہم پھر علم رکھتے نہین

اک نگاہ مہر تو کردیتی ہو ہم مین نہال
کون ہین وہ تجھسے جو چشم کرم رکھتے نہین

شیشہ کیطرح سے ہم بھی ہین نازک مزاج
بے بلائے بزم ساقی مین قدم رکھتے نہین

نفع ہو الفت کے شو ہین کہ نقصان صریح
ایسے موقع پر خیال بیش و کم رکھتے نہین

بات کرتے غیر سے دیکھین تجھین اور دین طرح
خوش ہو یا ناراض اتنا ضبط ہم رکھتے نہین

ساقیا ایسے ہین مستغنی گدائے میکدہ
خواہش جام جم و پروائے جم رکھتے نہین

ای خرہ حسن پہ ہر دم فلک پر ہی دماغ
مہربان اس زمین پر پاؤن ہم رکھتے نہین

غزل دوم

غزل سوم

[illegible]

واہ ری نازک مزاجی جسم ہی سب سے بجات
تجھسے بڑھکر کوئی معشوق اور ہم رکھتے نہین

عیش کرتے پھرتے ہین عہد جنون عشق مین
شادمان سب طرحسے ہین کوئی غم رکھتے نہین

کوچہ قاتل کو چلتے سر کے بھل پر کیا کرین
ضعف سے چلنے کی طاقت وہ قدم رکھتے نہین

حوصلہ ہمکو خریداری یوسف کا ہے آج
گو گرہ مین اپنے کچھ دام و درم رکھتے نہین

ایک خوش چشمی پہ نازان ہین اگر آہو تو کیا
وہ کمر وہ لوچ وہ ناف و شکم رکھتے نہین

قرض سے ہوتی ہے کسدن میفروشونکی نجات
پھر مو کب ہین سخت جسم ہم رکھتے نہین

یا شفیع المذنبین کوئی نہین ہین تیرے سوا
دوسرا کوئی وسیلہ اور ہم رکھتے نہین

لکھتے ہین جب خط شوق اسکو نہین ہوتا تمام
ہاتھ سے اپنے کبھی کاغذ قلم رکھتے نہین

ہمتو دیوانے ہین اسکے جو ہمارے دلمین ہے
شوق دیر و میل محراب حرم رکھتے نہین

کرتے ہین دعوے خدائی کا یہ پھر کس بات پر
خصلت بندہ نوازی تو صنم رکھتے نہین

ٹھوکرین کھانا جو ہے تقدیر مین لکھا ہوا
سرکشان دہر سر کو اسسے خم رکھتے نہین

اے قلق واللہ وہ ایمان سے ہین بے نصیب
دلسے جو لوگ اللہ رے شان و امم رکھتے نہین

[illegible]

[illegible]

دھرا نہین جگر دردمند عشق پہ ہاتھ
عدم سے آنیکا مطلب تھا کچھ اور مگر

سے سنا ئیکو کہتا ہی بار بار وہ شوخ
غرور حسن کہا تک چھپاتے پھریے گا منھ

کرونگا عرض یہ محشر مین جب طلب ہونگا
جناب پیر مغان کا کرینگے دھوم سے عرس

حضور گور پہ حاتم کی لات مار آئے
برائے سیر تماشائے روزگار آئے

کہ کوئی جا کے ذرا دیکھنا کہار آئے
بھرے قریب ہین وہ دن بھی ای نگار آئے

کہ تیرے آگے ترا کیا گناہگار آئے
ہم اپنے آپ مین اُس دن جو ایکبار آئے

سُنا ہی پھر **قلق** زار نقد دل اپنا
قمار خانۂ اُلفت مین جلکے ہار آئے

مجھے جو لوگ آکر دیکھتے ہین میرے بستر پر
ہمارے قتل کی نالش نہ کرنا اُس ستمگر پر

عزیزو جان دی ہم نے ہی چشم مست و لب پر
نہین چلتا کسی کا پیچ اُس زلف معنبر پر

ادائے تیز رفتاری بلائے جان عالم ہی
گمان تا رنگہ کا کرتے ہین اُس جسم لاغر پر

اُٹھا رکھا ہی ہمنے دعوے خون روز محشر پر
ہمارا فاتحہ دینا مگر گلگونکے ساغر پر

اثر کرتے نہ دیکھا سحر کو چشم فسونگر پر
لگے ٹکڑے ہین لاکھو نکے رے قاتل تے خنجر پر

اضطراب شب غم دیکھ کے میرا احباب
نوبت صبح سے ہر شام بجا دیتے ہین
[illegible]
کیا کہون لذت بیب وفا [illegible] دیتے ہین
چاہنے والے تو معشوق بنا دیتے ہین
حال عاشق ابھی کیا جانین نئے سیکھے ہین وہ
جو کہ شان کو دیوانہ بنا دیتے ہین
نظر رکھو پیر ازاد ہین وہ شعبدہ باز
سبز جیب [illegible] رنگ لگا دیتے ہین
جو ہنر مند ہین وہ [illegible] سبز کر دیتے ہین

مقطع اتنا کمان جو اُٹھ سکے در دولت	کیا بالفرض اگر سایہ ہلانے بھی سر منبر پر
وہ ہین فی ہی آبرو ای زاہد ہم میکدے والے	نماز آکر پڑھین قدسی ہمارے دامن تر پر
حبیب آگاہ ہو تا گر مئی اتنی پلائے ہجر انسے	کوئی اسپند تھوڑا سا چھڑک دے میر بستر پر
شب مہتاب مین ہو میکشی کی روز کیفیت	اگر مینا گلابی ساقیا ہو ساغر زر پر

یہ خود ہی کو دکان سنگ لیے چھیڑ کرتا ہو
قلق پتھر پڑین ایسے جنون فتنہ پرور پر

غزل چہارم

منہ سے منہ پیار مین اگر وہ ملا دیتے ہین	کشتۂ حسرت وصلت کو جلا دیتے ہین
جنس دل ہمکو انھین مفت لگا دیتے ہین	اسپہ بھی دیکھتے ہین ہمکو وہ کہا دیتے ہین
جب نقاب رخ انور وہ اٹھا دیتے ہین	جلوۂ قدرت اللہ دکھا دیتے ہین
اہل ثبات دل و جان خاصادق الاقرار ہین سب	منہ سے جو کہتے ہین وہ کرکے دکھا دیتے ہین
مائل قتل جو ہوتے ہین اسے تجھ بے عذر	پیش قاتل سر تسلیم جھکا دیتے ہین
ہمتو چیونٹی کو بھی تکلیف نہ دین تا مقدور	کون وہ لوگ ہین جو دلکو دکھا دیتے ہین

[illegible]

آزمانے پہ ہیں غش یہ نہیں اُٹھنا اس سے | جان نثاران وفا جان لڑا دیتے ہیں

خود فروشی سر بازار جو لاتی ہے انھیں
خلق اک بھیڑ خریدار لگا دیتے ہیں

متفرقات

لیا لب ہائے وہ گلرنگ سے دل کا پیالا ہے	وہ بیکس ہوں کہ جسنے خت زر کو گھر میں ڈالا ہے
کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ کیون آبدیدہ ہون	معشوق نوجوان ہے تو میں سن رسیدہ ہون
چمن میں اُس صبا پوچھیں کبھی گر ہم اسیرونکو	سلام شوق کہدینا ہمارے ہمصفیرون کو
کیا عذر معصیت کے کرو نہیں حضور سے	واللہ شرم آتی ہے اک اک قصور سے
ہجوم اپنے مکان میں ہے جو شوق بید کا	ہوا ہے گوش بر مژدہ یہ کسکی آمد کا
قاتل کا نیچہ جو کئی بار اُچٹ گیا	میں سخت جان فرسنہ مت سے گھٹ گیا
کیا کیا نہ امتحان میں ہم سرخرو رہے	تیغ نگاہ یار تری آبرو رہے
وطن چھڑا کے وہ رخ اتنی انداز سے نہ ترمین	چلے ہیں لکھنؤ والے کنار ناز و نعمت میں
ناز سے پائمال کرتے ہین	پائمالون سے چال کرتے ہین

۱۹۵

وصل کی شب جو سحر تک وہ توقف کرتے
دولت حسن مین ہم خوب تصرف کرتے
رشک سے خلد بھی [illegible] جہنم ہو جائے
گر مقابل ہو [illegible] عالم ہو جائے
یہ رند و خمر رز کو خراب کرتے ہین
بجا ہے حرمت کیف شراب کرتے ہین
جنون کی گر ہوس ہو تو دو دن نصیب رہی ہو
بنا ہوا ہے گلشن [illegible] جیب
کرتے ہین سخت کالی وہ آئے دن
[illegible] دیکھے دن

کیونکر تو کریگا مجھے سوائے قیامت	صدقے کرلے ہی انجمن آرائے قیامت
کچھ غم نہین جو یار سے ہم سے بگڑ گئی	ہو جائیگا ملاپ جو تقدیر لڑ گئی
کیا کہیے آکے دہر مین کیا کام کر چلے	نام ایک مشت خاک کا بدنام کر چلے
کرینگا جو نہ کام تھا وہ کام کر گئے	فرہاد و قیس دونون بڑا نام کر گئے
ہو گئے وہ دن جو فدا رہتے تھے ہمارے احباب	آجکل دشمن جانی ہین ہمارے احباب
یاد مین اک کف رنگین کے جگر جلتا ہے	آتش رنگ حنا سے مرا گھر جلتا ہے
رحمت تری اے انجمن آرائے قیامت	ہونے ہی نہ دیگی مجھے رسوائے قیامت
جان الفت گیسوئے کس آفت مین پڑی ہے	جب دیکھیے ایک تازہ بلا سر پہ کھڑی ہے
پائی نہ اسکے ہاتھ سے رحمت جہان سے ہے	اس سرزمین پہ ہم رہین یا آسمان رہے
بیچ مین لوٹنے والے بھی غضب ڈھاتے ہین	آتش غیظ یہ لوگ اور بھی بھڑکاتے ہین
کس قیامت کی ادا ہے یار تیری چال مین	شور محشر کا ہے عالم شورش خلخال مین
ستم ہے مجھپہ کیا او بانی بیداد کرنا تھا	کبھی کچھ کچھ تو پاس خاطر ناشاد کرنا تھا
جو دو گھڑی کے لیے بھی وہ بام پر جاتے	نگاہ خلق سے شمس و قمر اتر جاتے

کھاتے ہین روز رنج فراق حبیب کا
یارب یہی ہے رزق ہمارے نصیب کا

رباعی

جب تک رہے زبان پہ جاری توبہ
کیا کی جو وقت دم شماری توبہ

[illegible] عنایت سے قلق
مقبول ہو جو نہین ان سے [illegible] جائے ہماری توبہ

رباعی

[illegible] سے [illegible] کرتا ہے
غفلت وہ وسیلہ مال کرتا ہے
[illegible] عنایت کا سبب [illegible]
کرتی ہو عنایت جو [illegible] کرتا ہے
[illegible] رحمت [illegible] کرتا ہے

رباعی

[illegible] جب کا نہین [illegible]
[illegible] ہے [illegible] سر [illegible]
[illegible] نہین [illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

۱۹۷ [illegible]

رباعی

[illegible]

ہردم نہ **قلق** نالہ و فریاد کرو		مالک جو تمھارا ہو اُسے یاد کرو
اب آتی ہو آواز یہ انشاء اللہ		قید غم و ہم سے اُسے آزاد کرو
	رباعی	
سرزد ہوے ہین مجھسے جو عصیان عظیم		اس تیغ الم سے جگر و دل ہو دو نیم
برمن منگر بر کرم خویش نگر		مجرم کوئی مجھسا ہو نہ تجھسا ہو کریم
	رباعی	
اگاہ ہین خوب اپنی اصالت سے ہم		اک خاک کی مٹی پہ یہ الطاف و کرم
امید نہ کیونکر ہو جو تو یہ فرمائے		این بندۂ خاک را نہ بخشم چکنم
	رباعی	
یارب تری وہ فیض رسان ہو درگاہ		پھرتا نہین محروم کوئی حاجت خواہ
غیر وسے کرون سوال تیرے ہوتے		لاحول ولا قوۃ الا باللہ
	رباعی	
مالک کی خوشی کا نہ کوئی کام کیا		جو کام کیا قابل الزام کیا

رباعی

[illegible]

رباعی

یارب مری ... فریاد ... از لطف و عنایت ... امداد ...

من عاجز و بیکس و ذلیل و خوارم ... داد رس خلق بدہ داد مرا

رباعی

دل از تو چه گویم که چه خواهد ‌‌‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ز منصب و شاہی نه لوا میخواهد
پر ولئے دگر ہیچ ندارد الا ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ از تو دل مشتاق ترا میخواهد

رباعی

چون من نشوم گرم ثنائے احمد ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ کس نیست شفیعم سوائے احمد
بپیند بروز حشر انشاء اللہ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ باشم تہِ دامان لوائے احمد

رباعی

در شہر مدینه چو بود مسکن ما ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ زین به جہان نیست دگر مامن ما
دانیم که یابیم مراد کونین ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ گر قرب در پاک شود مدفن ما

رباعی

ای پادشه ملک قناعت مددے ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ئے خسرو اقلیم کرامت مددے
بر درگه تو بپائے لنگ آمده ام ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ اے شیر نستان ولایت مددے

تمام شد

تقریظ مطبوعہ سابق رنجیتہ قلم اعجاز نگار منشی غلام محمد خانصاحب سابق اڈیٹر اودھ اخبار

حسن پرستان سخن کو صلا اور یاران فن کو مژدہ ہو کہ پرستان معنی کی پری آئی ہو جو صورت پرستان زمان بلکہ اہل پرستان کو شرماتی ہو حسن وجمال سے پریرویون کے ہوش بھلاتی ہو صورت پرستون سے کہو کہ صورت پرستی چھوڑین معنی آشنا بنین معاشرون سے کہو کہ بادہ مستی چھوڑین پارسا بنین ذوق صبوحی سرتاسر گمراہی اور کدورت کی نشانی ہو حلاوت روحی شوق معانی ہو جس سے عقل کو افزایش فہم کو گنجایش ہوش کو درستی حواس کو چستی ناتوان کو توانائی ناشکیب کو شکیبائی حصول ہوتی ہو کیفیت شراب طبائع رندان بدمشرب کو قبول ہوتی ہو صافی طینت پاک طبیعتون کے لیے دختر رز حرام ہو الحمد للہ کہ مین مسلمان ہون مجکو تقلید شاعری منظور نہین پاس اسلام ہو ہان یہ ہو سکتا ہو کہ شراب طہور کا ایک جام اور ۹۹ حوران خلد کا پیام سنون تو اُسکے خیال سے ہی بے بادہ مست ہو جاؤن اور پھر کچھ تر بات فرماؤن لاحول ولاقوۃ اے ہرزہ درایہ کیا ہرزہ درائی ہو گیا تو لے یہ خوشخبری نہین پائی کہ حضرت یار السلطان آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علی خان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد المتخلص بہ **قلق** کا دیوان چھپا ہو اور اُس سے یہ سب مدعا حاصل ہوتا ہو کیجیے اب تو ہم بے پر اُڑے جاتے ہین اور اقلیم سخن مین پہونچکر وہان کی سیر اور مشاہدون کا مشاہدہ کر آتے ہین ارے میان کیا کہتے ہو چپ نہین رہتے ہو یہان آؤ ہم بتلائین اور کلید امید وصال جاوید کی نوید سنائین سنو بینو سوا و شہر لطافت بہر لکھنؤ مین ایک مقام حضرت گنج ہو اُسمین ایک مطبع غمگینو نکا غم غلط کرنیوالا اور دافع رنج ہو اور اگر وہان جاؤ گے ضرور نا ظور د مراد پاؤ گے یہ سُنکر مجکو ہوش آیا اور اپنے تئین بجبت آگین مسرت قرین پایا دیکھتا کیا ہون

گو میز پر مجلد دیوان قلق موجود ہو اور رنج و قلق مفقود ہو از بسکہ ایک مدت دراز سے ذوق

کو انتہا شوق کو ابتدا تھی بیتابی دل حد سے سوا تھی آرزو کا روز گلا گھنتا تھا تمنا کا ہمیشہ

خون ہوتا تھا دیکھتے ہی جان مین جان آئی خواہش قلبی نے شکل مراد دکھلائی دیدۂ دل

نے نور و سرور پایا روح پر فتوح نے لطف تازہ اُٹھایا ع اینکہ مے بینم بہ بیداریست

یا رب یا بخواب + اُس وقت حالت وجدانی مین یہ حسب حال مصرع یاد آیا ع یار در

خانہ و من گرد جہان می گردم + اوڈیٹر صاحب آپ نے تو بڑی لمبی چوڑی تقریر توصیف

کی اور کلام قلق کی کمال تعریف کی مگر آپ کیا سمجھے کہ اسمین کیا ہی اور اُسکا ہر شعر کس

رتبہ کا ہی ہان تا کہ آپ وقائع نگاری مین ہوشیار با منتخب روزگار ہین مگر یہ کیونکر تسلیم کرین کہ

دہان آوری مین بھی کامل العیار ہین ہان بعض بعض شخصون سے سُنتے ہین کہ آپ بھی

۲ کبھی اس دریا مین غواصی کر چکے ہین دامن خیال گوہر مقصود سے بھر چکے ہین مگر تارک لذات

کے لیے کیا مزا مثل مشہور ہی کہ سادھون کو کیا سواد۔ اسی قیاس پر ہم کہتے ہین کہ افسردہ

دلون کی کیا داد بقول ذوق ع افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف + ہان صاحب

یہ سب سچ ہی ہم اس گوہر شاہوار کی قدر کو نہین پہچان سکتے ہرگز نہین جان سکتے اسیو اسطے

کچھ بھی اسکی تعریف مین توغل نہین ہوا اگر تو رخانہ خیالات درائی مین بلاشک تامل نہین

ہوا گویا یہ تقریظ سب تقریظون سے نرالی ہی خوبی شعر اور صفات شاعر کا اظہار اسلیے فضول

متصور ہوا کہ اُنکی ذات اس سے مستغنی اور کمال فن سے پاگاہ عالی ہی منصف مزاج جب

پڑھینگے خود دیکھ لینگے کہ یہ گرامی منش ستودہ روش کیسا کیسا روشن بیان سحر زبان

نازک خیال شیرین مقال اور با کمال ہی اہل لکھنؤ تو اُن کی قابلیت کے پہلے ہی سے

قائل ہین اسمین کیا قیل و قال ہی البتہ اخلاق خاص اور فیض عام جناب منشی نولکشور صاحب

والا مقام نیکنام قابل ستایش ہی کہ اُن کے مطبع نے ایسی کتاب چھاپی اور شتاب چھاپی یا الٰہی جب تک نطق و سخن رہے اور امتیاز لطف نو و کہن رہے تا عروسان چمن معنی کا جوبن بصد تمکین و ناز اور کمال کلام کا اعجاز رہے یہ مطبع دنیا مین نیک نام و سرفراز رہے اور اخبار مضامین عالی سے شاخ سدرہ تک بلند پرواز رہے یا خدا مقبول این گفتار باد ✤ تا جہان باشد اودھ اخبار باد ✤

قطعۂ خاتمہ دیوان قلق مطبوعۂ سابق ریختہ قلم جواہر رقم محمد انوار حسین تسلیم سہسوانی

قلق کو لکھو نمین خدائے سخن — نہ ٹھہرا اسین گر شرع والے گناہ
زمین سخن اسقدر ہی بلند — کہ سیر فلک کی نہ پہونچے نگاہ
جو مصرع ہی اُڑتا ہوا ہی پری — پرستان کا دیوان پہ ہی اشتباہ
ہر ایک صفحہ محسود باغ و بہار — صریر قلم کبک کا قاہ قاہ
کرے کوئی اس سے نہ فرعونیان — وہ موسیٰ ہی خامہ ہی مار سیاہ
چھپا اُسکا دیوان ولے ایسا صاف — کہین دیکھکر جسکو سب واہ واہ
یہ مطبع کے صاحب کا ہی فیض عام — کہ ہی خاص وہ لطف فضل آلہ
وہ ہی بحر مواج فیض و کرم — اسیر اسمندرون کے ہین لے آب چاہ
مرا قول ہی مثل اُسکے کبھی — ہوا ہی نہو گا کوئی خانہ خواہ
تما گستری اُسکی ہان وہ کرے — کہ ہو علم کی جسکو کچھ دستگاہ
ہر اک اُسکا شاعر ہی شہری مکان — ہر اک اُسکا منشی عطارد پناہ
ہمیشہ تہ دلسے منظور ہی — ندیم و ملازم کی اُسکو رفاہ
خدیو جہانگیر انجم سپاہ — ترے آستانے پہ ہون دادخواہ

وہ ہی مہر اوج سپہر کلام — وہ اقلیم معنی کا ہی بادشاہ
بلا کے ہین مضمون چمکتے ہوے — ہر اک نقطہ ہی غیرت مہر و ماہ
وہ باریک معنی ہین نام خدا — کہ عاجز ہی دریافت سے انتباہ
مگر غوطے کھائیگا غواص فکر — بجز غزل کی نہ پائیگا تھاہ
عدو گر سُنے شعر ہو دل مین درد — کہے واہ وا کی جگہ آہ آہ
نہ ہوتے اگر نقطے اُبھرے ہوے — نہ زنہار کاغذ پہ جمتی نگاہ
وہ ہی مالک ملک دانشوری — وہ ہی شاہ اقلیم توقیر و جاہ
کرم مین عنایت مین اخلاق مین — وہ مشہور ہی ہند سے تا فراہ
سمجھتے ہین سر ہیچ راجی اُسے — جگہ سر پہ دیتے ہین صاحب کلاہ
نہ مجھسا کہ جو جانتا ایک ہو — حساب عدو سے سپید و سیاہ
اُسے باکمی اپنے ہیچ ہر طرح — اُسے حمد کا اپنے کرنا نباہ
پڑھون ایک مطلع دعا مین شتاب — دعا سے مری ہی اجابت کی راہ
رہے جبتلک چہرۂ کاہ زرد — رہے جبتلک سبز برگ گیاہ

زمین پر رہے آسمان جبتلک	رہے جبتلک رتبے معنی کو راہ	سلامت رہے تو قیامت تلک	رہے گرم بخشش تری بارگاہ
رہے روز و شب یہ چرخ غفیر	رہے بخشش و جود شام و پگاہ	ہوئے دوست تیرا خوش و شادمند	رہے تیرا دشمن خراب و تباہ
تری بزم عشرت مین ناظر ہو شمس	رہے نیر ہر محفل مین سرگرم راہ	ہر چھین بوز اتنے تری عمر کے	گھٹین جتنے حساد کے سال و ماہ
جو بدخواہ ہو تیرا اُسکے کبھی	نہو کفش پا مین نہ سر پر کلاہ	ہوا طبع دیوان منہ جون مین	کہ مضمون فتنۂ نیستان ہو گواہ
لکھا حالیہ شعر تاریخ مین	جو تسلیم سال عرب کی تھی چاہ	قلق کے سخن کا لکھون وصف وہ	سخن سنج سنکر کہے جسکو واہ ۱۲۹۶ھ

قطعہ تاریخ مطبوعہ سابق تصنیف مولوی محمد فصیح اللہ تخلص وفا شاگرد میر وزیر علی صبا

گشت چو مطبوع کلام قلق	زیب و ہر انچہ کنم وصف او	کرد وفا از پے سالش رقم	شاعر مشہور بگلبام بگو ۱۲۹۵ھ

خاتمۃ الطبع از کارپردازان مطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ دیوان نادرۂ زمان تصنیف جناب آفتاب الدولہ خواجہ ارشد علیخان صاحب بہادر متخلص بہ قلق مطبع منشی نولکشور کانپور مین بہ سرپرستی رائے بہادر جناب معلی القاب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع ہذا دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوندیال صاحب عاقل ایجنٹ بماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۱ع چوتھی مرتبہ چھپکر کحل البصر چشم ناظرین ہوا

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع

جو دیوان قلق مطبوع گردید	کہ وہ مہ داد حسن خوبیش داد	پے تاریخ سال ہجری او	رقم زد کلک عاقل - نظم دلشاد ۱۳۲۹ھ

تاریخ طبع از اسوۂ سخنوران مولانا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی محافظ عملۂ تصحیح

کلام قلق شد چو مطبوع ایدون	بصد حسن و خوبی بصد زیب و تزئین	دم طبع و سال تاریخ ہجری	رقم کرد حامد - جہا نظم رنگین ۱۳۲۹ھ

ایضاً

ہر کہ دیوان قلق دید بگفت از انصاف	ہست سرتا بقدم نظم قلق دلچسپے
خامۂ حامد وا رفتہ بسال ہجری	کرد فی الفور رقم - نظم قلق دلچسپے ۱۳۲۹ھ